وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا أَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ (سورۃ یونس)

اور ایمان والوں کو خوشخبری دیں کہ ان کے رب
کے پاس ان کیلئے بہت اونچا مقام ہے

افضلیتِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ

دلائل و شواہد

ڈاکٹر الطاف حسین سعیدی

دارالفیض گنج بخش، لاہور

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ سورۂ یونس

اور ایمان والوں کو خوشخبری دیں کہ اُن کے رَبّ
کے پاس اُن کیلئے بہت اُونچا مقام ہے

فضیلتِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ

دلائل و شواہد

از
ڈاکٹر الطاف حسین سعیدی

دارالفیض گنج بخش، لاہور
صدم منزل، گلی نمبر ۱، بلال گنج۔ لاہور

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

نام کتاب	افضلیت غوث اعظم (دلائل و شواہد)
نام کتاب (تاریخی)	انفاس النور فی مقام سیدنا الجیلانی عند الجمہور (۱۴۱۹ھ)
مصنف	ڈاکٹر الطاف حسین سعیدی
محرک و معاون	خلیل احمد رانا
سال اشاعت	۱۹۹۹ء
تعداد	گیارہ سو
ہدیہ	

انتساب

لئن سلیمان یوم العرض قبرہ تہدی إلیہ جرادا فی فیہا

وأنشدت بلسان الحال قائلۃ إن الہدایا علی قدر مہدیہا

(حضرت سلیمان علیہ السلام) کی خدمت میں ایک چڑیا آئی۔ ایک ٹڈی کو منہ میں لئے ہوئے تحفہ پیش کیا۔ اس نے زبان حال سے یہ کہا کہ بے شک تحائف کا دارومدار تحفہ دینے والے کی قدرت پر ہے۔)

یہ بندۂ سراشکندہ، آلودۂ بحر عصیاں، سراپا نقصان اپنی اس حقیر کوشش کے حاصل کو اپنے شیخ کریم امام اہل سنت حضور غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے توسط سے سرور الاولیاء، امام الاقرباء، فرد الاحباب، شیخ الکل، غوث اعظم محی الدین حضور سیدنا عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں بطور ہدیہ پیش کرتا ہے اور اس کاوش کا انتساب بھی آپ ہی کے نام۔

؎ گر قبول افتد زہے عزوشرف ؎ شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا

سگ غوث الثقلین

ناچیز الطاف حسین

پیر ۳ ربیع الاول ۱۴۱۹ھ ۲۹ جون ۱۹۹۸ء

نوٹ: اگر ضرورت محسوس کی گئی تو اس کتاب کا ضمیمہ بھی شائع کیا جائے گا۔

کتاب ہذا "افضلیت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ" پریس میں جانے ہی والی تھی کہ "شمس الفقہاء" مولوی محمد احمد بصیر پوری کا ایک اور غضب نامہ وصول ہوا۔ قارئین کی توجہ واطلاع کے لئے یہ خط شائع کیا جارہا ہے تاکہ وہ خود اندازہ کرلیں کہ موصوف ملت اسلامیہ میں انتشار وافتراق پیدا کرنے کے لئے کن اشاروں پہ چل رہے ہیں، اور کن کے حکم سے خصوصی مشن پر شب وروز صرف کررہے۔ کیا اسلام کی یہی خدمت رہ گئی تھی جو موصوف اپنے مخصوص آقاؤں کے اشارے پہ انجام دینے کو اپنا فریضہ منصبی سمجھتے ہیں۔ موصوف غالباً اس انتظار میں ہیں کہ سلسلہ چشت اہل بہشت، سلسلہ نقشبندیہ اور سلسلہ سہروردیہ کے بزرگان کے بارے کچھ کہا جائے اور اس طرح ملت اسلامیہ کو محاذ آرائی میں الجھا دیا جائے۔ لیکن موصوف کی یہ خام خیالی ہے اور ان کی یہ خواہش دلآزار کبھی پوری نہیں ہوگی۔ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جملہ سلاسل طریقت کے تمام مشائخ کا دل وجان سے احترام کرتے ہیں اور اسلام کی ترویج واشاعت کے لئے ان کی خدمات کو سلام عقیدت پیش کرتے ہیں۔

خط کا جواب مناسب وقت پر دے دیا جائے گا۔ مگر جو زبان انہوں نے سلسلہ عالیہ چشتیہ کی مقتدر روحانی وعلمی شخصیت حضرت صاحبزادہ پیر سید نصیر الدین گولڑوی دامت برکاتہم العالیہ کے بارے میں استعمال کرنے کی جسارت کی ہے وہ ان سے مناسب جواب کی متقاضی ہے اور وابستگان سلسلہ کے لئے لمحہ فکریہ!

اپنے مکتوب میں جو انداز جارحانہ اور زبان بے قابو استعمال فرمائی ہے یہ واقعی بزعم خود شمس الفقہاء ہی کی ہو سکتی ہے۔ خط پڑھیے ۔۔۔۔ موصوف کو ان کی "فقاہت" کی داد دیجئے۔

پھر دیکھیے انداز گل افشانی گفتار

نوٹ: خط اور اس کا عکس صفحہ ۲۳۲ ، ۲۳۳ پر ملاحظہ فرمائیں۔

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض ناشر

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

اللہ تعالیٰ کا آخری پیغام جناب نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ آپ ﷺ کے وصال پُر ملال کے بعد آپ ﷺ کے خلفاء جناب ابو بکر صدیق، جناب عمر فاروق، جناب عثمان غنی، جناب حیدر کرار علی المرتضیٰ و دیگر صحابہ کرام و اہل بیت عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اس پیغام کو آگے پہنچانے اور اس کی ترویج و اشاعت میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا اور اس عظیم مقصد کے حصول کے لیے نہ صرف اپنی تمام تر توانیاں صرف کیں بلکہ اپنی جانوں کے نذرانے بھی پیش کر دیے۔ اس کے بعد تابعین اور تبع تابعین، ائمہ اہل بیت، ائمہ مذاہب اربعہ، محدثین و فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس روشنی کو مزید پھیلانے میں جدوجہد کی، اور وقت کے تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے شجر اسلام کی آبیاری کے لیے جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفاء میں سے سلاسل طریقت کی بنیاد پڑی، اگرچہ اصحاب ثلاثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے بھی سلاسل طریقت چلے لیکن آگے چل کر یہ سلاسل طریقت کے معروف سلاسل میں ضم ہو گئے۔ صرف حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ باقی رہا۔ اس خطہ ارضی یعنی برصغیر پاک و ہند میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور مبارک میں ساحل مکران تک اسلامی سلطنت پھیل چکی تھی۔ محمد بن قاسم کی فتح سندھ کے بعد سرزمین ملتان تک اسلامی سلطنت قائم

ہو چکی تھی۔ لیکن حقیقی طور پر دیکھا جائے تو صوفیہ کرام کی آمد پر اور اس خطہ میں ان کے قیام کے بعد جس تیزی سے اسلام کی اشاعت ہوئی وہ کسی سلطنت کی فتح پر بھی ممکن نہ تھی۔ ہندوستان (پاک و ہند) کے مسلمان آج بھی حلقہ بگوش اسلام ان بزرگوں کی تبلیغ کی وجہ سے ہیں۔ حضرت سیدنا داتا علی ہجویری، حضرت غوث العالمین شیخ الاسلام والمسلمین جناب سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر، حضرت مخدوم علی احمد علاء الدین صابر کلیری، حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی، حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کے خلیفہ شیخ الاسلام شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی، حضرت شاہ صدر الدین عارف، حضرت شاہ رکن الدین عالم، حضرت سید عثمان مروندی المعروف بہ لعل شہباز قلندر، حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت، حضرت سید محمد غوث اچی حلبی، حضرت سید عبد القادر ثانی، حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمہم اللہ تعالیٰ و دیگر بزرگان دین جن کے وجود مسعود سے لاکھوں کروڑوں خلق خدا اسلام کی دولت سے بہرہ ور ہوئی، اور یہ عمل آج سے نہیں اس کو صدیاں بیت گئی ہیں، اسی لیے مسلمانان خطہ پاک و ہند نے ہمیشہ ہی ان بزرگان دین سے اپنی روحانی وابستگی رکھی ہے۔ ان بزرگوں کی خانقاہوں کی حاضری ان کے مزارات سے تعلق اسی بات کا اظہار ہے کہ اسلام ان بزرگوں کی مساعی جمیلہ سے ہی ان تک پہنچا۔ اس وقت سے لوگوں نے بزرگان دین کو اپنی عقیدتوں کا مرکز بنایا ہوا ہے۔

الحمدللہ! فقیر نے جس گھرانے میں آنکھ کھولی وہ سیدنا داتا علی ہجویری گنج

بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ و سجادہ نشین حضرت رائے راجو المعروف بہ شیخ ہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے۔ آپ حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ العزیز کی نظر کیمیا اثر سے نہ صرف "رائے راجو" سے شیخ ہندی ہوئے بلکہ آپ کے بعد آپ کی اولاد امجاد کو بھی حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ العزیز کی سجادگی کا شرف حاصل ہے اور اس سعادت کو نو سو سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے۔

حضور داتا گنج بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روحانی جانشین و حضرت شیخ ہندی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے اور سجادہ نشین حضرت شیخ لطفی رحمۃ اللہ علیہ حضرت غریب نواز خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے فیض یافتہ تھے، چنانچہ رانا عبدالحمید نقشبندی "قرآن حکیم اور تصوف" مطبوعہ لاہور، صفحہ ۱۶ پر رقمطراز ہیں:

"حضرت شیخ ہندی کے صاحبزادے شیخ لطفی تھے۔ انہی کے دور سجادہ نشینی میں خواجہ خواجگان غریب نواز شیخ معین الدین چشتی اجمیری سرکار ہند نے درگاہ عالیہ میں اعتکاف کی سعادت حاصل کی تھی۔ حضرت شیخ لطفی رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ سرکار ہند میں قلبی رابطہ پیدا ہو گیا تھا جس کی وجہ سے شیخ کو آپ نے اپنے باطنی فیوض و برکات سے بہت کچھ نوازا۔ یہ فیوض و برکات وقتی نہیں تھے جو صرف حضرت شیخ لطفی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ختم ہو جاتے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت داتا کی درگاہ عالیہ کے سجادہ نشینوں کو آج تک حضرت غریب نواز کا فیض جاری ہے، اور حضرت داتا صاحب کی کرم نوازی کے صدقے اس خاندان میں آج بھی بڑی بڑی بزرگ ہستیاں پیدا

ہوتی چلی آ رہی ہیں۔"

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

فقیر اپنی اس نسبت پر جتنا بھی شکر بجالائے وہ کم ہے۔

احقر کے بچپن سے آج تک ہمارے خاندان میں اعراس ہوں، سالانہ یا ماہانہ معمولات یا کسی بزرگ کے قل خوانی یا چہلم کے موقع پر شجرہ شریف پڑھا جاتا ہے اور اس کے بعد دعا کروائی جاتی ہے خاص طور پر دعا کے موقع پر حضور غوث العالمین قطب ربانی، غوث صمدانی، محبوب سبحانی حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی قدس سرہ کا اسم گرامی تمام اولیاء اللہ میں سب سے پہلے لیا جاتا ہے۔ اوقاف کے قیام سے قبل ماہانہ معمولات میں دیگر معمولات کے علاوہ قمری ماہ کی چار، گیارہ اور انیس تاریخ کو بالترتیب حضرت شیخ ہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، گیارہویں شریف یعنی حضرت سیدنا غوث اعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ماہانہ ختم شریف ہوتے ہیں۔ ہر ماہ کی بارہ تاریخ کو آنحضرت سرور کائنات ﷺ کے حضور درود و سلام اور محفل میلاد پاک کا انعقاد ہوتا ہے۔ محکمہ اوقاف کے قیام کے بعد ہمارے خاندانی معمولات ماہانہ و سالانہ جو مزار پُر انوار حضرت داتا گنج بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ہوتے تھے آج بھی ہو رہے ہیں اور یہ سلسلہ صدیوں سے جاری و ساری ہے۔

ہم اپنے بزرگوں سے یہی سنتے آئے کہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے سردار ہیں۔ اسی ماحول میں ہماری پرورش ہوئی اور اب تک زندگی گزری۔ بچپن کے بعد جب اہل علم و صوفیہ حضرات کی

صحبت میسر ہوئی اور بزرگان دین متین کی تصنیفات سے استفادہ کا موقع میسر آیا تو یہ عقیدہ راسخ ہوا کہ تمام اولیائے وقت واکثر علماء ملت نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ حضرت غوث العالمین شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرات صحابہ کرام اور ائمہ اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے سوا تمام زمانوں کے اولیاء کرام کے سردار ہیں۔ معاصرین، اولین وآخرین سب کے سب آپ سے فیض یافتہ ہیں اور آپ کے تابع ہیں اور آپ کے ارشاد گرامی۔

قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله

کی تائید کرتے ہیں۔

سلسلہ عالیہ چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ وغیرہ کے تمام مشائخ کا اس پر اجماع ہے۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد مبارک کی تائید میں اولیاء وعلماء وصلحاء امت محمدیہ ﷺ اتنا کچھ لکھ چکے ہیں اور عملی طور پر اس کا اظہار بھی کر چکے ہیں کہ فقیر اب اس بات کی ضرورت محسوس نہیں کرتا کہ اس کی مزید وضاحت کی جائے، اتنا ہی ہمارے لیے کافی ہے۔ شرط عقیدت وایمان کی ہے۔

کچھ عرصہ قبل نور بصیرت سے محروم اور مستصوف مولوی محمد احمد ساکن بھیر پور بزعم خود "شمس الفقہاء" ایک کتاب (جو غالباً ان کی زندگی کی پہلی کاوش ہے) "حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ" لکھی جس میں موصوف نے اکابر سلسلہ چشتیہ کی محبت کے لبادے میں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اپنے قدیم دلی بغض اور آپ کے مقام رفیع الشان کے سلسلے میں مخفی حسد وعناد کا کھل کر اظہار کیا ہے۔ اور بڑی بے باکی اور دریدہ دہنی کا ثبوت دیتے ہوئے رکیک حملوں کی جسارت سے بھی گریز نہیں کیا۔

حضور غوث پاک سے مولوی محمد احمد کو جو بغض ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ یہ تو سوچنے کی بات ہے۔ کیونکہ حضور غوث پاک سے عموماً شیعہ حضرات و دیگر فرق باطلہ بغض رکھتے ہیں۔ ع

سر آئینہ تیرا عکس ہے پس آئینہ کوئی اور ہے

ذکر غالب میں مالک رام لکھتے ہیں:

"بقول سید علی بلگرامی شیعہ حضرات کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی سے اس لیے کد ہے کہ اس سے ان کی آدھی سلطنت چھن گئی۔ اگر ان حضرات صوفیہ کی تعلیم نہ ہوتی تو آج سب مسلمان شیعہ مسلک کے پیرو ہوتے۔"

(ذکر غالب صفحہ ۲۴۸، مطبوعہ مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی، ۱۹۷۶ء)

آپ کے ارشاد عالی "قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله" کی تائید کرنے والے اولیاء امت، اکابر ملت اور محدثین کرام مثلاً امام ابو الحسن الشطنوفی الشافعی، حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت ملا علی القاری، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی اور پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنھم شامل ہیں کو سب و شتم کا نشانہ بنایا گیا۔ یہ حضرات اولیاء کے ساتھ موصوف کا اظہار محبت ہے۔ حضرات چشت اہل بہشت رضی اللہ تعالیٰ عنھم جن کی محبت کا ڈھونگ موصوف رچائے ہوئے ہیں وہ بھی ان سے برأت کا اظہار فرماتے ہوں گے اور مولوی صاحب موصوف ان کے غیظ و غضب کا ضرور نشانہ بنیں گے۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ جن لوگوں سے اس نے اپنی تائید میں پیش لفظ اور

تاثرات لکھوائے ہیں وہ خود ان کے جارحانہ انداز تحریر سے نالاں ہیں۔ اس کتاب کا پیش لفظ جناب غلام قطب الدین نبیرہ حضرت خواجہ محمد یار فریدی گڑھی اختیار خان علیہ الرحمہ نے لکھا ہے اور موصوف کے نقطہ نظر کی تائید کی ہے۔ حالانکہ ان کا یہ نقطہ نظر اپنے جد امجد بلبل بستان رسالت حضرت خواجہ محمد یار فریدی کی روش سے ہٹ کر ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اپنے پیش لفظ چھپوانے کے اندھے شوق نے انہیں اپنے اجداد کے طریق کار سے بھی دور کر دیا ہے۔ حضرت خواجہ محمد یار فریدی علیہ الرحمہ حضرت شیخ الکل جناب غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں یوں رطب اللسان ہیں:

صفاء مصطفیٰ داری، ضیاء مرتضیٰ داری
قدم بر اولیاء داری، تو محی الدین جیلانی

(دیوان محمدی صفحہ ۹۱ شائع کردہ گڑھی اختیار خاں)

اب کیا ارشاد فرماتے ہیں غلام قطب الدین صاحب بیچ اس مسئلہ کے؟

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

اب جناب غلام قطب الدین صاحب سے مؤدبانہ التماس ہے کہ اپنے جد امجد کے مزار مبارک پہ جا کر کہیں:

نیا زمانہ ہے نئے صبح و شام پیدا کر رہے ہیں۔ آپ کے قدیم نظریات و معمولات کے خلاف میں نے علم بغاوت بلند کر دیا ہے۔ آپ کے قدیم نظریات ہماری شہرت اور نام و نمود میں رکاوٹ ہیں۔ ان سے کنارہ کشی اختیار کر کے مولوی محمد احمد بصیر پوری کو اپنا امام بنا لیا اور ان کی تحقیقات کی روشنی میں زندگی کے نئے سفر کا آغاز کر دیا ہے۔

افسوس اور انتہائی افسوس! جن بزرگوں کے نام پہ یہ اپنی پیری کی دکانیں چمکا رہے ہیں انہی کے معمولات اور جذبات عقیدت و محبت سے راہ فرار اختیار کر رہے ہیں۔

میں نے خود اپنی موت کا ساماں کر لیا

یہ لوگ ان بزرگوں کے فیوض وبرکات کے امین کیسے ہو سکتے ہیں؟

مولانا محمد اشرف سیالوی صاحب نے بھی مولوی محمد احمد کے نقطہ تحقیق کو سراہا ہے حالانکہ موصوف اپنے آستان محبت کے آفتاب حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے خلفاء حضرت مولانا غلام قادر بھیروی ثم لاہوری علیہ الرحمہ اور پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمہ کی تعلیمات کا مطالعہ فرما کر نور بصیرت کا سامان کر سکتے تھے۔ مولوی محمد احمد کا دامن تھامنے کی ضرورت نہ تھی۔ مرآت العاشقین، نور ربانی فی مدح المحبوب السبحانی اور مہر منیر کو پیش نظر رکھیں۔ مزید یہ کہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کے وصال کے بعد آپ کی اولاد امجاد نے ہمیشہ خود کو سجادہ نشین کہلانے کی بجائے خادم لنگر غوثیہ کہلانے پر فخر محسوس کیا چنانچہ اس سلسلہ میں ایک "آئین و دستور درگاہ و لنگر غوثیہ گولڑہ شریف" کے نام سے مرتب کیا گیا جو باقاعدہ رجسٹرڈ حکومت پاکستان ہے۔ اس آئین و دستور درگاہ و لنگر غوثیہ شریف کی شق نمبر ۱ یہ ہے:

"حضرت قبلہ عالم سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب قدس سرہ العزیز کی ارفع شان کے دم قدم سے لنگر عالیہ غوثیہ گولڑہ شریف منبع فیضان ہوا آنحضرت کے بعد حضرت قبلہ عالم سیدنا محی الدین شاہ صاحب

المعروف حضرت قبلہ باو جی نے نہایت تواضع اور انکساری کے ساتھ حضرت اعلیٰ کے نقش قدم پر چل کر ان کی تعلیمات اور فیضان کو جاری رکھا اور سر مو فرق نہ آنے دیا۔"

شق نمبر ۳ کے مطابق

"حضرت باو جی نے ہمیشہ لنگر غوثیہ کا منتظم اور خادم کہلانے پر فخر محسوس کیا"

آئین و دستور کی شق ۳۸ کے مطابق :

"حضرت اعلیٰ پیر مہر علی شاہ صاحب اور حضرت باو جی کے ارشادات اور فرمودات پر عمل کیا جائے گا اور نقش قدم پر چلا جائے گا۔ سجادہ نشینی کی نفی کی جائے گی۔ غوث پاک کے لنگر کا خادم کہلانے میں فخر محسوس کیا جائے گا"۔

مولانا اشرف سیالوی صاحب کیا کبھی آستانہ عالیہ سیال شریف کی طرف سے کوئی اعتراض وارد ہوا؟

اس کے باوجود اگر لوح دل پر تردد اور شک و شبہ کی چادر تنی رہے تو شیخ المشائخ سلطان الاولیاء، محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء قدس سرہ کی روایت سے مستنیر ہونے کی کوشش کریں۔ آپ کا ارشاد ملاحظہ ہو، فرماتے ہیں :

"ایک شخص حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی قدس سرہ العزیز کی خانقاہ میں آیا۔ اس نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ خانقاہ کے دروازے پر پڑا ہے اور اس کے ہاتھ پاؤں ٹوٹے ہوئے اور خراب حالت میں ہیں۔ آنے والا شخص حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت

میں پہنچا اور اس نے دروازے پر پڑے ہوئے آدمی کا ذکر کیا اور حضرت شیخ سے دعا کی درخواست کی۔ حضرت شیخ نے فرمایا: خاموش رہو اس نے بے ادبی کی ہے۔ آنے والے شخص نے پوچھا: کہ حضرت اس نے کیا بے ادبی کی ہے؟ حضرت شیخ نے فرمایا:

کہ وہ ابدال میں سے ہے۔ کل اس قوت پرواز کے مطابق ابدال کو بخشی گئی ہے وہ اپنے دو ساتھیوں کی معیت میں ہوا میں اڑ رہا تھا۔ جب وہ تینوں اس خانقاہ کے اوپر پہنچے تو اس کا ایک ساتھی اڑتے ہوئے خانقاہ سے ایک طرف ہٹ گیا اور ادب کے طور پر خانقاہ کی دائیں جانب سے نکل گیا۔ اس کا دوسرا ساتھی بھی اڑتا ہوا خانقاہ کی بائیں جانب سے نکل گیا۔ اس نے بے ادبی سے خانقاہ کے اوپر سے گزرنا چاہا لہذا نیچے گر گیا۔"

(فوائد الفواد، اردو ترجمہ پروفیسر محمد سرور لاہور، ۱۹۸۵ء، شائع کردہ علماء اکیڈمی اوقاف پنجاب، صفحہ ۴۶)

مولانا اس روایت کو پڑھیں اور پھر اپنے ممدوح کے طرز تحقیق و تحریر اور جسارت تنقید و تحقیر کا جائزہ لیں۔

کیا آپ کے مولوی محمد احمد صاحب تائیدی و تحمیدی طرز عمل سے مشائخ سلسلہ عالیہ چشتیہ و اکابر سیال شریف کی ناراضی کا باعث تو نہیں ہوگا؟

ستم بالائے ستم یہ کہ اس کتاب کے لکھنے کا محرک جناب میاں جمیل احمد شرقپوری کا استفتاء ہے۔ اور بقول مولوی محمد احمد کہ:

"حضرت مخدوم المشائخ میاں جمیل احمد شرقپوری سجادہ نشین آستانہ

عالیہ شرقپور شریف نے بھی اس موضوع پر لکھنے کا حکم فرمایا۔"
(حکایت قدم غوث تحقیقی جائزہ صفحہ ۲۶)

جناب محترم میاں صاحب! کیا آپ کی تسلی کے لیے حضرت مجدد الف ثانی، حضرت میاں شیر محمد شرقپوری، حضرت شاہ ابوالحسن زید فاروقی رحمہم اللہ تعالیٰ کے ارشادات و نظریات اور معمولات کافی نہ تھے۔ کیا وہ ارشادات آپ کی روحانی تسکین کے لیے کافی نہ تھے۔ کیا آپ بھول گئے کہ میاں شیر ربانی علیہ الرحمہ حضور غوث پاک کے بارے میں کیا نظریہ رکھتے تھے۔ حضور مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کے ارشادات مکتوبات شریف میں کیا ہیں۔ حضرات مجددیہ کی تعلیمات اس بارے میں کیا ہیں اور حضرت مجدد قدس سرہ العزیز کے خلفاء کا کیا نظریہ ہے؟ یقیناً آپ اس بارے اچھی طرح جانتے ہیں۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ حضرت میاں شیر محمد صاحب علیہ الرحمہ گیارہویں شریف میں شرکت کے لیے لاہور حضرت شاہ محمد غوث قدس سرہ العزیز کے مزار شریف پر حاضر ہوتے۔ ہر روز مغرب کی نماز کے بعد حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قصیدہ غوثیہ کا یہ شعر پڑھتے تھے۔

وکل ولی له قدم و انی
علی قدم النبی بدر الکمال

کیا آپ کی مسجد کے محراب پر یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ لکھا نہیں تھا۔ کیا آپ خود اپنی زبان مبارک سے "یا حضرت سلطان سید عبد القادر جیلانی شیئاً للہ" کا وظیفہ نہیں پڑھتے تھے؟ ان تمام باتوں کی تفصیل کے لیے ایک کتاب درکار ہے لیکن یہاں اختصار کے طور پر اتنا ہی ذکر کیا جاتا ہے کہ جناب میاں

صاحب! آپ کی پہچان حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ہے۔ آپ کو انہی کے مسلک و نظریے کا داعی ہونا چاہیے۔ کیا ان کے ساتھ آپ کی عقیدت کمزور پڑ گئی ہے یا ان کے مسلک و مشرب کے خلاف اپنا کردار ادا کرنے کو اپنے لیے باعث افتخار سمجھتے ہیں۔ کیا ان کے معمولات آپ کے نزدیک قابل اصلاح تھے؟ اگر ایسی کوئی بات تھی تو کم از کم حضرت شیر ربانی علیہ الرحمہ سے استفسار فرما لیتے۔ یقین رکھیے صحیح جواب وہاں سے آتا جس سے آپ کی تسلی ہو جاتی۔ مولوی محمد احمد سے استفتاء کا کیا مطلب؟ آپ کو اپنے بزرگوں کے عقائد سے وابستگی رکھنی چاہیے نہ کہ ادھر ادھر استفتاء کرتے پھریں۔

مفکر پاکستان حکیم الامت علامہ محمد اقبال قلندر لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وصیت فرمائی تھی کہ میری نماز جنازہ کسی قادری بزرگ سے پڑھوائی جائے۔

دلِ اعداء کو رضا تیز نمک کی دھن ہے
اک ذرا اور چھڑکتا رہے خامہ تیرا

اس فقیر (زبیر) نے مولوی محمد احمد بھیر پوری کو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمہ کا ایک رسالہ افضلیت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مطبوعہ بزم عاشقان مصطفیٰ ﷺ لاہور بھیجا تو اس شقی القلب مولوی نے بغض حضرات قادریہ میں امام اہل سنت، مجدد دین و ملت، غیض المنافقین، شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا قادری قدس سرہ العزیز کے متعلق اور نفس مسئلہ (افضلیت غوث اعظم) کے بارے میں احقر کو خط بھیجا جو زبان استعمال کی اس کا اندازہ قارئین کو اس خط کے پڑھنے سے ہوگا۔

جناب میاں صاحب

سلام مسنون   مزاج ہمایوں بخیر باد

جناب کا مرسلہ رسالہ موصول ہوا یہ رسالہ فقیر کی تصنیف "حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ" تحریر کرنے سے قبل بھی پیش نظر تھا اور اس رسالہ میں بیان کردہ جملہ دلائل کے مدلل جوابات بفضلہ وکرمہ تعالیٰ فقیر کی کتاب میں آ چکے ہیں اگر آپ مطالعہ نہیں فرما سکے تو بغور مطالعہ فرمائیں تاہم اس عریضہ میں بھی کچھ معروضات حاضر خدمت ہیں۔

ہم اس بات کے قائل ہیں کہ ہر دور میں ایک سب سے بڑا ولی اللہ ہوتا ہے اسے قطب، قطب العالم، قطب الاقطاب یا غوث اعظم وغیرہ القابات دیئے جاتے ہیں حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ بھی اپنے دور کے قطب الاقطاب تھے آپ سے پہلے بھی غوث اعظم گزرے اور بعد میں بھی یہی موقف تمام اولیاء کاملین اکابرین کا ہے مثلاً سیدنا شیخ شہاب الدین سہروردی، سیدنا خواجہ بزرگ اجمیری سیدنا خواجہ بابا فرید الدین گنج شکر، سیدنا محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء، حضرت شیخ اکبر ابن عربی قادری لسان قوم قادریہ ولسان شیخ جیلانی قدس سرہ حضرت سیدنا علی الخواص، سیدنا الامام عبدالوہاب شعرانی، حضرت مجدد الف ثانی، حضرت خواجہ فخر جہاں دہلوی، حضرت میاں میر قادری لاہوری، شیخ سیدنا شاہ محمد سلیمان تونسوی، سیدنا خواجہ محمد شمس الدین سیالوی، حضرت شیخ عبدالنبی شامی نقشبندی رضی اللہ تعالیٰ عنہم، کیا یہ سب مسلمہ اولیاء کرام حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے مخالفین تھے اور اللہ کے دشمن تھے۔ یہ سب اس وقت سے مقید فرماتے ہیں اور اس قول کو سکر شطح قرار دیتے ہیں نہ کہ امر الٰہی۔

ہم اس دروغ بے فروغ کو تسلیم نہیں کرتے کہ حضرت مولیٰ علی اور حضرت سیدنا امام حسن اور حضرت شیخ جیلی رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے سوا پوری امت محمدیہ میں کوئی غوث اعظم ہوا ہی نہیں در حقیقت متعصب قادری بے شمار اقطاب واغواث کا انکار کرتے ہیں۔ حالانکہ امت محمدیہ مرحومہ ایک بحر ناپیدا کنار ہے جس میں بہت سے ہیرے جواہرات موجود ہیں۔ نبی پاک ﷺ خود فرماتے ہیں کہ "میری امت کی مثال بارش کی سی ہے نہیں جانا جا سکتا کہ اس کا اول بہتر ہے یا آخر" ترمذی۔ حضرت ابن عربی قادری فرماتے ہیں :

لا یزال الأمر علی ذلك إلی یوم القیامة

(غوث اعظم ہمیشہ قیامت تک ہوتے رہیں گے)

حضرت شیخ جیلی اس وقت کے قطب اور غوث تھے۔ جب اپنے قدمی الخ فرمایا تو اس وقت کے اولیاء نے اپنی گردنیں جھکا دیں (البتہ افراد کی جماعت دائرہ قطب سے خارج ہوتی ہے) فتوحات آپ کے مرسلہ رسالہ کے صفحہ چار پر ہمارے موقف کی تائید موجود ہے۔ صفحہ نو پر جو کچھ لکھا گیا ہے وہ سارے کا سارا ہم آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں اور دلائل پر غور کرنے کی دعوت دیتے ہیں خواہش نفس کی پیروی اور تعصب سے بچتے ہوئے بنظر انصاف فقیر کی کتاب میں ذکر کردہ دلائل پر غور فرمایئے کہ فضیلت اللہ کے ہاتھ میں ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔ صفحہ ۱۲ پر جو دشنام طرازی فرمائی گئی ہے کیا مجدد کی زبان ایسی ہی ہونی چاہیے متعصب قادری انبیاء عظام وصحابہ کرام پر بھی فضیلت دیتے رہے ہیں اور دیتے ہیں مگر اس وقت نہ تو اعلیٰ حضرت کی زمین پھٹی نہ آسمان ہلا۔ حضرت رفاعی بھی آخر قطب ہی تھے اور حضرت شیخ جیلانی ان کے مرید نہ سہی شیخ ابو سعید

مخزومی کے مرید اور شیخ حماد دباس کے خوشہ چین اور حضرت ابو یعقوب یوسف ہمدانی سے غوثیت کی خیرات لینے والے تو تھے ہی جبکہ بقول قادریہ شیخ ابو سعید مقام قطبیت پر بھی نہ پہنچ پائے تھے۔ صفحہ ۱۴ پر جو دعوی کیا گیا ہے کہ تمام دوروں کے غوثوں کے غوث حضرت شیخ جیلانی ہیں دعوی بلا دلیل ہے جبکہ اکابر د مسلم اولیاء کے ارشادات اس کے برخلاف ہیں تو کیا یہ دعوی ہوس باطل و باعث نقصان دینی نہیں ہو سکتا؟ اسی صفحہ پر بہجۃ میں منقول بزرگان دین کے اقوال کو احادیث قرار دیا گیا حالانکہ عرفاً لفظ حدیث سے سرکار دو عالم ﷺ کی حدیث ہی مراد لی جاتی ہے تو کیا آپ اسے مبنی بر انصاف سمجھتے ہیں اور کیا اعلیٰ حضرت سے مسامحت کا وقوع نہیں ہو سکتا اور کیا اعلیٰ حضرت نے علماء سابقین کی مسامحات کا ذکر نہیں کیا اور کیا ہم پر ہر مسامحت کی پیروی لازمی ہے؟ جبکہ اعلیٰ حضرت خود فرماتے ہیں کہ ہر شخص کا کوئی قول ماخوذ اور کوئی مردود ہو سکتا ہے مگر صاحب روضہ خضراء ﷺ کہ جن کا کوئی قول رد نہیں ہو سکتا۔ صفحہ ۲۲ پر بہجۃ کو مؤطا امام مالک کے برابر اور بخاری شریف سے افضل قرار دے رہے ہیں حالانکہ یہ بات سب کو معلوم ہے کہ بخاری و مؤطا میں نبی اکرم ﷺ کی احادیث مذکور ہیں اور بہجۃ میں اقوال اولیاء۔ نیز حضرت شیخ سہروردی حضرت شیخ جیلانی کے ہم زمانہ ہم نوالہ ہم پیالہ تھے انہیں تو پھر صحابی کہہ دینا چاہیے اور حضرت ابن عربی کو تابعی نیز حضرت سہروردی اور ابن عربی ایسے اجلہ اولیاء کے مقابلہ میں مؤلف جیسا ایک طفل مکتب نہیں ہے؟ صفحہ ۲۴ کی روایت میں وقت کی قید موجود ہے صفحہ ۲۵ کی روایت سے یہ بات واضح ہے کہ اس وقت روئے زمین پر موجود اولیاء کرام نے اپنی گردنیں جھکائیں نہ کہ جمیع متقدمین و متاخرین نے۔ اگرچہ ہر قطب کو خلعت

قطبیت جمیع اولیاء کرام کے حضور میں پہنائی جاتی ہے لیکن اس کے ماتحت صرف وہی اولیاء ہوتے ہیں جو اس وقت زندہ موجود ہوتے ہیں ورنہ ولی کے ساتھ فی الارض کی قید لگانے کی کیا ضرورت تھی۔ صفحہ ۲۷ پر درج روایت کا تفصیلی جواب فقیر کی کتاب میں ملاحظہ فرمائیے سردست اتنا عرض کرنا کافی ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے پہلے اور پچھلے اولیاء کرام میں کئی ایسے غوث اعظم پیدا فرمائے جو حضرت شیخ جیلانی سے بھی افضل تھے بلکہ وہ بھی جنہوں نے آپ کو غوثیت عطا فرمائی جیسے کہ فقیر کی کتاب میں درج ارشادات اولیاء کرام سے واضح ہے اب جو چاہے راضی ہو جو چاہے ناراض الخ قل موتوا بغیضکم الخ۔ صفحہ ۲۹ کی روایت کے جواب میں عرض ہے کہ ہر قطب اپنی مثال آپ اور جائے خود بے مثل ہوتا ہے اگر شیخ کے بارے بعض اولیاء نے فرمایا ہے تو حضرت محبوب الٰہی کے بارے حضرت خضر علیہ السلام نے یہی فرمایا ہے ظاہر ہے کہ نبی کے قول کو ترجیح دی جائے گی نہ کہ ولی کے قول کو صفحہ ۳۲، ۳۶، ۳۸، ۳۹، ۴۱، ۴۲ میں وقت کی قید موجود ہے۔ قادریوں کے قرآن بچہ کی ہی بات مان لو کہ جا بجا وقت کی قید موجود ہے اور قید اطلاق کا رد کرنے کے لیے لگائی جاتی ہے (مختصر المعانی)

نیز آپ کے مرسلہ رسالہ میں جملہ حوالہ جات قادری علماء کے ہیں جو کہ اس موضوع پر تعصب و جنون میں مبتلا ہیں اس کے برخلاف فقیر کی کتاب میں سلاسل اربعہ کے اکابر و مسلم اولیاء کرام کے حوالہ جات پیش کیے گئے ہیں نیز روحانی معاملات اولیاء کرام کی بات تسلیم کی جاتی ہے نہ کہ علماء ظاہر کی۔

واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم یہ مختصر جواب ہے تفصیل کے لیے فقیر کی کتاب کا مطالعہ کیجئے۔

ابوالحامد محمد احمد الفریدی

بانی و مہتمم دارالعلوم جامعہ فریدیہ نظامیہ (رجسٹرڈ) بصیر پور (اوکاڑا)

خط کی فوٹو آئندہ صفحات پر ملاحظہ فرمائیں: مولوی کو تکلیف کیوں نہ ہوتی۔

وہ رضا کے نیزہ کی مار ہے کہ عدو کے سینہ میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

ناسپاسی ہوگی اگر میں اپنے شیخ صحبت مخدومی و مکرمی حکیم اہل سنت جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسری چشتی نظامی قادری مدظلہ العالی کا ذکر نہ کروں جن کے فیضان صحبت سے احقر "دارالفیض گنج بخش" قائم کرنے اور نشرو اشاعت کا کام کرنے کے قابل ہوا۔

ہر مو میرے بدن پہ زبان سپاس ہے

اہل سنت کے لٹریچر کی اشاعت کے سلسلہ میں قبلہ حکیم اہل سنت مدظلہ العالی کی خدمات کا تعارف کروانا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ سب سے پہلے مرکزی مجلس رضا آپ نے قائم فرمائی اور دنیائے اہل سنت کو انقلاب از کتاب کا درس آپ نے دیا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ آپ فرید العصر حضرت میاں علی محمد خان چشتی نظامی فخری سجادہ نشین بسی شریف (ہوشیار پور) مدفون خانقاہ عالم پناہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید صادق ہیں اور مولوی محمد احمد بھی حضرت میاں صاحب کا مرید ہونے کا مدعی ہے۔

میاں صاحب کے نظریات حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں کیا تھے اس کا اجمالی ذکر جناب ڈاکٹر الطاف حسین سعیدی نے اپنی کتاب میں

کر دیا ہے۔ حضرت میاں صاحب باقاعدہ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پُر انوار پر حاضری کے لیے بغداد شریف جاتے تھے۔

۱۹۶۱ء میں حضور میاں صاحب قبلہ اپنے داماد محترم جناب خان بشیر احمد خان مرحوم و مغفور و دیگر احباب کے ساتھ زیارات مقامات مقدسہ کے لیے عراق، شام، فلسطین، مصر تشریف لے گئے، بعد ازاں فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے حجاز مقدس عازم سفر ہوئے۔ پہلے مدینہ منورہ حاضری کی سعادت سے بہرہ اندوز ہوئے، پھر حج ادا کیا۔ جناب بشیر احمد خان صاحب داماد و مرید حضرت فرید العصر نے اس مقدس سفر کے احوال "زیارات مقامات مقدسہ عراق، شام، فلسطین، مصر، حجاز" کے نام سے قلمبند فرمائے اور جناب شیخ سردار محمد صاحب نے انہیں مرتب کیا۔ شیخ صاحب فرماتے ہیں:

"محترم خاں بشیر احمد خاں صاحب نے اپنے سفر کے جو چشم دید حالات مختصراً قلمبند فرمائے تھے، ان کی اشاعت پر لوگوں کو بہت اصرار ہوا تو اپنی عدیم الفرصتی کے باعث وہ مسودات مجھے سپرد فرما دیئے، میں نے انہیں کچھ پھیلا کر ترتیب دے دیا ہے۔"

(زیارات صفحہ ۱)

جناب بشیر احمد خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"ہم لوگ بصرہ، عراق، شام، بیت المقدس، لبنان، شرق اردن، مصر وغیرہ کے مقدس مقامات کی زیارات کرتے ہوئے مدینہ طیبہ حاضر ہوئے پھر آنحضور ﷺ کے وسیلے سے بیت اللہ شریف میں حاضر ہو کر مناسک و ارکان حج ادا کیے۔ الحمد للہ کہ ان متبرک

مقامات پر جہاں انبیاء کرام آسودہ ہیں اور بزرگان دین آرام فرما ہیں، حاضری نصیب ہوئی۔ روانگی سے قبل ہی عزیزوں، دوستوں اور محبوں کا اصرار تھا کہ جہاں جہاں آپ جائیں وہاں کے حالات قلمبند ضرور کریں تاکہ دوسروں کو بھی فائدہ پہنچے۔ مراجعت وطن کے بعد یہ تقاضا شدت اختیار کر گیا یہاں تک کہ خود حضرت میاں صاحب مدظلہ نے ارشاد فرمایا کہ آئندہ جانے والے زائرین کو فائدہ پہنچانے کی غرض سے ان کو شائع کر دینا چاہیے۔ حضرت صاحب قبلہ کے ارشاد پر میں نے جو کچھ لکھا تھا وہ پیش کرتا ہوں۔ خدا تعالیٰ اس کوشش کو قبول فرمائے اور لوگوں کو اس سے نفع بخشے۔ آمین ثم آمین۔"

(زیارات صفحہ ۴۔۵)

اس کتاب "زیارات" کے ناشر بھی خود حضور میاں علی محمد خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔ اگرچہ اس پر ناشر کا نام نہیں ہے اور اس کے لکھنے کا حکم بھی حضرت میاں صاحب نے اپنے داماد اور مرید جناب بشیر احمد خان مرحوم و مغفور کو دیا تھا، اس لیے اس میں جو کچھ بھی چھپا ہے اس میں حضرت کی منشاء و منظوری شامل ہے۔

حضرت میاں بشیر احمد خان صاحب بیان فرماتے ہیں:

"۲۳ شوال ۱۳۸۰ھ، ۱۰/اپریل ۱۹۶۱ء" آج کل پاکستان میں عراق کے سفیر پیر سید عبدالقادر جیلانی مدظلہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں ہیں۔ آپ بڑے علم دوست اور درویشوں اور

فقیروں سے عقیدت و محبت رکھنے والے بزرگ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب کبھی حضرت میاں صاحب قبلہ مدظلہ کراچی تشریف لے جاتے ہیں تو حضرت پیر صاحب مدظلہ اپنی مشغولیتوں کے باوجود حضرت میاں صاحب مدظلہ کو مدعو فرماتے ہیں اور حضرت میاں صاحب قبلہ مدظلہ قیام کراچی کے دوران ان سے ملنے ضرور جایا کرتے ہیں"۔

(زیارات صفحہ ۱۷)

قارئین کرام آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ حضرات قادریہ و حضور غوث پاک کی اولاد اور حضرت میاں صاحب قبلہ میں کیسی مہر و محبت تھی۔ اہل محبت کا یہی وطیرہ ہوتا ہے اور جس کے دل میں خبث اور حسد و عناد کا الاؤ جل رہا ہو اہل اللہ کے بارے میں ان کی زبان مولوی محمد احمد جیسی ہوا کرتی ہے۔

جناب بشیر احمد خان رقم طراز ہیں:

"جب پیر صاحب ممدوح کو حضرت میاں صاحب قبلہ مدظلہ کے قصد حاضری بغداد شریف کی بابت معلوم ہوا تو بہت خوش ہوئے اور ازراہ شفقت و محبت ہمارے قصد کی اطلاع اپنے اخی محترم جناب سید برہان الدین مدفیوضہ کو دی۔ ہم لوگ طیارہ کے ذریعے دوپہر کو بغداد پہنچے تو معلوم ہوا کہ جناب پیر سید برہان الدین صاحب اور جناب پیر سید عبداللہ صاحب زیدہ کا تہم متولیان آستانہ حضرت غوث الاعظم ہمارے منتظر ہیں۔ ہر دو اکابر ہم کو آستانہ عالیہ پر ملے۔ ازراہ کرم و نوازش مہمان خصوصی بنا کر دیوان خانہ نقیب الاشراف میں ہمارے ٹھہرنے کا انتظام فرمایا۔ جہاں ہم بڑی آسائش سے رہے"۔

مزید لکھتے ہیں:

"سید محمد ابراہیم صاحب نقیب الاشراف مدفیوضہم سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضور غوث الاعظم کے حسن اخلاق اور وسعت مدارات کا کیا کہنا! بزرگانہ کرم ونوازش کا مجسم نمونہ ہیں۔ حضرت نقیب الاشراف گو شہر سے دور ایک بنگلہ میں قیام فرماتے ہیں تاہم اس پیرانہ سالی میں بھی روزانہ بارگاہ غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حاضری کے لیے مغرب سے قبل تشریف لے آتے ہیں اور عشاء تک روضہ اقدس میں حاضر رہتے ہیں۔ جناب حضرت میاں صاحب مدظلہ نے جب حضرت ممدوح کی خدمت عالیہ میں کچھ نذرانہ پیش کیا تو آنجناب اس نذرانہ کو شرف قبولیت بخشنے سے ہچکچائے، مگر جناب میاں صاحب مدظلہ نے سید صاحب سے یہ عرض کیا کہ جناب والا یہ نذر تو حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ عالی میں پیش کی جا رہی ہے تو پھر قبول فرما کر ممنون فرمایا اور دعائیں دیں۔"

(زیارات صفحہ ۱۷۔۱۸)

مولوی محمد احمد صاحب غور کرو۔۔۔ پھر غور کرو۔ جن بزرگ کے تم مرید ہونے کے مدعی ہو اور جن کے وسیلے تم سلسلہ چشتیہ کا دم بھرنے کا دھوکا دیتے ہو، ان کے طرز عمل کو دیکھا۔

جناب بشیر احمد خان اپنے سفر نامہ میں فرماتے ہیں:

"حضرت نقیب الاشراف مدفیوضہ نے مزید یہ کرم فرمایا کہ ہم سب کو ہمراہ لے کر پیران پیر، غوث صمدانی، قطب ربانی حضرت شیخ محی

الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار اقدس میں حاضر کیا۔ ہم نے حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار مبارک کے قریب فاتحہ کے بعد ایک خاص کیف کے عالم میں بارگاہ صمدیت میں حضور کے وسیلے سے دعائیں اور التجائیں کیں اور اپنے عزیزوں، دوستوں اور محبوں کے لیے بھی گزارشیں پیش کیں۔ حضرت میاں صاحب قبلہ نے اس وقت اپنے سب مخلصین، معتقدین اور مریدین و احباب کے لیے فلاح اور عافیت دارین کی دعا فرمائی۔ ہمیں یقین ہے کہ اس وقت جس متبرک اور مقدس مقام پر ہم نے دعائیں مانگیں ہیں اور اسلام کی جس عظیم الشان ہستی کا وسیلہ بارگاہ الٰہی میں پیش کیا ہے، جو محی الدین کے لقب سے مشہور ہے وہ ضرور بارگاہ الٰہی میں مقبول ہوئی ہوں گی اور ہمارے دل سے کثافتیں اور نامۂ اعمال سے معصیتیں دھل جائیں گی۔"

(زیارات صفحہ ۱۹)

اس مقام سے آگے جناب خان بشیر احمد خان صاحب مرحوم و مغفور نے (اللہ تعالیٰ ان کے درجات مزید بلند فرمائے) ایسا مبارک جملہ لکھا ہے جس کے لفظ لفظ سے حق کا نور جلوہ گر ہے جو آنکھوں کو ٹھنڈک اور دل کو تسکین بخش رہا ہے۔ پھر یاد رہے کہ جناب بشیر احمد خان صاحب نہ صرف حضور میاں صاحب کے داماد اور مرید ہیں بلکہ جو کچھ آپ اپنے سفرنامہ میں بیان فرما رہے ہیں یہ حضرت فرید العصر علیہ الرحمہ کے مبارک مسلک و مشرب کی ترجمانی ہے۔ یہ کتاب میاں علی محمد خان علیہ الرحمہ کے ارشاد کے مطابق قلمبند کی گئی۔ آپ خود

ہی اس کے ناشر ہیں۔ اور آپ کا منشا یہی تھا کہ عام لوگ بالعموم اور داخل سلسلہ بالخصوص اس سے فائدہ اٹھائیں۔

ضربِ علوی سے باطل کا قلعہ پاش پاش ہو گیا۔

آپ کے ترجمان آپ کے حسبِ ارشاد بیان کرتے ہیں:

"حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اولیاء اللہ کے گروہ کے سالار اعظم ہیں، اور سلسلہ عالیہ قادریہ آپ ہی کے نام نامی سے موسوم ہے۔"

(زیارات صفحہ ۱۹۔۲۰)

مولوی محمد احمد نے اپنی کتاب کے صفحہ ۲۰۸ پر حضرت میاں صاحب قبلہ کے نام خود ساختہ روایت گھڑی ہے اور آپ کے وصال کے کافی عرصہ بعد اس کو منظر عام پر لائے ہیں اور یہ قول مبارک حضرت میاں صاحب قبلہ کی حیات مبارکہ ہی میں چھپ گیا تھا اور خود آپ اس کے ناشر بھی تھے۔

﴿و قل جاء الحق و زهق الباطل إن الباطل كان زهوقا﴾

اپنے مفروضات کی خس و خاشاک پر مولوی محمد احمد نے جو عمارت کھڑی کی وہ ضربِ حق کا ایک وار بھی نہ سہہ سکی اور آن واحد میں دھڑام سے نیچے آگری۔

حکیم اہل سنت مدظلہ کا تمام خاندان حضرت میاں صاحب قدس سرہ العزیز سے شرف بیعت رکھتا ہے۔ آپ کے والد ماجد فخر الاطباء حکیم فقیر محمد صاحب چشتی نظامی امرتسری ثم لاہوری مدفون جوار حضرت میاں میر صاحب فاروقی قادری علیہ الرحمہ اور ان کے تمام صاحبزادگان جو اپنے وقت کے نامور طبیب اور علمی شخصیت ہوئے، میاں صاحب ہی کے مرید تھے۔ حضرت میاں صاحب

قدس سرہ العزیز ۱۹۱۴ء سے قیام پاکستان تک جب بھی امرتسر تشریف لائے حضرت فخر الاطباء ہی کے ہاں قیام فرماتے۔ سال میں ایک بار حضرت فرید العصر، حضرت میاں میر قادری فاروقی رحمہما اللہ تعالیٰ کے مزار پر حاضری دیتے۔ حضرت فخر الاطباء کے وصال کے بعد حضرت میاں میر علیہ الرحمہ کی حاضری کے بعد جناب فخر الاطباء کی قبر مبارک پر تشریف لے جاتے اور فاتحہ پڑھتے۔ حضرت حکیم اہل سنت کے برادر اکبر شمس الاطباء حکیم محمد شمس الدین امرتسری علیہ الرحمہ تو تادم وصال فرید العصر کے ساتھ پاکپتن رہے۔

حکیم محمد شمس الدین امرتسری کا وصال ۱۹۹۳ء میں ہوا اور آپ حضرت خواجہ عبدالعزیز مکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار اقدس کے احاطے میں محو خواب ابدی ہیں۔ احقر کو سالہا سال حضرت میاں صاحب قبلہ کے متعلق جناب حکیم شمس الدین صاحب سے روایات سننے کا موقعہ ملا ہے کبھی ایسی بات نہیں سنی جو مولوی مشہور کرتا پھرتا ہے۔ خود ہمارے خانوادے کے کئی بزرگ حضرت میاں علی محمد خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت میاں محمد شاہ صاحب چشتی نظامی ہوشیارپوری علیہ الرحمہ جو حضرت فرید العصر کے شیخ مکرم اور نانا جان ہیں، کے مرید ہیں، یہاں تک کہ جب حضرت پیر سید برکت علی شاہ صاحب گیلانی چشتی نظامی فخری خلچیانوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۵۹ھ، مدفون موضع خلچیاں ضلع امرتسر) جو کہ حضرت میاں محمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور خلیفہ ہیں۔ آپ کو حضرت میاں محمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہونے کا اشارہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ سے ہوا تھا۔ حضرت حکیم اہل سنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ العالی اپنی تصنیف اذکار جمیل یعنی حضرت

پیر برکت علی شاہ ظلیچیانوی کے مختصر سوانح حیات میں ارشاد فرماتے ہیں :

"آپ ابتداء ہی سے بہت زیادہ متقی، عابد، زاہد اور منکسر المزاج واقع ہوئے تھے۔ غوث الثقلین حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے آپ کو غایت درجہ عشق تھا۔ قادری خاندان کے اوراد و وظائف جو ابا عن جد آپ کے ہاں رائج تھے وہ آپ کا معمول تھے۔ پھر آپ کو بیعت کا خیال پیدا ہوا تو حضرت شیخ علی ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پُر انوار پر حاضر ہو کر یہاں آنے والے مشائخ کرام کو ملتے رہے اور اکثر مراقبہ کیا کرتے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ کس شیخ طریقت کے ہاتھ پر بیعت کی جائے اس غرض کے لیے آپ کئی دفعہ لاہور آئے۔ چنانچہ یہاں سے حضرت میاں محمد شاہ چشتی نظامی فخری ہوشیار پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا دامن پکڑنے کا اشارہ ہوا۔"

(اذکار جمیل صفحہ ۱۰۔۱۱، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۳ء)

حضرت پیر سید برکت علی شاہ صاحب ظلیچیانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید صوفی معراج الدین معراج اپنی تصنیف "تجلیات برکت" یعنی تذکرہ حضرت برکت علی شاہ، ناشر سید سردار علی شاہ صاحب سجادہ نشین حضرت برکت علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں :

"اسی غلبہ عشق کے دوران حضرت کو کسی مرشد برحق اور ولی باکمال کی تلاش ہوئی اور آپ مختلف بزرگان دین کی خدمت میں تلاش مرشد کی غرض سے پہنچے مگر دل کی تسلی نہ ہوئی۔ بالآخر آپ نے

مرکز تجلیات سردار الاولیاء جناب حضرت داتا صاحب لاہوری کے دربار میں آکر قیام لیل کیا اور نہایت عجز و الحاح سے حضرت کی خدمت میں مرشد برحق دستیاب ہونے کے لیے دعا اور التجاء کی اور سلام و نیاز سے فارغ ہو کر دربار سے واپس آئے۔ حضرت داتا صاحب کے فیضان باطنی سے دل کو قدرے سکون ہو گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بس جلد امید بر آئے گی۔"

(تجلیات برکت صفحہ ۱۲۴)

آگے چل کر مزید لکھتے ہیں :

"غرض جوں توں کر کے رات کاٹی صبح کی نماز اور وظائف سے فارغ ہوتے ہی حضرت شاہ صاحب نے میاں صاحب قبلہ کی خدمت میں حاضری کا مدعا بیان کیا اور اشتیاق سے بیعت ہونے کی درخواست کی جو ابھی پوری طرح بیان بھی نہ کر پائے تھے۔ کہ حضرت میاں صاحب نے آغوش میں لیکر منظور فرمائی رسم بیعت پوری کر چکنے کے بعد حضرت میاں صاحب قبلہ نے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا۔ کہ شاہ صاحب! آپ کو ایک بلند مرتبت بزرگ ہستی نے ایک بلند مقام سے میرے سپرد کیا ہے۔ شاہ صاحب نے مجھے یہ واقعہ خود اپنی زبان مبارک سے سنایا اور کہا کہ بلند مرتبت ہستی سے مراد غالباً حضرت سید الاولیاء جناب غوث پاک ہیں۔"

(تجلیات برکت صفحہ ۱۲۵)

حضرت حکیم اہل سنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ العالی نے احقر کے

سامنے جب بھی حضرت برکت علی شاہ گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ذکر مبارک کیا تو ایک بات کا اکثر تذکرہ فرمایا کہ حضرت فرید العصر میاں علی محمد خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ موضع خلیاں میں جب بھی کبھی حضرت سید برکت علی شاہ گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں تشریف لے جاتے تو آپ کا قیام جس حجرے میں ہوتا وہ مسجد کے متصل تھا۔ مسجد کا جو گوشہ اس حجرے کے ساتھ تھا اس کے در پر یہ شعر لکھا ہوا تھا:

سگ درگاہ میراں شو چو خواہی قرب ربانی
کہ بر شیراں شرف دارد سگ درگاہ جیلانی

یہ مسجد حضرت شاہ صاحب نے خود تعمیر کروائی تھی۔

اور اس مسجد میں گیارہویں شریف کا انعقاد بڑے اہتمام سے ہوتا۔

اسی ضمن میں صوفی معراج الدین صاحب فرماتے ہیں:

" ہر ماہ کی دسویں تاریخ کو گیارہویں پاک کی محفل میں دور دور سے لوگ شامل ہوتے۔ ختم غوثیہ پڑھا جاتا، نعت خوانی کی محفل قائم ہوتی۔ سلام پیش کیا جاتا الغرض گیارہویں کی رات ساری کی ساری جاگتے میں اور ذکر و اذکار میں گزرتی۔"

(تجلیات برکت صفحہ ۱۴۳)

مولوی محمد احمد صاحب! اپنے چچا پیر کی حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عقیدت ملاحظہ فرمائیں:-

شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

یہ کسی متعصب قادری کی بات نہیں بلکہ سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ فخریہ کے

جلیل القدر بزرگ اور آپ کے پیر خانے کی بات ہے۔:

"آج قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ زبان فیض ترجمان سے سیدنا غوث پاک سرکار محبوب سبحانی کا ذکر فرمایا۔ شاہ صاحب حضور غوث پاک کی محبت کے جوش میں وارفتہ ہوتے جا رہے تھے۔ بار بار بغداد شریف کی جانب اشارہ کر کے فرماتے تھے کہ میں نے جو کچھ پایا جناب غوث پاک کے دربار سے پایا۔ نیز فرمایا کہ شہنشاہ بغداد کی کرامات اور تصرفات بیان کرنے سے انسان کی زبان قاصر ہے اور حضور کی شان ہمارے فہم و ادراک سے بالاتر ہے۔"

(تجلیات برکت صفحہ ۱۸۷)

شاخ پر بیٹھ کے جڑ کاٹنے کی فکر میں ہے
کہیں نیچا نہ دکھائے تجھے شجرہ تیرا

حضرت سید برکت علی شاہ صاحب نے چونکہ اپنا خلیفہ یا جانشین کسی کو نامزد نہیں فرمایا تھا اس لیے حضرت قبلہ میاں علی محمد خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کے چچازاد سید سردار علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المتوفی ۱۸ جنوری ۱۹۹۵ء مدفون فیصل آباد کو آپ کا سجادہ نشین نامزد فرمایا۔

جناب صوفی معراج الدین صاحب تحریر فرماتے ہیں:

"عزیز القدر بابو محمد شفیع صاحب دھونکل والے نے جو آج کل (لائل پور) فیصل آباد میں مقیم ہے۔ مجھے بتایا کہ حضرت قبلہ شاہ صاحب اپنے وصال شریف سے تھوڑا عرصہ پہلے ایک دن جب کہ موضع

دھولکہ میں تشریف فرما تھے۔ اور میرا دادا حاجی خیر الدین صاحب
مرحوم نیز میں پاؤں دبانے کی سعادت حاصل کر رہے تھے اور ساتھ
ساتھ راز و نیاز کی باتیں ہو رہی تھیں۔ اس وقت حاجی صاحب نے
مناسب موقع پا کر نہایت ادب سے عرض کی کہ خداوند کریم آپ کا
سایہ تا ابد آباد رکھے۔ مگر چونکہ اس دار فانی میں کسی کو بقا نہیں اور امر
الٰہی کے لیے ایک دن مقرر ہے۔ اس لیے میں مخلصانہ عرض کرتا
ہوں کہ آپ اپنے جانشین کے متعلق اشارہ کر چھوڑیں۔ تاکہ بعد
میں انتشار اور بد نظمی کا اندیشہ نہ رہے۔ حاجی صاحب نے اپنی محبت کی
بناء پر جرأت کر کے تین چار نام بھی پیش کیے۔ لیکن حضرت نے ہرگز
ہرگز رضامندی کا اظہار نہ کیا اور فرمایا کہ ہمارے پیران عظام اکثر یہ
معاملہ خدا، رسول اور بزرگان سلسلہ کے سپرد کر دیتے ہیں اس لیے
میں بھی اپنا معاملہ اپنے جدامجد پیران پیر دستگیر کے سپرد کرتا ہوں۔
کیونکہ میرا بازو انہی کے دست پاک میں ہے اور وہی اس سلسلہ کو چلا
رہے ہیں۔ ان کا فیض قیامت تک جاری و ساری ہے۔ ان شاء اللہ
دنیا دیکھے گی کہ اس سلسلے کا چرچا زمانے میں گھر گھر ہو گا۔

(تجلیات برکت صفحہ ۱۵۹)

صوفی معراج الدین صاحب رقمطراز ہیں:

”حضرت کے چہلم کے موقع پر مریدین۔ خلجیاں شریف کے
سادات کرام۔ اکابر مسلمان خصوصاً حضرت قبلہ کے پیر بھائی
حضرت میاں علی محمد خان صاحب زیب سجادہ بسی شریف بھی

تشریف لائے۔ نیز حضرت سیدنا داتا گنج بخش کے معروف مجاور اور حضرت شاہ صاحب کے پیر بھائی شیخ محمد بخش عرف میاں منا آئے۔ مجمع کثیر تھا۔ ہزارہا لوگوں میں سجادہ نشیں کے انتخاب کے متعلق مختلف قیاس آرائیاں ہو رہی تھیں۔ خلیجیاں شریف کے سادات کرام اس انتخاب کے سلسلے میں دو گروہوں میں بٹ گئے تھے۔ بعد نماز ظہر دستار بندی کے لیے بزم آرائی ہوئی۔ چونکہ عطائے دستار کا اختیار صرف حضرت میاں صاحب کی ذات ستودہ صفات کو حاصل تھا۔ اس لیے سادات کرام کے علاوہ ممتاز مریدوں اور حضرت کے پیر بھائیوں نے اپنی اپنی رائے حضرت میاں صاحب قبلہ کی خدمت میں عرض کر دیں۔ اس وقت بڑا گومگو کا سماں تھا۔ ہر شخص بیقراری سے منتظر تھا کہ دیکھیے پردہ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے اور کس کا یاور نصیب مسند نشینی کے عظمت حاصل پاتا ہے۔ اس وقت کچھ دیر مراقبہ فرمانے کے بعد معاً حضرت قبلہ ممدوح میاں صاحب کمال فراست کے ساتھ موجودہ سجادہ نشین سید سردار علی شاہ صاحب دامت برکاتہم پر دست مبارک رکھ کر شیخ منا صاحب کو دستار مبارک باندھنے کا حکم فرمایا۔

(تجلیات برکت صفحہ ۱۵۷)

حضرت حکیم اہل سنت مدظلہ العالی کا بیان ہے کہ:

"حضرت شاہ صاحب قدس سرہ لاولد تھے۔ آپ نے اپنے رشتہ داروں اور مریدوں میں سے کسی کو اپنا خلیفہ یا جانشین مقرر نہیں کیا

تھا۔ چنانچہ الحاج الشاہ قبلہ میاں علی محمد خان صاحب دام فیوضہم (جو شاہ صاحب کے پیر بھائی اور آپ کے شیخ کے نواسے ہیں) نے باشارۂ غیبی حضرت پیر سید سردار علی شاہ صاحب کو آپ کا خلیفہ مجاز آپ کے چہلم کے موقع پر مقرر فرمایا اور اصول مشائخ کے مطابق رسم دستار بندی ادا کی۔ اس وقت دیگر کئی اولیاء کبار کے سجادگان اور صوفیائے باصفا موجود تھے۔ میرے برادر مرحوم حکیم محمد جلال الدین مدفون پاکپتن بھی اس وقت وہیں موجود تھے۔"

(اذکار جمیل صفحہ ۳۹، مطبوعہ لاہور، ۱۹۶۳ء)

قبلہ حکیم اہل سنت مدظلہ العالی بیان فرماتے ہیں:

"اس موقع پر حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سجادہ نشین حضرت میاں محمد بخش صاحب علیہ الرحمۃ عرف شیخ منا اور ان کے صاحبزادے میاں کریم بخش موجود تھے۔ ان دونوں کو حضرت میاں صاحب قبلہ سرکار داتا صاحب قدس سرہ کے دربار میں حاضری دینے کے بعد اپنے ساتھ لے گئے تھے تاکہ رسم دستار بندی میں یہ لوگ حضرت داتا صاحب کی نمائندگی کریں۔"

حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المعروف بہ میاں منا کے برادر اکبر حضرت میاں نبی بخش المعروف بہ شیخ بڈھا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مرید حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی طریقت میں سلسلہ عالیہ چشتیہ و قادریہ کا حسین نمونہ تھے۔ استاذ العلماء، ملک المدرسین مولانا علامہ عطا محمد چشتی گولڑوی بندیالوی نے ۱۹۴۸ء میں حضرت سید غلام محی الدین شاہ صاحب

گولڑوی المعروف بہ باوجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہمراہ بغداد شریف کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے۔ حضرت باوجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ ۱۰۸ افراد تھے جن میں آپ کے دونوں صاحبزادگان کے علاوہ حضرت شیخ بڈھا بھی شامل تھے۔ حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و دیگر بزرگان دین جن کے مزارات عراق میں ہیں کے حضور حاضری دی۔ اس مقدس سفر کے احوال علامہ ہندیالوی مدظلہ العالی نے "حضرت خواجہ سید غلام محی الدین گولڑوی (باوجی) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سفر نامہ بغداد ۱۹۴۸ء" کے نام سے مرتب کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"جمعرات ۲۲ اپریل ۱۹۴۸ء بعد از نماز صبح محبوب صاحب نے حسب معمول قوالی فرمائی۔ آج شیخ بڈھا صاحب مجاور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے گیارہویں شریف کا کھانا پکایا۔ شیخ صاحب نے چھ سیر گھی کا حلوہ تیار کر دیا۔"

(سفر نامہ بغداد مطبوعہ لاہور، صفحہ ۲۷)

آگے چل کر فرماتے ہیں:

"آج بروز ہفتہ رجب شریف کی پانچویں تاریخ ہے اور اتوار کی رات چھٹی ہے اس لیے شیخ بڈھا صاحب مجاور حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کچھ کھانا ہمارے حضرت کی خدمت میں پیش کیا کہ ختم شریف پڑھا جائے۔ آپ نے محرر ایں سطور کو ختم کا ارشاد فرمایا۔ ہندہ نے تعمیل ارشاد کی۔ بعد از ختم بڑا سرور حاصل ہوا کیونکہ کھانا حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس مبارک کی تقریب کے لیے پکایا گیا تھا۔ ہمارے حضرت دام لطفہ کل بروز اتوار

بھی رجب کا ختم دلوائیں گے۔"

(سفر نامہ بغداد صفحہ ۱۰۴۔۱۰۵)

ان سے بھی کبھی ایسی بات کی گواہی فقیر تک نہیں پہنچی ہے جو مولوی اپنے دلی بغض اور کینہ کی بناء پر اپنی کتاب میں چشم دید گواہی (Eye witness) بیان کرتا پھرتا ہے۔ حضور میاں صاحب کے نظریات جناب غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے متعلق فقیر نے وضاحت سے بیان کر دیئے ہیں۔ اتنی بات ہی مولوی کے کذاب ہونے کے لیے کافی ہے۔

اب ذرا تھوڑا سا ذکر مصنف کا بھی ہو جائے۔ جناب ڈاکٹر الطاف حسین صاحب سعیدی زید مجدہ، ماشاء اللہ ایم۔بی۔بی۔ایس ڈاکٹر ہیں۔ حضرت غزالی زماں علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا دامن گرفتہ ہیں۔ نہایت نیک خصلت، درویش منش اور صوفی مشرب شخصیت ہیں۔ دینی و دنیوی علوم سے آراستہ ہیں اور جس عقیدت و محبت سے انہوں نے یہ کتاب لکھی ہے یہ ان ہی کا حصہ ہے۔ جزاہ اللہ تعالی احسن الجزاء۔

آخر میں میں اپنی بات ختم کرنے سے قبل جناب پروفیسر ضیاء المصطفی قصوری، گورنمنٹ ایف۔سی کالج لاہور، جناب خلیل احمد رانا صاحب جہانیاں، جناب حافظ محمد فیاض صاحب ادارہ معارف نعمانیہ لاہور اور جناب محمد ریاض ہمایوں سعیدی صاحب ناظم نشرو اشاعت دارالفیض گنج بخش۔ لاہور، کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

الحمد للہ کہ مولوی محمد احمد کا رد شائع کرنے کا اولین شرف دارالفیض گنج بخش کو حاصل ہو رہا ہے۔

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو علیہ الرحمہ کے اس نذرانہ عقیدت پر اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

بے بغداد دی کیا نشانی: اچیاں لمیاں چیڑاں ہو
تن من میرا پرزے پرزے جیویں درزی دیاں لیراں ہو
لیراں دی گل کفنی پاساں رلساں سنگ فقیراں ہو
شہر بغداد دے ٹکڑے منگساں: کرساں میراں! میراں! ہو

سگ کوئے داتا و غوث
میاں زبیر احمد علوی گنج بخشی قادری غبانی
۲۱ رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ
حضرت لاہور

جناب میاں صاحب

مزاج ہمایوں بخیر باد

سلام مسنون

جناب کا مرسلہ رسالہ موصول ہوا یہ رسالہ فقیر کی تصنیف "حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ"
کی تحریر کے سلسلے میں پیش نظر تھا اور اس رسالہ میں بیان کردہ چند دلائل کے جوابات
معروضات انشاءاللہ تعالیٰ فقیر کی کتاب میں آگئے ہیں اگر آپ مطالعہ فرمائیں گے تو ضرور
محظوظ فرمائیں تاہم اس مراسلہ میں بھی کچھ معروضات حاضر خدمت ہیں۔

ہم اس بات کے قائل ہیں کہ ہر دور میں ایک صاحب بڑا ولی اللہ ہوتا ہے جسے
قطب، قطب العالم، قطب الاقطاب، غوث اعظم وغیرہ القابات دیئے جاتے ہیں حضرت
شیخ عبدالقادر جیلانی [illegible] اپنے دور کے قطب الاقطاب تھے آپ سے
پہلے بھی کئی غوث اعظم گزرے اور بعد میں بھی ہوئے یہی موقف تمام اولیاء کاملین اکابرین کا ہے
مثلاً سیدنا شیخ شہاب الدین سہروردی، سیدنا خواجہ غریب نواز اجمیری، سیدنا خواجہ بابا فرید الدین
گنج شکر، سیدنا محبوب الٰہی سلطان الاولیاء، حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی، قادریوں کے قسمت قدوم قادریہ
ولسان شیخ جیلانی قدس سرہ، حضرت سیدنا علی الخواص، سیدنا امام عبدالوہاب شعرانی،
حضرت مجدد الف ثانی، حضرت خواجہ نور محمد مہاروی، حضرت میاں میر قادری
لاہوری، شیخ میاں محمد سلیمان تونسوی، سیدنا خواجہ محمد شمس الدین سیالوی،
حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہم اللہ کیا یہ سب مقتدر اولیاء کرام حضرت شیخ عبدالقادر
جیلانی [illegible] اور اللہ کے دشمن تھے۔ یہ سب اس وقت عقیدے پر تھے جس
[illegible]
ہم اس درخت کے فروع کو تسلیم نہیں کرتے کہ حضرت مولیٰ علی اور حضرت شیخ امام حسن
اور حضرت شیخ جیلانی رضی اللہ عنہم کے سوا پوری امت محمدیہ میں کوئی غوث اعظم ہوا ہی نہیں

در حقیقت متعصب قادری بے شمار احادیث و اقوال کا انکار کرتے ہیں۔ حالانکہ احادیث کی
مرصوصہ ایک بار انبیاء کرام سے مستحب ہے۔ یہ ایسے جواہرات موجود ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم
خود فرماتے ہیں کہ میری امت کی مثال بارش کی سی ہے نہیں جانا جاسکتا کہ اس کا اول بہتر ہے
یا آخر۔ ترمذی حضرت امیر معاویہ روایت فرماتے ہیں لا یزال هذا الامر علی ذلک الی یوم القیامۃ
(حدیث الحکم قیامت تک ہوتا رہیگا)
حضرت شیخ عبدالقادر نے جب اپنے قدمی الخ فرمایا تو اسوقت کے
اولیاء نے اپنی گردنیں جھکا دیں (البتہ افراد کی جماعت دائرہ قطب سے خارج ہوتی ہے) اور اسکی
آپ کے مرید رسالہ کے صفحہ ۲۵ پر ہمارے موقف کی تائید موجود ہے۔ صفحہ ۱۱ پر جو کچھ
لکھا گیا ہے وہ ہمارے کا سارا ہم آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں اور دلائل پر غور
کرنے کی دعوت دیتے ہیں خواہش نفس کی پیروی اور تعصب سے بچتے ہوئے بنظر انصاف
فقیر کی کتاب میں انکے دلائل پر غور فرمائیے کہ فضیلت اللہ کے ہاتھ میں ہے جسے
چاہتا ہے دیتا ہے صفحہ ۱۸ پر جو مقام الاولیاء فرمایا گیا ہے کیا عبد کا بیان الیسی نہیں ہونی
چاہئے متعصب قادری انبیاء و عظام (صحابہ کرام) پر بھی فضیلت دیتے رہے ہیں اور
دیتے ہیں مگر اسوقت نہ تو اصل حضرت کی زمین تھی نہ آسمان تھا۔
حضرت رفاعی ہی آخر قطب تھے اور حضرت شیخ جیلانی ان کے مرید و منسوب
شیخ ابو سعید مخزومی کے مرید اور شیخ حماد دباس کے خوشہ چین اور حضرت ابو یعقوب
یوسف ہمدانی سے غوثیت کی خیرات لینے والے تو تھے ہی جبکہ بقول قادریہ
شیخ ابو سعید مقام قطبیت پر بھی نہ پہنچ پائے تھے۔ صفحہ ۲۲ پر جو دعوی کیا گیا ہے
کہ تمام ادوار کے غوثوں کے غوث حضرت شیخ جیلانی ہیں دعوی بلا دلیل ہے
جبکہ اکابر و مستند اولیاء کے ارشادات اسکے برخلاف ہیں تو کیا یہ دعوی

[illegible] اہل بدعت نقصان دینی نہیں ہو سکتا۔ اسی صفحہ پر بہجۃ میں منقول
اولیاء دین کے اقوال کو احادیث قرار دیا گیا ہے حالانکہ عرفاً لفظ حدیث سے
سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہی مراد لی جاتی ہے تو کیا آپ اسے مبنی بر انصاف
سمجھتے ہیں اور کیا اعلیٰ حضرت سے سماعت کا ثبوت نہیں ہو سکتا اور کیا اعلیٰ حضرت
نے علماء سابقین کی سماعات کا ذکر نہیں کیا اور کیا ہم پر سماعت کی پیروی
لازم ہے حالانکہ اعلیٰ حضرت خود فرماتے ہیں کہ ہر شخص کا کوئی قول ماخوذ اور کوئی
مردود ہو سکتا ہے مگر صاحب روضۂ خضراء صلی اللہ علیہ وسلم کہ جن کا کوئی قول رد نہیں ہو سکتا
صفحہ ۲۲ پر بہجۃ کو مؤطا امام مالک کے برابر اور بخاری شریف سے افضل قرار دے رہے ہیں
حالانکہ یہ بات سب کو معلوم ہے کہ بخاری و مؤطا میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مذکور
ہیں اور بہجۃ میں اقوال اولیاء۔ نیز حضرت شیخ سہروردی حضرت شیخ جیلانی
کے ہم زمانہ ہم نوالہ ہم پیالہ تھے انہیں تو صحابی کہہ دینا چاہیے اور حضرت ابن عربی
کو تابعی نیز حضرت سہروردی اور ابن عربی ایسے اعاظم اولیاء کے مقابلہ میں مؤلف بہجۃ
ایک لعل نکتہ چیں ہے؟ صفحہ ۲۲ کی روایت میں وقت کی قید موجود ہے
صفحہ ۲۵ کی روایت سے یہ بات واضح ہے کہ اسوقت روئے زمین پر موجود
اولیاء کرام نے اپنی گردنیں جھکائیں نہ کہ جمیع متقدمین و متاخرین نے۔
اگرچہ ہر قطب کو خلعت قطبیت جمیع اولیاء کرام کے حضور میں پہنائی جاتی
ہے لیکن اس کے ماتحت صرف وہی اولیاء ہوتے ہیں جو اسوقت زندہ
موجود ہوتے ہیں اور نہ زمانہ کے ساتھ تو نبی اور جس کی قید لگانے کی کیا ضرورت تھی

صفحہ ۲۰ پر درج روایت کا تفصیلی جواب فقیر کی کتاب میں ملاحظہ فرمائیے
سر دست اتنا عرض کرنا کافی ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے پہلے اور
پچھلے اولیاء کرام میں کئی ایسے غوث اعظم پیدا فرمائے جو حضرت شیخ جیلانی سے
بھی افضل تھے بلکہ وہ بھی جنہوں نے آپکو غوثیت عطا فرمائی جیسے کہ فقیر کی کتاب
میں درج ارشادات اولیاء کرام سے واضح ہے اب جو چاہے راضی ہو جو چاہے
ناراض ہو الخ قل موتوا بغیظکم الخ ۔ صفحہ ۲۹ کی روایت کے جواب میں
عرض ہے کہ ہر شخص اپنی مثال آپ اور بجائے خود بے مثل ہوتا ہے اگر شیخ
کے بارے بعض اولیاء نے فرمایا ہے تو حضرت محبوب الٰہی کے بارے حضرت
خضر علیہ السلام نے یہی فرمایا ہے ظاہر ہے کہ نبی کے قول کو ترجیح دی جائیگی
نہ کہ ولی کے قول کو ۔ صفحہ ۳۲، ۳۴، ۳۸، ۳۹، ۴۱، ۴۲ میں وقت کی قید موجود
ہے ۔ قادریوں کے قرآن بیچ کی یہ بات مان لو کہ جا بجا وقت کی قید موجود ہے
اور قید اطلاق کا رد کرنے کیلئے لگائی جاتی ہے (مختصر المعانی)
نیز آپ کے اس رسالہ میں جملہ حوالہ جات قادری علماء کے ہیں
جو کہ اس موضوع پر تعصب رجحون میں مبتلا ہیں اس کے برخلاف فقیر
کی کتاب میں سلاسل اربعہ کے اکابر مستند اولیاء کرام کے حوالہ جات پیش کئے گئے
ہیں نیز دوسرے سلسلہ اولیاء کرام کی [illegible] کی عالی ہے کہ خود قادری
واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم یہ مختصر جواب ہے تفصیل کیلئے
فقیر کی کتاب کا مطالعہ کیجئے ۔

[illegible] محمد [illegible] العزیز [illegible]

خادم دار العلوم جامعہ عربیہ نظامیہ [illegible] [illegible]

تقریب

از حضرت سید محمد اشرف اندرابی۔ کشمیر

الحمد لله الذی اختار نبینا من بین النبین و اصطفاه، و وعده المقام المحمود وارتضاه، و نور قلوبنا بلوامع الصلوة و السلام علیه تعظیما و تکریما، وجعل ابنه الکریم عبدالقادر الجیلانی محی الدین و سید الاولیاء، ثم الصلوة الزاکیة الحسنی و التحیة المبارکة الأسنی علی من وعد للمصلین علیه تقربا و نجاه، و علی آله و أصحابه البررة النجباء۔ اما بعد،

عن أبي هريرة رضى الله تعالى عنه قال:

قال رسول الله ﷺ إن الله إذا أحب عبدا دعا جبريل فقال إني أحب فلانا فأحبه، قال: فيحبه جبريل ثم ينادي في السماء، فيقول إن الله يحب فلانا فأحبوه فيحبه أهل السماء، ثم يوضع له القبول في الأرض إلخ (مسلم بحوالہ مشکوٰۃ)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"جب اللہ جل شانہ اپنے کسی بندے کو اپنا محبوب بناتا ہے تو جبریل کو بلاتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ میں فلاں بندے سے محبت رکھتا ہوں تم بھی اسے اپنا محبوب بناؤ، فرمایا: پھر جبریل بھی اس سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔ پھر آسمان

میں منادی کرائی جاتی ہے، تو جبریل کہتے اللہ جل شانہ نے فلاں بندے کو اپنا محبوب بنایا ہے تم بھی اسے اپنا محبوب بناؤ، پس آسمان والے اس سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔ پھر اس کے لیے زمین پر قبولیت عامہ کی بساط بچھائی جاتی ہے۔ یونہی اس شخص کے حق میں اعلان کرایا جاتا ہے جو (العیاذ باللہ) حق تعالیٰ شانہ کے غضب کا مستحق ہوتا ہے۔"

مسلم شریف کی یہ حدیث اس امر کے بارے میں نص کا حکم رکھتی ہے کہ لوگوں کے دلوں میں اولیاء اللہ کی محبت و عقیدت اور اولیاء الشیطان کے ساتھ بغض و عداوت منشاء الٰہی کے عین مطابق ہوتی ہے اور جو بندۂ خدا لوگوں کی عقیدت و محبت کا مرکز ہوتا ہے وہ محبوب خدا ہوتا ہے، محبوب جبرئیل ہوتا ہے، محبوب ملائکہ ہوتا ہے۔ اسی طرح جو بد نصیب لوگوں کی نفرت و بیزاری اور لعنت و ملامت کا نشانہ بنتا ہے وہ اس سے پہلے حق جل مجدہ اور اس کے ملائکہ کا مبغوض و ملعون ہوتا ہے۔ کائنات انسانی کی تاریخ گواہ ہے اور اس گواہی پر اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب قرآن مجید مہر تصدیق ثبت کرتا ہے کہ حق جل شانہ کے محبوبوں کی شان و عظمت کو مٹانے کے لیے جس قدر بھی کوششیں کی گئیں وہ ہمیشہ نامرادی کے گہرے سمندر میں ڈوب گئیں اور مبغوضین و ملعونین کے چہروں سے لعنت و ملامت کی سیاہی کو صاف کرنے کے جتنے بھی جتن کیے گئے وہ اس سیاہی کو اور گہرا کرنے کا باعث بنے۔ اور ﴿یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواھھم، و اللہ متم نورہ و لو کرہ الکفرون﴾ کا سرمدی فرمان اپنی ابدی صداقتوں کے نور سے زمین و آسمان کو منور کر تا رہا۔ قرآن حکیم میں اللہ جل شانہ اپنے اولیاء کی شان اس طرح بیان فرماتا ہے:

﴿الا ان اولیاء اللّٰہ لا خوف علیھم و لا ھم یحزنون، الذین امنوا و کانوا یتقون☆ لھم البشریٰ فی الحیوٰۃ الدنیا و فی الأخرۃ ، لا تبدیل لکلمٰت اللّٰہ،﴾

"سن لو! اولیاء اللہ کو نہ تو کوئی خوف ہوتا ہے نہ وہ غمگین ہوتے ہیں، وہ ایمان و تقویٰ کے مجسمے ہوتے ہیں۔ ان کے لئے دنیاوی زندگی میں بھی بشارت و خوشخبری ہے اور آخرت میں بھی۔ اللہ کی باتوں (فیصلوں) کو کوئی تبدیل نہیں کر سکتا۔"

پس ثابت ہوا کہ اولیاء اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم کو ان کی حیات ظاہری میں اور اس کے بعد بھی عقیدت و محبت کا جو خراج مخلوق خدا کی طرف سے ادا کیا جاتا ہے وہ حق جل مجدہ کے فرمان واجب الاذعان کے مطابق ہوتا ہے، اور یہ کہ جو ولی اللہ جس قدر قرب و محبت الٰہی سے نوازا جاتا ہے اسی قدر اسے قبولیت عام اور شہرت دوام کے خلعت سے سرفراز کیا جاتا ہے۔

کتاب و سنت کی ان نصوص کی روشنی میں جب ہم اولیاء اللہ (صحابہ کرام و اہل بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے بعد) کی پوری مقدس جماعت پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں قطب الاقطاب محی الدین عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عن جمیع الاولیاء الکرام، کی ذات والا صفات آسمان ولایت پر آفتاب عالمتاب کی صورت میں تابندہ و درخشاں نظر آتی ہے ﴿و ذلک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء﴾

ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولایت عظمیٰ اور قطبیت کبریٰ، نیز علوم و معارف کی رفعت و عبقریت کا شہروان

کی حیات ظاہری میں ہی دور دور تک پہنچ چکا تھا اور ان کے ہم عصر علماء و فضلاء اور عرفاء و اتقیاء نے ان کے ارفع و اعلیٰ مقام اور عباد الرحمان میں ان کی امتیازی شان کا اعتراف کیا تھا، اور متقدمین ائمہ اولیاء اللہ نے ان کی ولادت باسعادت سے پہلے ہی ان کی عظمت شان کی پیشین گوئی کی تھی۔ اس حقیقت کا اعتراف ان ارباب علم و دانش نے بھی کیا ہے جو تصوف و صوفیاء کرام کے ناقد رہے ہیں۔ حتیٰ کہ اس گروہ کے سرخیل علامہ ابن تیمیہ جن کے علم و فضل کا لوہاان کے مخالفین نے بھی مانا ہے، بھی اس امر کا اعتراف کرتے ہیں کہ حضرت شیخ جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات حد تواتر کو پہنچی ہیں، یہ لوگ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقیدت مندوں کے جذبات عقیدت اور اس کے اظہار کے طریقوں پر تو تنقید کرتے ہیں لیکن حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام و مرتبہ سے انکار نہیں کرتے۔ آپ کے مقام فردیت پر فائز ہونے کے بعد آپ کی شہرت کا آوازہ ہر اس مقام تک (الا ما شاء اللہ) پہنچا جہاں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور جناب سید المرسلین ﷺ کی رسالت کا پیغام پہنچا تھا۔ موجودہ "وہابیت" کے بانی شیخ محمد بن عبدالوہاب ہیں جن کا ظہور بارہویں صدی ہجری میں نجد میں ہوا، انھوں نے اپنی تصانیف میں اپنے زمانے کے عام اہل اسلام، (باشندگان حجاز و نجد) کو مشرک قرار دیتے ہوئے حضور پر نور شافع یوم نشور ﷺ کے روضۂ مقدسہ اور حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقبرہ عالیہ کو "صنم اکبر" سے تعبیر کیا ہے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ عرب (اہل حجاز و نجد) کے فرزندان توحید حضور سید عالمین ﷺ کی ذات ذی جود کے بعد جس ذات اقدس سے استعانت و استمداد کرتے تھے وہ حضور غوث اعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی تھے۔

اولیاء اللہ میں سے جس ولی کامل کی سیرت سے علماء و عرفاء، محدثین و مورخین نے یکساں طور پر اعتنا کیا ہے وہ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہیں۔ ملت اسلامیہ کی تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے جانتے ہیں کہ آپ کے مداحین میں جہاں اپنے اپنے وقت کے اولیاء کاملین ہیں وہیں، علامہ ابن کثیر، ابن اثیر، شیخ الاسلام عزالدین عبدالسلام، شیخ عبدالغنی نابلسی، علامہ ملا علی قاری، علامہ جلال الدین سیوطی، امام عبداللہ یافعی، علامہ ابن حجر مکی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی جیسے سر آمد روزگار محدثین و مفسرین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی ہیں۔

ماضی میں بعض بداندیش رافضیوں نے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں گستاخیاں کرنے کی جسارت کی اور آپ کے نام و نسب وغیرہ پر کیچڑ اچھالنے کی مذموم کوشش کی لیکن وہ جلد ہی سنت اللہ کے مطابق گمنامی کے قعر مذلت میں اپنی ہفوات کے ساتھ ہی دفن ہو گئے۔ اور حضور غوثیت مآب سیدنا عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آفتاب غوثیت حسب سابق اپنی ضوفشانی سے کائنات انسانی کو روشن و منور کرتا رہا۔

جہاں تک حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد گرامی "قدمي هذه علی رقبة كل ولي الله" کا تعلق ہے، جمہور اولیاء امت اور علماء و فضلاء ملت (اہل سنت و جماعت) کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ کا یہ ارشاد حالت صحو صادر ہوا اور آپ من جانب اللہ (بالہام) اس کے لئے مامور تھے، نیز یہ کہ اس کا اطلاق، ماسوائے صحابہ کرام، اہل بیت عظام اور اعاظم تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے تمام اولیاء اللہ پر ہوتا ہے۔ ہاں بعض حضرات نے اس کو آپ کے ہم

عصر اور بعد میں آنے والے اولیاء اللہ پر منطبق کیا ہے اور بعض دیگر حضرات نے اس میں صرف ہم عصر اولیاء اللہ کو شامل کیا ہے۔ لیکن جمہور کے مقابلے میں ان حضرات کی تعداد بہت ہی کم ہے۔ تاہم اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ حضرات بھی آپ کی ولایت کاملہ کے قائل اور آپ کی کرامات وکمالات کے معترف تھے۔ معتبر روایات سے یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچی ہے کہ جس کسی نے آپ کی شان میں ادنیٰ گستاخی بھی کی ہے اس کو سلب ولایت کی شقاوت کا منہ دیکھنا پڑا۔

اس مختصر تمہید کے بعد مدعاء معروضات یہ ہے کہ میں چند روز پہلے اپنے بعض احباب سے ملنے کے لیے لاہور آیا تھا، وہاں اخی گرامی قدر حکیم اہل سنت حکیم محمد موسیٰ صاحب مد ظلہ کے مطب پر ایک عزیز جناب محمد ریاض ہمایوں سعیدی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے دوران معلوم ہوا کہ کسی صاحب نے، جو اپنے آپ کو سلسلہ چشتیہ کے ساتھ منسوب کرتے ہیں، حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد گرامی قدمی ھذہ الخ، پر اعتراضات کئے ہیں اور بزعم خود یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ ارشاد باطل ہے اور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیادت وقیادت کے بارے میں لوگوں میں جو کچھ مشہور ہے وہ (العیاذ باللہ) جھوٹ کا پلندہ ہے وغیرہ من الھفوات، ساتھ ہی اس عزیز نے یہ بھی بتایا کہ اس کتاب کا جواب جناب ڈاکٹر الطاف حسین صاحب نے ''افضلیت غوث اعظم'' کے نام سے تحریر کیا ہے۔ میں نے معترض مولوی محمد احمد چشتی صاحب کی کتاب ''حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ'' اور ڈاکٹر الطاف حسین صاحب کی ''افضلیت غوث اعظم دلائل وشواہد'' کی فوٹو سٹیٹ کاپی حاصل کی۔ پہلے حکایت قدم غوث کو کھولا، سرورق پر آیت کریمہ بل نقذف بالحق علی الباطل کا

سرنامہ پڑھا، پھر "مطلع" کے عنوان سے جو تمہید لکھی ہے اس کے آخر میں اپنی تعلی کا اظہار اقبال مرحوم کے اس شعر سے کیا ہے:

باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم
سو بار کر چکا تو امتحاں ہمارا

ہم نے ان ہی دو مقامات سے اندازہ لگایا کہ مولوی صاحب موصوف کا حضور غوث الثقلین اور سلسلہ عالیہ قادریہ کے متعلق کیا عقیدہ ہے، پھر فہرست مضامین پر نگاہ ڈالی تو بین السطور میں رفض و تشیع کی وہی روح کارفرما نظر آئی جو ماضی میں کئی بار نمودار ہو کر نامرادی کی ظلمتوں میں کھو گئی ہے۔ ہاں اب کے اس نے چشتیت کا روپ دھار کر اہل سنت کی صفوں میں انتشار پیدا کرنے کی مذموم کوشش کی ہے۔ اس کے بعد ہم نے اس کتاب کے بالاستیعاب مطالعہ کرنے ضرورت محسوس نہیں کی۔ البتہ "افضلیت غوث اعظم" کو اول سے آخر تک پڑھنے کے دوران اس کتاب کے اہم دلائل کے اقتباسات نظر سے گزرے جن کا تجزیہ کرتے ڈاکٹر صاحب مدظلہ نے ان کے کھوکھلے پن کا پردہ چاک کر دیا ہے، اور مصنف "قدم غوث کا جائزہ" کے سوقیانہ انداز بیان کے مقابلے میں متانت و سنجیدگی کے اسلوب میں حق و صداقت کو اتنا روشن اور واضح کر دیا ہے کہ کتاب کے مسودہ کو مطالعہ کرنے کے بعد فقیر کی زبان سے بے ساختہ نکلا:

مؤذن مرحبا، بر وقت بولا
تری آواز مکے اور مدینے

اگرچہ تعصب اور قلب و نگاہ کی کج روی کے باعث لکھی جانے والی اس قبیل کی کتابوں کا جواب لکھنے سے اہل علم نے ہمیشہ گریز کیا ہے، تاہم مصنف کے چشتی

لکھنے سے عوام الناس کو دھوکہ لگ سکتا ہے اور وہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو سکتے ہیں کہ (معاذ اللہ) اکابر سلسلہ عالیہ چشتیہ اور سلسلہ عالیہ قادریہ کا آپس میں کوئی اختلاف ہے اور واقعی حضرات مشائخ چشت حضرت سید جیلانی رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کو در خور اعتنا نہیں سمجھتے تھے۔ اس لئے اس پر فریب اور مغالطہ انگیز کتاب کی نقاب کشائی کرنا ضروری تھا۔ حق جل مجدہ "افضلیت غوث اعظم" کے فاضل مؤلف ڈاکٹر الطاف حسین صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے انہوں نے اس فریضہ کو حسن و خوبی کے ساتھ ادا کیا ہے اور چشتیت کے مقدس پردے میں چھپے ہوئے رفض کو بے نقاب کیا ہے۔ انہوں نے مؤلف "قدم غوث" کے توہین آمیز اور اشتعال انگیز طرز بیان کا جواب دیتے وقت سلسلہ عالیہ چشتیہ کے اکابر کے تئیں جس ادب و احترام اور عقیدت مندی کو ملحوظ رکھا ہے وہ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سچے معتقد کے کردار کا آئینہ دار ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ جملہ سلاسل طریقت حق ہیں اور ان میں کوئی تضاد نہیں ہے اس لئے کہ یہ سب آفتاب رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقدس شعاعیں ہیں۔ ان سلاسل کے اکابر کے درجات میں تفاوت منشاء الٰہی کے مطابق ہے لیکن ان سب کی ولایت کا اصل مرکز ایک ہی ہے اور وہ ہے ذات مقدس سید عالمین ﷺ۔ رہا عقیدت مندوں کا غلو۔ سو اس سے کسی بھی سلسلہ کے اکابر مستثنیٰ اور محفوظ نہیں رہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم اس "غلو" کو بہانہ بنا کر ان بزرگوں کی اصل شان کو گھٹانے کی کوشش کریں۔ اور ان کی ذوات مقدسہ میں نقائص تلاش کرنے کی مذموم جسارت کریں۔ حضرت سلطان الہند خواجہ معین الدین اجمیری کی شان میں کیا کچھ نہیں کہا گیا، برصغیر ہند و پاک میں قوالیوں کی محافل میں مزامیر کے ساتھ

جو مدحیہ اشعار گائے جاتے ہیں ان میں ایسے بہت سے اشعار ہوتے ہیں جو شریعت مطہرہ کی روسے کفر و شرک کے دائرے میں آتے ہیں۔ مثلاً

بدرگاہ شہ اجمیر جائے کردہ ام پیدا
کہ بر عرش خدا من استوائے کردہ ام پیدا
برائے لا دوائے حضرت عیسیٰ محمد اللہ
دریں اجمیر یک دارالشفائے کردہ ام پیدا

اجمیر شریف کے پیرزادگاں کے حجروں میں جو قصائد آویزاں ہیں ان میں اس قسم کے مصرعے بھی ہیں۔

باندازِ دگر پیغمبر ہندوستان خواجہ

اس پر متنبہ کرنے کی توفیق بھی غلامان محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہی حق تعالیٰ نے عطا فرمائی لیکن اس میں حضور خواجہ خواجگاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کیا قصور ہے؟

عقیدت مندوں کا یہ غلو ان کے مرتب عالیہ کو کم کرنے کا باعث نہیں بن سکتا، اور کسی دریدہ دہن کو اس بہانہ سے آپ کی شان میں گستاخی کرنے یا بزعم خود اس کو گھٹانے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

کاش! مولوی محمد احمد صاحب نے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس ملفوظ گرامی کو ملحوظ نظر رکھا ہوتا جو فوائد الفواد میں درج ہے جس میں حضرت محبوب الٰہی نے اس ابدال کا ذکر کیا ہے جس کی ولایت حق تعالیٰ نے اس لیے سلب کرلی کہ اس نے حضرت غوث اعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدرسۂ عالیہ کے اوپر سے اڑنے کی جسارت کی تھی، تو وہ حضرت محبوب الٰہی

کی حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر برتری ثابت کرنے کی بھونڈی کوشش نہ کرتے لیکن وہ ایسا کیوں کرتے جبکہ ان کے تحت الشعور میں کوئی اور ہی جذبہ موجزن تھا اور وہ تحقیق کے نام پر توہین و تحقیر اکابر و علماء سلسلہ قادریہ کا "کارنامہ" انجام دے کر "مشاہیر" کی فہرست میں اپنا نام درج کرانے کے متمنی تھے۔

حق تعالیٰ جل شانہ ہم سب کو مسلک اہل سنت پر استقامت کے ساتھ قائم رہنے کی توفیق بخشے اور اپنے تمام اسلاف کرام کی محبت و عقیدت کے نور سے ہمارے دلوں کو منور فرمائے، ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور رفض و اعتزال کی ضلالتوں سے محفوظ رکھے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین ﷺ

فقیر قادری

سید محمد اشرف اندرابی، قادری کیروی عفی عنہ

سربراہ اعلیٰ دار العلوم شاہ ہمدان۔ پانپور۔ کشمیر (انڈیا)

حال مقیم گوجرانوالہ ۲۲ ذی قعدہ ۱۴۱۹ھ

مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم. الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وآلہٖ وصحبہٖ واولیاء امتہٖ اجمعین. اللّٰھم ایدنی بروح سیدی عبد القادر الجیلانی وبروح سیدی معین الدین حسن الاجمیری وبروح سیدی احمد سعید الکاظمی رضی اللہ عنہم

اللہ تعالیٰ کا بے شمار فضل وکرم ہے کہ اس نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے بیٹے سید الاسیاد امام الافراد فرد الاحباب شیخ الکل محی الدین غوث اعظم سید عبد القادر جیلانی حسنی حسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت وبرتری پر یہ چند اوراق لکھنے کی مجھ ہیچمدان آلودہ بہ عصیان کو توفیق عنایت فرمائی اور تحریر کے ہر مشکل وآسان مرحلے پر اپنے پیاروں کی ارواح طیبات سے میری مدد فرمائی جس سے میرے قلب حزیں کی ہر مرحلہ پر حوصلہ افزائی ہوئی۔

۹ رجب المرجب ۱۴۱۵ھ کو حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری کے عرس پاک کے سلسلے میں پاک پتن شریف حاضری ہوئی۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کے روضہ پاک کے قریب ہی مولوی محمد احمد صاحب کی کتاب "کلام الاولیاء الاکابر علی قول الشیخ عبد القادر" المعروف بہ "حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ" نظر پڑی تو میں نے مولوی محمد احمد صاحب سے قیمتاً وہ کتاب حاصل کی۔ گھر پہنچ کر سرسری نظر سے کتاب کا مطالعہ کیا جمہور اہل سنت کے خلاف پاکر کتاب کو رکھ دیا مگر چند دنوں کے بعد مصنف کا ایک شاگرد مجھے ملا جو اس کتاب کی تحریروں کی بنیاد پر کہتا کہ اکابر اہل سنت کی شان میں عامیانہ الفاظ استعمال کرتا حتیٰ کہ دو بزرگوں کا کلام سن کر ان پر لعنت بھیجی۔ میں نے اس بدبخت سے رابطہ منقطع کر لیا بعد ازاں مجھے معلوم ہوا کہ وہ تقریباً ہر محفل میں قدمی کے قول میں بحث کرتا ہے اور اس ضمن میں کئی بزرگوں کی شان میں نامناسب اور

گھٹیا الفاظ استعمال کرتا ہے۔ اس کے بعد میں نے مولوی محمد احمد کی مذکورہ کتاب کا پھر مطالعہ کیا اور میں نے اس کتاب کا علمی تجزیہ کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا اس قدر ضروری تمہید کے بعد میں اصل موضوع کی طرف آتا ہوں۔ ہماری اس کتاب کا ایک مقدمہ اور دو ابواب ہیں۔ مقدمہ میں تمام بحث کا خلاصہ بمع چند ضروری گزارشات کے پیش کیا گیا ہے۔ پہلے باب میں سیدنا عبد القادر جیلانیؒ کے بارے میں جمہور اہلِ سنت کے نظریات پیش خدمت ہیں ضمنی طور پر بعض شبہات پر بھی کلام کیا گیا ہے دوسرے باب میں ان باقی پہلوؤں کا علمی تجزیہ کیا گیا ہے جو مولوی محمد احمد کی کتاب پڑھنے کے دوران سامنے آتے ہیں۔

اب اصل مقدمے کو شروع کرتے ہیں۔

(۱) سیدنا عبد القادر جیلانیؒ نے اپنی ایک علمی و روحانی محفل میں ارشاد فرمایا کہ قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ یعنی میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے یہ قول شیخ شہاب الدین سہروردی (پیدائش ۵۳۶ھ) کی نوجوانی کے دنوں میں اور شیخ بقا بن بطو (م ۵۵۳ھ) کی زندگی کے آخری دنوں میں فرمایا گیا تھا یعنی یہ قول تقریباً ۵۵۲ھ میں فرمایا گیا۔ واضح رہے کہ سیدنا جیلانیؒ ۴۷۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۵۶۱ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

(۲) جمہور اولیاء کرام کے نزدیک سیدنا عبد القادر جیلانیؒ نے الہامی طور پر مامور من اللہ ہو کر یہ الفاظ ادا فرمائے تھے۔ اسی لیے تمام اولیاء اللہ نے اس وقت اپنے اپنے سر جھکائے جس بزرگ نے سُکر اور شطح کا قول کیا اس نے سیدنا جیلانیؒ کے الفاظ پر فخر و تکبر کے الزام کو دفع کرنے کیلئے سُکر کا قول کیا اور یہ قول خلاف جمہور ہے۔ سیدنا جیلانیؒ کے وہ الفاظ حقیقتِ واقعہ کا اظہار ہیں۔ اور الہامی طور پر مامور من اللہ ہو کر ادا فرمائے گئے اور تحدیثِ نعمت کے قبیل سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور محبوب سبحانیؒ اس اظہار میں مامور بلکہ مجبور رہیں۔

(۳) جس بزرگ نے فنا فی اللہ یا فنا فی الرسول کا قول کر کے اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ کہنے والا بتایا ہے اور حضرت جیلانی کو شجر موسیٰ علیہ السلام کی مانند قرار دیا ہے اس بزرگ کا یہ قول بھی جمہور اولیاء کے خلاف ہے۔ پھر اس صورت میں انبیاء کرام اور صحابہ کرام اور ائمہ اہل بیت (صلی اللہ تعالیٰ علی سیدھم وعلیھم وسلم) کا سر جھکانا بھی لازم آتا ہے اور یہ بات کوئی بھی سلیم العقل انسان تسلیم نہیں کر سکتا لہذا یہ قول ایک ممکنہ توجیہ ہے، جو حقیقت واقعہ کے خلاف ہے۔ اور جمہور اہل سنت کے بھی خلاف ہے۔

(۴) اس بات میں کسی کو اختلاف نہیں ہے کہ قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ کا فرمان صادر ہوتے ہی تمام اولیائے عصر کا اجماع ہو گیا کہ سیدنا عبد القادر جیلانی اس وقت کے تمام اولیاء اللہ کے سردار ہیں ان کے دعوے سے کسی کو مستثنیٰ یا ان کے وقت کو منسوخ ثابت کرنے کیلئے اجماع اولیائے عصر یا دلیل مافوق درکار ہے۔

(۵) حضرت ابو سعید قیلوی کا کشف ہے کہ اس محفل میں تمام اگلے پچھلے اولیاء اللہ کی ارواح موجود تھیں اور حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی کا بیان ہے کہ میری روح نے بھی گردن جھکائی تھی اگر میں بجسم عنصری موجود ہوتا تو آپکا قدم آنکھوں پر لیتا۔ اس سے صاف واضح ہوا کہ جسمانی طور پر صرف معاصرین اولیائے کرام نے سر تسلیم خم کیا۔ اور اگلے پچھلے اولیاء اللہ نے اپنے سر خم نہیں کئے البتہ روحانی طور پر تمام اگلے پچھلے اولیاء اللہ نے اپنے روحانی سر جھکائے تھے۔ ووقتی قبل قلبی قد صفالی (میرے وقت کو میرے دل سے پہلے ہی میرے لیے صاف کر دیا گیا) افلت شموس الاولین وشمسنا۔ ابدا علی افق العلی لا تغرب (اگلوں کے سورج ڈوب گئے اور ہمارا سورج ابد تک بلندی کے افق پر رہے گا بغیر غروب ہوئے)

خوب ظاہر ہو گیا کہ آپ کے وقت کی وسعتِ روحانی اولین و آخرین کے وقتوں پر محیط ہے ۔

(۶) قرآن مجید میں ہے کہ وَبَشِّرِ الَّذِینَ اٰمَنُوْا اَنَّ لَھُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّھِمْ (اور ایمان والوں کو خوشخبری دیں کہ ان کے رب کے پاس ان کے لیے بہت اونچا مقام ہے ۔ سورۂ یونس) یہاں قدم کا معنی مقام ہے ۔ اگر سید جیلانی رضی اللہ عنہ کے فرمان میں یہی معنی مراد لیں ۔ تو معنی یہ ہو گا کہ میرا مقام تمام اولیاء اللہ کی گردنوں سے اونچا ہے ۔ اس معنی میں بھی تمام اگلے پچھلے اولیاء اللہ پہ بلندیٔ مرتبہ ثابت ہوتی ہے چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکاشفاتِ غیبیہ میں یہی مفہوم لیا گیا ہے یعنی قدم مرتبی کا مفہوم ۔

(۷) قدم روحانی اور قدم مرتبی کے دونوں مفہوم تمام اگلے پچھلے اولیاء اللہ کو محیط ہیں ۔ اگر کہا جائے کہ اولیاء اللہ کے لفظ میں وسعت ہے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ائمہ اہل بیت رضی اللہ عنہم بھی اولیاء اللہ ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ عرفِ عام میں اولیاء اللہ انہیں کہا جاتا ہے جو صرف اور صرف اولیاء اللہ ہوں اور عرف عام میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ائمہ اہل بیت رضی اللہ عنہم کے لیے یہ لفظ کم درجہ کا ہے وہ تو اولیاء اللہ کے سرداروں کے بھی سردار ہیں پھر اجماعِ اولیائے عصر اور دلیل ما فوق بھی ان ہستیوں کو کل ولی اللہ کے عموم سے مستثنیٰ کرتے ہیں ۔ مرزا محمد عبد الستار بیگ سہرامی مجددی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مسالک السالکین فی تذکرۃ الواصلین میں مقاماتِ دستگیری اور محبوب المعانی کے حوالے سے صحابہ کرام اور ائمہ اہل بیت رضی اللہ عنہم کو اسی عرف کے قاعدے سے قدمی ھذہ علٰی رقبۃ کل ولی اللہ سے علیحدہ بتلایا ہے ۔ یہی قول پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور یہی قاضی برخوردار چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے ۔

(۸) قدم کا ایک معنی طریقہ بھی ہے ۔ اس معنی پر یہ مفہوم ہو گا کہ میرا یہ سلسلہ

طریقت ہر ولی اللہ کے سلسلۂ طریقت سے بلند و بالا ہے۔ یہ مفہوم مولانا محمد اکرم چشتی صابریؒ سے اقتباس الانوار میں شاہ فقیر اللہ علوی مجددیؒ سے مکتوبات میں میر الکبیر قادریؒ سے سکینۃ الاولیاء میں منقول ہے۔ قدمِ روحانی، قدمِ مرتبی اور قدمِ طریقتی تینوں سے ایک ہی مفہوم حاصل ہوتا ہے اور وہ ہے سیدنا جیلانیؓ کی کل اولیاء اللہ پر برتری و افضلیت۔

(٩) قدمِ جسمانی تمام معاصرین اولیاء کرام پر ثابت ہے اور ان کے واسطہ سے ان کے مریدین پر تا قیامت ثابت ہے یہی مفہوم حضرت خواجہ غلام فرید نے مقابیس المجالس میں مباحثۂ ملتان کے بعد پیش کیا ہے۔

(١٠) قدمِ جسمانی سے تمام اگلے پچھلے اولیاء مستثنیٰ ہیں۔ قدم بالواسطہ سے تمام سابقہ اولیاء مستثنیٰ ہیں قدمِ روحانی قدمِ مرتبی اور قدمِ طریقتی سے صرف اولیاء اللہ میں سے کوئی بھی مستثنیٰ نہیں ہے۔ اس آخری مفہوم کے لحاظ سے جو شخص تمام اگلے پچھلے اولیاء کو مستثنیٰ مانتا ہے۔ اور دلیل میں صرف صحابہؓ و ائمہ اہل بیتؓ کی برتری پیش کرتا ہے تو اس کی دلیل تام نہیں ہے کیونکہ یہاں موجبہ جزئیہ سے جز کا استثنا واجب ہوگا نہ کہ کل کا۔ ورنہ لازم آئے گا تمام اگلے پچھلے اولیاء اللہ کو یا صحابہؓ مانا جائے یا ائمہ اہل بیتؓ مانا جائے اور یہ بات عقلاً و نقلاً باطل ہے۔

(١١) قدم کے مذکورہ بالا پانچوں مفہوموں میں سے جو مفہوم بھی لیا جائے مولوی محمد احمد صاحب کی کوششوں پر پانی پھیر دیتا ہے۔ کیونکہ مولوی محمد احمد قدمی کے قول کو سکر پر مبنی قول قرار دے کر یہ کہتا ہے۔ کہ سیدنا جیلانیؓ نے اس قول سے توبہ کر لی تھی۔ اور توبہ غلطیات سے ہی کی جاتی ہے۔ تو جن معاصرین اولیائے کرامؒ نے سیدنا جیلانیؒ کی اس غلطبات کے آگے سرِ تسلیم خم کیا تھا ان کی توبہ کے اقوال بھی مولوی محمد احمد صاحب کو پیش کرنے پڑیں گے۔ اولیائے معاصرین پر غوث پاک کا قدم ہونے کے تمام اقوال جو مولوی محمد احمد صاحب نے پیش کیے ہیں وہ ان

کے اپنے موقف کو وزن کرنے کے لیے کافی ہیں نیز توبہ کی صورت میں قَدَمِیْ هٰذِہٖ کا قول مقام مدح میں ذکر کرنا بھی باطل قرار پاتا ہے۔

(۱۲) قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ میں اگر عرف جسمانی قدم ہی مراد لیا جائے تو وہ صرف اور صرف معاصرین اولیائے کرام پر ثابت ہے۔ مگر اس صورت میں آج تک کوئی ولی اللہ سیدنا جیلانیؒ کے دعوے کو منسوخ نہیں کر سکا کیونکہ ناسخ کو منسوخ کے ساتھ قوت میں کم از کم برابر و مساوی ہونا ضروری ہے شیخ محمد البکری صدیقی (م ۹۹۴ھ) نے ۹۳۷ھ میں قَدَمِیْ هٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ تَعَالٰی مَشْرِقًا کَانَ اَوْ مَغْرِبًا کا دعویٰ کیا تو صرف سید محمد مغربی شاذلی نے قدم بوسی کی اور بیعت ہوئے اور انہیں نے اپنا کشف بیان کیا کہ اس وقت زندہ و مردہ اولیاء ان پر گردہ ہے ہیں (ملاحظہ ہو حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۲۰ ص ۲۱ بحوالہ العمدۃ التحقیق۔ جامع کرامات اولیاء وغیرہ) کہاں فرد واحد کی تصدیق اور کہاں جمیع اولیائے عصر کی تصدیق۔ ناسخ کا قوت میں منسوخ کے برابر ہونا لازمی ہے۔ لہٰذا اس بزرگ سے بھی یہ قول منسوخ نہ ہوا۔ اسی طرح حضرت پیر پٹھان محمد سلیمان تونسویؒ (م ۱۲۶۷ھ) نے قَدَمِیْ هٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ کے مقام کا دعویٰ کیا مگر جمیع اولیائے عصر کا سر تسلیم خم کر کے تصدیق کرنا ثابت نہیں ہے۔ لہٰذا آج تک سیدنا جیلانیؒ کا ہی وقتِ ولایت ہے۔

(۱۳) سیدنا جیلانیؒ کی برتری کے اقوال چشتی نقشبندی اور سہروردی حضرات کی زبانوں سے پیش کیے جا رہے ہیں جب کہ مولوی محمد احمد صاحب نے حضرات اکابر چشت کی برتری ثابت کرنے کے لیے صرف بعض چشتی حضرات ہی کے اقوال پیش کیے ہیں۔ اسی طرح متعصب نقشبندی بھی صرف بعض نقشبندی اقوال ہی پیش کر سکتا ہے۔ حالانکہ ہمارے لیے مولوی محمد احمد چشتی نے مولانا رکن الدین نقشبندی سے یہ قاعدہ پیش کیا ہے کہ ''اقوال مریدین کے خالی غلو محبت پیروں سے نہیں اعتبار سے ساقط''۔

؎ وہ ساری خوشیاں جو تم نے چاہیں اٹھا کے جھولی میں اپنی رکھ لیں
ہمارے حصے میں عذر آئے جواز آئے اصول آئے

(۱۴) صرف بعض اقوال کا مضبوط حوالہ مجھے نہیں مل سکا تاہم ان اقوال کو شواہد کے طور پر ذکر کیا گیا ہے البتہ اقوال کی اکثریت مضبوط حوالوں پر مبنی ہے بعض اشعار کے سلسلے میں اختلاف ہے۔ کوئی ثابت کرتا ہے کوئی انکار کرتا ہے اس اختلاف سے ان اشعار کی نسبت قطعی نہیں رہتی اور ظنی بن جاتی ہے۔ اور مسائل فقہیہ میں ظنی دلائل کو لینے کی بھی گنجائش ہوتی ہے۔ اور مولوی محمد احمد صاحب بھی اتنی سی بات سے ضرور آگاہ ہوں گے۔ اور ہمارا ضابطہ اس باب میں یہ ہے کہ ہم حتی الامکان مسلمان پر حسنِ ظن رکھتے ہیں اور اس کے حوالہ پر اعتماد کرتے ہیں۔ اور اس باب میں ہم اس پر بدگمانی نہیں کرتے (اگر کہیں وہ ایسی بات لکھ گیا ہے جو عقلاً و نقلاً باطل ہے تو لاشعوری غلطی یا غلبہ حال کا قول کرتے ہیں) لطائف الغرائب اور اشعار کے سلسلے میں اسی ضابطے کی رو سے ہم اثبات کو نفی پر مقدم رکھتے ہیں۔

(۱۵) نوعِ بشر میں عصمتِ اصطلاحی خاصہ انبیاء ہے نبی کے سوا کوئی کیسے ہی عالی مرتبے والا ایسا نہیں۔ جس سے کوئی نہ کوئی قول ضعیف خلافِ دلیل یا خلافِ جمہور نہ صادر ہوا ہو۔ اتباع جمہور کا ہوگا۔ اور قولِ شاذ ماننے والے پر شرعی الزام شدید عائد ہوگا۔ قولِ مرجوح پر حکم اور فتویٰ جہل ہے اور اجماع کا توڑنا۔

(۱۶) ایسا باقی کوئی کشف نہیں کہ جس میں خطا کا بے حد احتمال ہوتا ہے۔ اور کسی دوسرے پر تسلیم کرنا لازم نہیں ہوتا " یہ الفاظ مولوی محمد احمد کے ہیں اور مولانا رکن الدین کا قول ہے کہ "رہا کشف وہ محتمل خطا ہے۔ اس واسطے مخالف پر حجت نہیں" البتہ جمیع اولیائے عصر کا کشف و الہام اگر ایک جیسا ہو تو اس

کا معاملہ مختلف ہے۔ اجماعِ اولیاء اللہ ایک بہت بڑی بات ہے۔

(۱۷) توقف کرنے والے حضرات کا موقف پیش کرنا اگرچہ علمی مضر ہے تو مولوی محمد احمد صاحب کو بھی مفید نہیں بلکہ ان کے موقف کے بھی خلاف ہے کیونکہ وہ حضرات اکابر چشت کو سیدنا جیلانیؓ سے افضل قرار دیتا ہے توقف کا موقف پیش کرنے سے اسے بھی نقصان ہوا۔ اسی طرح مِنْ وَجْہٍ افضل اور مِنْ وَجْہٍ مفضول کا قول پیش کرنا بھی اس کے موقف کے لیے مضر ہے۔ تاہم افضل پر مفضول کی فضیلتِ جزوی کا قول درست ہے۔

(۱۸) صحابہ کرام اور ائمہ اہلِ بیت کے سوا صرف اولیاء اللہ پر سیدنا عبد القادر جیلانیؒ کا قدمِ مبارک ماننے والے بزرگانِ دین کو متعصب اور بے ادب قرار دینا اور حضرت شاہ سلیمان تونسویؒ کے فرمان ؏ بر پیراں شرف دارد سگِ درگاہِ جیلانیؒ کو ماننے کی بجائے اس بات کو سلسلۂ جہالت وخباثت میں شمار کرنا اور تمام قادری حضرات کی کتابوں کو کذب بیانی اور مبالغہ آرائی پر مبنی اور غیر معتبرہ اور غیر معتقدہ قرار دینا حضرت مجدد الف ثانیؒ کے آخری مکتوب کو خلافِ اہلِ سنت اور مؤیّدہ وافض قرار دینا اس وقت قطب کو سیدنا جیلانیؒ کا خادم اور چیلا کہنے کے بارے میں کہنا کہ یوں کہنا کس قدر نازیبا ہے الہامی طور پر مامور من اللہ کا قول اولیائے کرام کے لیے کئی اکابر نے کیا ہے ان سب کو ختمِ نبوت کا منکر قرار دینا سیدنا محبوبِ الٰہی کے بارے میں کہنا کہ ان کو چاند سے غیبی آواز سے خطاب ہوا کہ وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ دیگر اولیاء اللہ کو بھی اپنے پیر کی طرح خدا تک پہنچانے والا ماننا چاہیے مگر تعلیم یہ ہے کہ دل میں یہ خطرہ بھی گزرے تو دل پر شیطان کا قبضہ ہے مولانا نور محمد کلاچوی پر بہتان تراشی کہ وہ حضرت شیخ کا قدم انبیاء و رسل کی گردن پر بھی مانتے ہیں۔ حج کے بارے میں یہ تقریر یہ کہ حج کے لیے وہ جائے جس

کا پیر موجود نہ ہو۔ اور پھر صحابہ کرامؓ کی وہ حج کہلایا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہیں لے گئے تھے اور سورہ توبہ کی تبلیغ کے لیے حضرت علیؓ کو بھیجا تھا۔ اور کشفی والہامی[11] روایات اولیاء کا کتب حدیث میں نہ ملنے پر حدیث من کذب علی متعمدا فلیتبوا مقعدہ من النار کو فٹ کرنا۔ حضرت سلطان[12] باہوؒ اور حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کا ذکر تقابلاً کر کے یہ کہنا کہ کہاں تختہ اور کہاں جھونپڑیں اکابر[13] اولیاء اللہ کے بارے میں ایک کو دوسرے کی بیعت ملنے کے قول کے بارے تک کہنا کہ یہ بہت بڑی گستاخی اور دیدہ دہنی ہے[14] قدسی کی محفل سیدنا شہاب الدین سہروردیؒ کی پیدائش سے پہلے بتانا اور پھر بنفس نفیس آپ کی شمولیت بھی جسمانی طور پر ثابت کرنا۔ سیدنا[15] جیلانیؒ کی گھریلو زندگی کا گھٹیا انداز سے ذکر کرنا [1]

جناب شمس الفقہا صاحب! کیا آپ اپنے ان پندرہ بیانات کا تحقیقی جائزہ از سر نو لے کر اپنے صحیح و غلط کے بیانوں کو درست کرنے کا اہتمام کرنا پسند فرمائیں گے ؟ کیا اولیائے کرام کے خلاف جمہور اقوال واجب التاویل ہوتے ہیں یا واجب الاتباع ہوتے ہیں ایسی جگہ فنا و سکر اور ادلال کے احتمال کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

(۱۹) بیعتِ اصلی اور بیعتِ ارادت تو صرف ایک پیر کامل سے ہی کی جا سکتی ہے۔ البتہ بیعتِ تبرک جسے بیعتِ صحبت یا بیعتِ افاضہ بھی کہتے ہیں وہ کسی اور پیر کامل سے بھی کی جا سکتی ہے۔ حضرت جلال الدین بخاریؒ، حضرت عبد القدوس گنگوہیؒ، حضرت مجدد الف ثانیؒ جیسی شخصیات سے دوسرے سلاسل میں بیعتِ تبرک ثابت ہے۔ ان شواہد کی روشنی میں مولوی محمد احمد صاحب کا یہ دعویٰ لائقِ اصلاح ہے کہ صادق الارادت مرید یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ کسی دوسرے سے بیعت کرے گا۔ (حکایات کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۲۹۲)۔ اور ہاں یاد رہے کہ جناب محمد یوسف لودی نے جواہر نقشبندیہ صفحہ ۳۵ پر لکھا ہے کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے ارشاد فرمایا

میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کے حوالے سے لکھا ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرامؓ نے حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور علی رضی اللہ عنہم کی بیعت کی اس بیعت کا مقصد صرف امورِ دنیاوی ہی نہ تھا بلکہ کمالات باطنی کا حصول بھی تھا ــــــ واضح ہو گیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سلسلوں میں خلفائے ثلاثہ کا اجتماعی فیض بھی شامل ہے۔ اور یہ واضح ہے کہ اجتماعی فیض والا سلسلہ انفرادی فیض والے سلسلے سے برتر ہے۔ لہٰذا مولوی محمد احمد کو اپنی کتاب کا صفحہ ۳۱ درست کر لینا چاہیئے۔ (۱۰۱ الف)

(۲۰) جو بزرگ قربِ ولایت کی راہ پر ہیں ان کو فیض بالواسطہ ملتا ہے جو ابتدا سے یا بعد میں قربِ نبوت کی راہ پر ہیں۔ وہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے بلاواسطہ فیض لیتے ہیں اگرچہ وہ اقل قلیل ہوتے ہیں۔ جیسے صحابہ کرامؓ اور حضرت اولیائے کرام میں حضرت سیدنا جیلانیؒ، حضرت ابوالحسن شاذلیؒ، حضرت ابراہیم بتولیؒ، حضرت ابنِ عربیؒ وغیرہ۔ غائب یا بعد والے کا بلاواسطہ فیض لینا اویسیت بھی کہلاتا ہے اور بلاواسطہ فیض لینے میں جو درجہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا صحابہ کرام میں ہے وہی درجہ حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کا اولیائے کرام میں ہے۔ مولوی محمد احمد کو غلط فہمی ہے کہ بلاواسطہ فیض لینے والے سبھی برابر کا درجہ رکھتے ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

مقدمے کے آخر میں یہ وضاحت بھی ہو جانے کہ اگرچہ اس کتاب "افضلیتِ غوثِ اعظم" کے باب اول میں دلائل دیئے گئے ہیں اور باب دوم میں شبہات کا ازالہ کیا گیا ہے۔ تاہم اس کے برعکس بھی موجود ہے۔ نیز مقدمہ اور حوالہ جات و حواشی میں بھی بعض جگہ دلائل وازالہ شبہات موجود ہیں۔ بعض باتوں کا ذکر مختلف پہلوؤں سے دیکھتے ہوئے زیادہ بار ہوا ہے بھول چوک سے کوئی محفوظ نہیں ہوں اس لیے قارئین سے درخواست ہے کہ آگاہ فرما کر درستی اور رجوع کا ایک موقع ضرور فراہم کریں۔

طالبِ اصلاح :- الطاف حسین

باب اول

جمہور اہلِ سنت کی نظر میں سیدنا جیلانی رضی اللہ عنہ کا مقام

سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کو جمہور اولیائے کرامؒ نے پیرِ پیراں اور شیخ الکل مانا ہے۔ اُن کے بلند پایہ مقام کے آگے جمیع اولیائے عصر نے ظاہراً و باطناً سرِ تسلیم خم کر کے ان کی برتری کا اعلان کیا۔ تخصیص یا تنسیخ کا قول اجماعِ اولیائے عصر یا دلیلِ مافوق سے ہی کیا جا سکتا ہر سلسلے کے بزرگانِ دین اور وابستگان نے سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ سے عقیدت اور وابستگی کا اظہار کیا ہے۔

سو صف ہر شجرہ میں ہوتی ہے سلامی تیری ۔ شاخیں جھک جھک کے بجالاتی ہیں مجرا تیرا

وابستگانِ سلسلہ چشتیہ اور مقام سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ

● جس وقت سیدنا جیلانیؒ نے قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ (میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے) کے الفاظ فرمائے اس وقت سیدنا حاجی شریف زندنیؒ (م ۶۱۲ھ) کی عمر تقریباً ساٹھ سال تھی سیدنا عثمان ہرونیؒ (م ۶۱۷ھ) عمر تقریباً ۲۷ سال تھی سیدنا معین الدین اجمیریؒ کی عمر تقریباً ستّرہ تا اٹھارہ سال تھی۔ سیدنا قطب الدین بختیار کاکیؒ کی عمر ایک روایت کے مطابق تقریباً ۱۴ سال تھی یہ چاروں بزرگ سلسلہ عالیہ چشتیہ کے مادر زاد ولی اللہ ہیں۔ قَدَمِیْ کے الفاظ پر انکار کرنا اُن سے ثابت نہیں ہے۔ ادعی فعلیہ البیان اور السکوت فی معرض البیان بیان کے قاعدے کے تحت ایسے مواقع پہ خاموشی اعترافی بیان کا درجہ رکھتی ہے اس وقت کے تمام اولیائے کرام کا سرِ تسلیم خم کرنا ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ معاصرین میں سے بعض کی تخصیص کا دعویٰ قیاس پہ مبنی ہے اور یہ رجماً بالغیب ہے۔ لہٰذا اس وقت کے جمیع اولیائے کرام کی طرح ان چاروں بزرگوں نے بھی یقیناً سر جھکایا اور سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کی بزرگی کو تسلیم کیا۔ حضرت خواجہ غلام فرید چشتیؒ نے مقابیس المجالس کی جلد اوّل

کے مقبوس نمبر دس میں حضرت خواجہ عثمان ہرونی "کو قیا" اور حضرت حاجی شریف زندنی "کو تعینا" اصحاب رقبہ یعنی گردن جھکانے والے قرار دیا ہے۔

● سیدنا معین الدین اجمیری (۶۳۳ھ) سے سر تسلیم خم کرنا بعض لوگوں نے نقل بھی کیا ہے۔ (۲) ثبوت انفرادی کی اس روایت کو کمزور کہنے والے اس سے بھی کمزور روایت انکار کرنے کی پیش نہیں کر سکتے۔ انکارِ ثبوت آسان ہے مگر ثبوتِ انکار مشکل ہے۔ سیدنا معین الدین اجمیری نے سیدنا غوثِ اعظم عبد القادر جیلانی کی زیارت کی اور آپ سے استفادہ کیا۔ دو طرفہ استفادہ کا قول غلط ہے۔ (۳)

● سیدنا قطب الدین بختیار کاکی (۶۳۴ھ) سے آپ کی شان میں دو قصیدے بیان کیے جاتے ہیں۔ دونوں کا ایک ایک شعر ذیل میں درج ہے۔ (۵)

؎ خاک پائے تو بود روشنی اہل نظر ۔ دیدہ را بخش ضیا حضرت غوث الثقلین (۵ الف)

(آپ کے پاؤں کی خاک اہلِ بصیرت کیلئے روشنی ہے۔ اے حضرت غوث الثقلین میری آنکھ کو بھی روشنی بخشئے)

؎ ز بسم اللہ کنم آغازِ مدحِ شاہ جیلانی ۔ کہ بر قدش درست آمد لباسِ اعظم الشانی (۵ ب)

(بسم اللہ کے ساتھ شاہ جیلانی کی تعریف شروع کرتا ہوں۔ کہ جن کے قد پر سب سے زیادہ عظمتِ شان کا لباس ہی سجتا ہے)

● **سیدنا فرید الدین گنج شکرؒ (۵۶۹ھ ۔ ۶۵۹ھ)** سے منقول ہے کہ آپ نے سیدنا عبد القادر جیلانیؒ کے فرمانِ مبارک **قدمی ھذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ** کو تمام معاصرین اولیاء اللہ کی قسمت قرار دیا جیسا کہ مکتوبات شیخ عبد النبی شامی نقشبندی کے حوالے سے حکایتِ قدمِ غوث میں لکھا ہے۔ (۶) سیدنا آدم بنوری نقشبندی مجددیؒ کی نکات الاسرار کے حوالے سے یہ قول یوں منقول ہے۔ کہ ایک بار حضرت فرید الدین گنج شکرؒ کی مجلس میں ولیوں کی گردنوں پر غوث پاک کے قدم رکھنے کا ذکر ہوا۔ آپ نے فرمایا اگر میں اس زمانے میں ہوتا تو ضرور آپ کا قدم اپنی گردن پر رکھتا اور فخر سے کہتا کہ میری آنکھ کی پتلی پر۔ اس لیے کہ میرے شیخ معین الحق والدین ان مشائخ میں سے ہیں جنہوں نے آپکا قدم مبارک اپنے کندھے پر رکھا ہے (۷) ہمارے دوست معاصرت اور وقت کی قید کے لیے بابا صاحبؒ کا قول پیش کرتے ہیں۔ لیکن آن کا یہ حسرت بھرا بیان چھپا جاتے ہیں جو بجائے خود سیدنا جیلانیؒ کی بلند پایہ عظمت کے آگے سر تسلیم خم کرنے کے مترادف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بابا فریدؒ بعد ازاں جاکر سیدنا جیلانیؒ کے مزار سے فیض یاب ہوئے۔ (۷۔ الف)

● **سیدنا مخدوم علاء الدین علی احمد صابر کلیریؒ (م ۶۹۰ھ)** جو طریقت میں سیدنا معین الدین اجمیریؒ غریب نواز کے پڑپوتے ہیں۔ ان کے بارے میں ایک قول یہ بھی ہے کہ وہ نسب میں سیدنا عبد القادر جیلانیؒ کے پڑپوتے ہیں۔ صاحب استغراق تھے اور حالتِ استغراق میں بڑا عظیم کلام منظوم کہا۔ آپ کی نعتیہ غزل کا مشہور مطلع ہے۔

؎ امروز شاہِ شاہاں مہماں شدست ما را جبریل با ملائک دربان شدست ما را

(آج شہنشاہِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے مہمان بنے ہیں۔ اس لیے فرشتوں کے ہمراہ جبریل امینؑ ہمارے گھر کا دربان بنا ہے) حضرت مخدوم صابر۔

پیاؒ کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے سیّدنا عبدالقادر جیلانی کی شان میں ایک قصیدہ مدحیہ لکھا جس کا مقطع یہ ہے۔

؎ صابرِ بیچارہ بخاکِ کوئے تو سر بر نہادہ ام۔ زاں تو کہ ہست کوئے تو سامانِ عاشقاں (۸)

(صابر نے جناب کے کوچے کی مٹی پہ اپنا سر رکھ دیا ہے۔ کیونکہ آپ کا کوچہ ہی عاشقانِ خدا کا سب کچھ ہے)

حضرت مخدوم صابرؒ کا فرمان ہے کہ ہمارے خواجہ غریب نوازؒ نے حضور غوثِ اعظمؒ سے استفادہ کیا ہے۔ (۸۔الف)

● <u>حضرت نظام الدین محبوبِ الٰہیؒ (م ۷۲۵ھ)</u> کے ملفوظات فوائد الفواد کا پہلا سبق ہی جن مفاہیم پر مشتمل ہے ان میں یہ مفہوم بھی شامل ہے کہ سیّدنا عبدالقادر جیلانیؒ کا ادب نہ کرنے والا ولی اللہ نقصان اٹھاتا ہے (۹) نیز سیدنا محبوب الٰہیؒ کی روح نے سیّدنا عبدالقادر جیلانیؒ کی روحِ مبارک سے فیض حاصل کیا ہے (۱۰)۔ بلکہ حضرت جنید فریدی حصاریؒ کی کتاب اسرار السالکین کے حوالہ سے بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت نظام الدین محبوب الٰہیؒ نے حج و زیارتِ حرمین سے مشرف ہونے کے بعد بغداد شریف میں حاضری دی اور سیّدنا عبدالقادر جیلانیؒ کے سلسلے سے ظاہراً بھی مربوط ہوئے (۱۱) واضح رہے کہ حضرت نظام الدین محبوبِ الٰہیؒ نے طے ارض کی صورت میں حج فرمایا تھا (۱۲) سیدنا نظام الدین محبوب الٰہی سے منقول ہے کہ "آں قدم مبارک بے شائبہ تاجِ تارکِ من است"۔ یعنی وہ قدمِ مبارک میرے سر کا تاج ہے۔ ملاحظہ ہو لطائف الغرائب، انہار المفاخر، محبوب القلوب اور فوز المطالب۔ (۱۲۔الف)

● <u>حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلویؒ (م ۷۵۷ھ)</u> کے وہ ملفوظات جو حضرت خواجہ گیسو درازؒ نے جمع فرمائے بنام لطائف الغرائب (جو آجکل نایاب ہیں) ان کے حوالہ سے بعض سابق بزرگانِ دین نے نقل فرمایا کہ سیدنا عبدالقادر

کے فرمانِ مبارک قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہ

(میرا یہ قدم اللہ کے ہر ولی کی گردن پر ہے) کے وقت سیدنا معین الدینؒ

جوان تھے اور آپ نے سرِ تسلیم خم کرنے میں مبالغہ سے کام لیا تھا اور کہا تھا

عَلٰی رَاْسِیْ وَعَیْنِیْ (میرے سر اور آنکھوں پر)۔ اس موقع پر سیدنا جیلانیؒ

نے پیش گوئی فرمائی کہ وہ عنقریب صاحبِ ولایتِ ہندوستان ہوگا۔ (۱۲)

دوسرے الفاظ میں حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلویؒ نے خود کو بالواسطہ طور پر

سیدنا عبد القادر جیلانیؒ کے مقامِ بلند پایہ کے زیرِ سایہ تسلیم کیا۔ آپ نے

فرمایا کہ ”ہمارے تمام پیرانِ سلسلہ نے فرمانِ غوثیہ کے آگے سر جھکایا ہے

اور فقیر نصیر الدین یہ کہتا ہے کہ قدمِ غوثیہ میرے دل کی آنکھوں پر ہے (۱۳۔ الف)

● حضرت سید محمد گیسو درازؒ (م ۸۲۵ھ) کے سامنے قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ

وَلِیِّ اللّٰہ کا ذکر ہوا تو آپ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ یہ قول حضرت غوث الاعظمؒ

کے ہم عصر اولیائے کرام کے حق میں ہوگا اور اولیائے متقدمین اور متاخرین اس

سے مستثنیٰ ہوں گے۔ اس خطرہ کے دل میں آتے ہی اُن کی ولایت سلب ہوگئی

اور سارا جسم شل ہو کر پتھر بن گیا۔ اپنے قصور کی معافی طلب کی۔ سیدنا

غوث اعظم کے ننانوے اسمائے گرامی تصنیف کیے ان کا دائمی ورد اختیار کیا

حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ اور خواجہ نظام الدین اولیاءؒ نے عالمِ باطن میں

حضرت غوث اعظم کی خدمت میں سفارشی معروضہ پیش کیا تو پھر مقامِ رفتہ کی

بحالی ہوئی اور مزید نوازشات ہوئیں۔ (۱۴)

● حضرت سید محمد بن جعفر مکی (م ۸۹۱ھ) (خلیفہ حضرت چراغ دہلویؒ) نے سیدنا

عبد القادر جیلانیؒ کے مقامِ بلند پایہ کے آگے یوں سرِ تسلیم خم کیا ہے کہ آپ نے

اپنی کتاب بحر المعانی میں حضرت خضر علیہ السلام کی یہ روایت درج فرمائی ہے کہ

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی اور حضرت شیخ نظام الدین بدایونی مقامِ معشوقی میں

تھے۔ ان کی مثل کوئی دوسرا نہیں ہوا۔ باقی تمام حضرات نبی علیہ السلام اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طفیل مقامِ فردانیت میں تھے سلوک میں عمر نے اُن سے وفا نہ کی اور عالمِ بقا کی طرف رحلت کر گئے (۱۵)

● سلسلہ چشتیہ صابریہ کے ممتاز بزرگ شیخ عبدالقدوس گنگوہی (م ۹۴۴ھ) خود سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کے مقامِ بلند پایہ کے آگے سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے ان کے سلسلۂ طریقت سے براہِ راست وابستہ ہوئے اور خلافت پائی۔

● سلسلہ چشتیہ نظامیہ کے ممتاز بزرگ خواجہ جمال الدین حسن محمد نوریؒ (م ۹۸۳ھ) بھی سیدنا عبدالقادر جیلانی کے مقامِ بلند پایہ کے آگے سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے سلسلۂ قادریہ میں وابستہ ہوئے اور خلیفۂ مجاز بنے۔ اسی سلسلے میں پانچ واسطوں کے بعد حضرت قبلہ عالم نور محمد مہارویؒ فیض یاب ہوئے۔

● حضرت شیخ اللہ دیہ چشتی صابریؒ نے ۱۰۳۶ھ میں اپنی کتاب سیر الاقطاب لکھی، اس میں آپ نے لکھا ہے کہ "قدوۃ العارفین خواجہ معین الدین چشتیؒ و عمدۃ الاولیاء شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردیؒ قدس اللہ اسرارھما بملازمت آنحضرتؒ رسیدہ فیضِ باطن حاصل نمودہ اند" (۱۶) یعنی قدوۃ العارفین خواجہ معین الدین چشتیؒ اور عمدۃ الاولیاء شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ حضرت جیلانیؒ کی خدمت میں پہنچے ہیں اور ان سے باطنی فیض حاصل کیا ہے۔ اسی سیر الاقطاب میں حضرت خضر علیہ السلام کا قول درج ہے کہ "حق تعالیٰ کسے ولی را بمقامے نرسانید مگر آں کہ حضرت غوث اعظم را مقامے برتر داد ازاں و شربتِ محبت خود ہیچ کس را نہ چشانید مگر آں کہ شیخ را بہتر و خوشگوار تر ازاں عطا می فرمود" یعنی اللہ تعالیٰ نے کسی ولی کو کوئی مقام نہ دیا مگر یہ کہ حضرت غوث اعظم کو اس سے برتر مقام دیا اور کسی کو اپنی محبت کا شربت نہ پلایا مگر یہ کہ شیخ کو اس سے بہتر اور خوشگوار تر عطا فرمایا۔ اسی سیر الاقطاب میں ہے کہ "لا بمراتب

جمیع اولیاء اللہ اطلاع دارد و ہیچ کس را بر مرتبہ شیخ اطلاع نیست (۱۸)
یعنی آپ تمام اولیاء اللہ کے مراتب کو جانتے ہیں مگر کسی کو آپ کے مرتبہ
کا پتہ نہیں ہے۔ اسی سیر الاقطاب میں قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی
اللہ کی محفل کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "اولیائے متقدمین و متاخرین
کہ در انجا حاضر بودند" (۱۹) یعنی اولیائے متقدمین اور اولیائے متاخرین
(کی ارواح مبارکہ) بھی اس جگہ حاضر تھیں۔ اسی سیر الاقطاب میں ہے کہ حضرت
عیسٰی علیہ السلام نے ایک شخص کو کہا بغداد جاؤ اور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ
کے ہاتھ پر اسلام قبول کرو کیونکہ وہ بہترین اہل زمین ہے (۲۰) اسی
سیر الاقطاب میں ہے کہ سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا کہ انسانوں کے بھی
مشائخ ہیں اور جنوں کے بھی مشائخ ہیں اور میں شیخ الکل ہوں (۲۱) سیر
الاقطاب کی ان روایات کے برعکس اسی کتاب میں ایک حکایت بھی نقل
کی گئی ہے کہ سیدنا معین الدین اجمیریؒ نے سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ سے
کہا کہ اے حضرت اللہ تعالیٰ کی کوئی خاص بات فرمائیے۔ جس پر انھوں
نے بوقت خلوت سنانے کا فرمایا۔ اس پر سیدنا معین الدین اجمیریؒ کا جو
جواب نقل کیا گیا ہے وہ عقل و شرع دونوں کے خلاف ہے۔ ملاحظہ ہو
"گوشہ نشینی میں دو چیزیں مانع ہیں ایک یہ کہیں یہ بات میرے پیر
دستگیر کے سمع مبارک تک پہنچے اور از روئے غیرت آپکا خاطر شریف
آزردہ و رنجیدہ ہو اور باعث خرابیٔ حالت ہو۔ اس لیے کہ میں اپنے اعتقاد
میں کسی اور کا کمال اپنے پیر کے کمالات سے زیادہ نہیں جانتا اور نہ ہی
میں آپکی ذات بابرکات کو کسی سے کم سمجھتا ہوں اور اکمل الکملین روزگار شمار
کرتا ہوں۔" (۲۲) کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ اگر پیر کی اجازت سے حاضر ہوتے
تھے تو خلوت میں کوئی مانع نہ تھا اور اگر پیر کی اجازت کے بغیر آئے تھے تو محض

ملاقات وکلام بھی پیر کی غیرت طبع کو رنجیدہ کرنے کے لیے کافی ہے خلوت وعدم خلوت کا تفرقہ محض بے جا ہے۔ پھر اس عدم خلوت کو پیر کی افضلیت سے متعلق کرنا ایک بے ربط کلام ہے۔ جو سیّدنا غریب نوازؒ سے متصور نہیں ہوسکتا۔ پھر اس بدمزگی کے بعد بھی جیلان میں حجرہ تعمیر کرکے اعتکاف وچلہ کشی کرکے فیض لینا حیرت در حیرت ہے۔ یہ بات بھی اس بدمزگی کے افسانے کو غلط قرار دیتی ہے۔ رہا کسی اور کا کمال اپنے پیر کے کمالات سے زیادہ نہیں جانتا اور نہ ہی آپ کی ذاتِ بابرکات کو کسی سے کم سمجھتا ہوں یہاں "کسی اور" کا لفظ عام ہے تاہم از روئے قاعدہ یہاں مستثنیٰ ہیں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام صحابہ کرامؓ اور ائمہ اہل بیتؓ اور وہ بزرگ جن کی افضلیت پر اجماع اولیائے عصر یا دلیل مافوق موجود ہے ورنہ یہ غلبہ حال کا قول ہوگا۔ تحقیق یہ حکایت عقلاً ونقلاً غیر صحیح ہے۔ اسی طرح سیر الاقطاب کی وہ روایت بھی غلط ہے جس میں قدمی کی محفل کے ظاہری حاضرین میں شیخ حماد بن مسلمؒ اور شیخ یوسف بن ایوب ہمدانیؒ کو بھی حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ اور عمر بن مسعود بزازؒ کے شانہ بشانہ بٹھایا گیا ہے (۲۲) حالانکہ از روئے تاریخ یہ بات درست نہیں ہے کیونکہ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ اول الذکر دونوں حضرات کی وفات کے بعد پیدا ہوئے اور حضرت عمر بن بزازؒ حضرت حماد دباسؒ کی وفات کے بعد پیدا ہوئے اور حضرت شیخ یوسف ہمدانیؒ کی وفات کے وقت تین سال کے بچے تھے۔

● حضرت عبدالرحمٰن چشتی صابریؒ (ت ۱۰۹۴ھ) نے مرآۃ الاسرار ۱۰۶۵ھ میں مکمل فرمائی۔ اس میں فرماتے ہیں کہ "آپؓ مرتبہ غوثی اور قطبی اور فردانیت سے ترقی کرکے مقام محبوبیت تک گئے تھے اور اسی حال میں آپ نے فرمایا قدمی ھذہ علی رقبۃ کل اولیاء اللہ (میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر

ہے) اور تمام اولیاء اللہ نے اپنی گردن نیچی کر لی تھی۔ (۲۴) اسی محفل کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ملائکہ مقربین کی ایک جماعت کے ساتھ اولیائے متقدمین و متاخرین بھی حاضر تھے (۲۵)۔ اسی کتاب میں حضرت خضر علیہ السلام کا قول لکھتے ہیں کہ "حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور شیخ نظام الدین ابو نیؒ مقام معشوق میں تھے۔ ان کی مثل کوئی دوسرا نہیں ہوا"۔ (۲۶) اسی کتاب میں ہے کہ سیدنا معین الدین اجمیریؒ قصبہ جیال میں سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کے پاس حاضر ہوئے تھے۔ آپ پانچ ماہ اور سات دن ان کی صحبت میں رہے اور دونوں حضرات کے درمیان راز و نیاز کی مجالس گرم رہیں۔ (۲۷) اسی کتاب میں ہے کہ شیخ عبدالقادر قدس سرہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ جس طرح انسانوں کے مشائخ ہوتے ہیں ملائکہ اور جنات کے مشائخ بھی ہوتے ہیں اور میں سب کا شیخ ہوں۔ (۲۸)

● حضرت شیخ محمد اکرم براسوی چشتی صابریؒ نے کتاب اقتباس الانوار ۱۱۳۰ھ میں لکھی۔ اس میں حضرت عبدالرحمٰن صابری کی مرآۃ الاسرار کے مذکورہ پانچوں حوالے مذکور ہیں۔ (۲۹) مزید اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ "یہ بات سب کو معلوم ہے کہ حضرت غوث الاعظم کی ولایت تمام مشائخ کی ولایت سے بڑھ کر ہے اس وجہ سے آپ کو مرتبہ محبوبیت سے سرفراز تھے اور اگر کوئی اور ولی اللہ مقام محبوبیت تک پہنچے گا تو حضرت غوث الاعظم کے واسطہ سے پہنچے گا"۔ (۳۰) مزید یہ بھی لکھا ہے کہ "حضرت غوث الاعظم محبوبان اولین و آخرین کے سید الطائفہ اور امام تھے اور نسبت محبوبیت جو فنا فی الرسول کے مقتضیات میں سے ہے اصالتہً بالذات بلا واسطہ کمال فنا آپ کو حاصل تھی۔ باقی جو بزرگ اس نسبت کو پہنچے ہیں حضرت اقدس کے طفیل اس نعمت عظمیٰ تک پہنچے ہیں"۔ (۳۱) آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ جس کسی کو ولایت الٰہی فیضان ملا ہے یا ملے گا حضرت غوث الاعظم کے ذریعے ملے گا۔ خواہ پہلے

بات کا علم ہو یا نہ ہو۔ کسی ولی کو ولایت حضرت اقدس کے بغیر منظور و معتبر نہیں ہوتی۔ اور حق تعالیٰ نے حضرت اقدس کو وہ مقام عطا فرمایا ہے کہ تمام تصرفات کی باگ ڈور از قسم عزل و نصب وغیرہ آپ کے ہاتھ میں دے دی ہے جس کو آپ چاہتے ہیں ایک لمحہ میں ولایت پر پہنچا دیتے ہیں۔ جس کسی کو چاہتے ہیں ایک لمحہ میں ولایت سے معزول کر دیتے ہیں (۳۲) اسی کتاب میں سیدنا عبد القادر جیلانی" کے بارے میں لکھا گیا ہے کہ "آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ائمہ معصومین کے ساتھ کمال نسبت ظاہری و باطنی کی بنا پر تیرہواں امام کہا گیا ہے۔ اور بجا طور پہ آپ تیرہویں امام ہیں اور اس قابل ہیں کہ آپ کا ذکر خیر ائمہ معصومین کے زمرہ میں کئے جیسا کہ ادنی سے ادنی بصیرت رکھنے والوں پر بھی ظاہر ہے فہم من فہم اسمجھا جس نے سمجھا)"۔ (۳۳) اسی کتاب میں خلوت میں تعلیم اسرار کے قول پر ہونے والی بدمزگی کا ذکر کیا گیا ہے۔ (۳۴) اس کا متضاد قول تین دن اور تین رات کی گفتگو اور وظائف کا باہمی تبادلہ بھی ذکر کیا گیا ہے۔ (۳۵) ان دو متضاد اقوال کے ذکر کے بعد مصنف اقتباس الانوار یوں فیصلہ تحریر فرماتے ہیں کہ "اور دونوں حضرات کی ملاقات کا قصہ جو کتب معتبرہ اور ثقات سے ماخوذ ہے اور جس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے بلکہ آفتاب سے بھی زیادہ روشن ہے یہ ہے کہ حضرت خواجہ بزرگ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان اور شیخ حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ کے فرمان کے مطابق حضرت غوث الاعظم قدس سرہ کی خدمت میں پہنچے اور تربیت و فیوض حاصل کیے جیسا کہ مرید اپنے پیر صحبت سے اخذ فیض کرتا ہے۔ اس کے سوا جو کچھ اس بارے میں بیان کیا گیا ہے۔ غیر معتبر ہے۔ (۳۶)

● حضرت خواجہ کلیم اللہ جہان آبادیؒ (۱۱۴۳) نے سیدنا عبد القادر جیلانی "

کی عظمت و برتری کا یوں اعتراف فرمایا ہے کہ عملاً آپ نے اپنے بیٹوں کو سلسلہ قادریہ میں بیعت کرایا تھا۔ اور فرماتے تھے کہ سلسلہ چشتیہ بہشتیہ میں بڑی محنت کی ضرورت ہے اور حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا دامن بڑا فراخ ہے جس میں ہر شخص کے چھپنے کی گنجائش موجود ہے۔ (۳۷)

● حضرت خواجہ نظام الدین اورنگ آبادی چشتی نظامیؒ (م ۱۱۴۲ھ) اپنی تصنیف نظام القلوب میں سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کی بارگاہ بلند پایہ کے سامنے سر نیاز جھکاتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ سیدنا نظام الدین محبوب الٰہیؒ روحانی طور پر سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ سے فیض یاب ہوئے (۳۸)

● حضرت قبلہ عالم نور محمد مہاروی چشتی نظامیؒ (۱۱۴۲۔ ۱۲۰۵) کو سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ سے کتنی عقیدت تھی؟ اس کا اندازہ لگانے کیلئے آپ کے خلیفہ حضرت غلام حسن مجتبیؒ (م ۱۲۲۵ھ) کا بیان پڑھیئے کہ ایک شب حضرت قبلہ عالم نے مجھ سے پوچھا کہ "حافظ۔ کیا غوث الثقلین محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کی شان کی کچھ خبر ہے؟ میں نے عرض کیا کہ بندہ نواز جب تک حضور کی خدمت سے مشرف نہیں ہوا تھا اس وقت تک اس خدا کے محبوب کی شان کو کما حقہ جانتا تھا مگر اب اس درگاہ پاک سے عقیدہ میں کچھ قصور واقع ہو گیا ہے۔ حضورؒ نے فرمایا "عیاذاً باللہ! اس درگاہ عالی سے قصور کیا معنی؟" میں نے عرض کیا کہ حضور پہلے میں غوث الاعظم کی جناب کو عین نور خدا اور عین نور رسول سمجھتا تھا لیکن اب غوث الاعظم ہی سمجھتا ہوں" فرمایا "! اس ذات پاکؒ کو اسی نظر سے دیکھتے رہو جس نظر سے پہلے دیکھتے تھے" (۳۹)۔

● حضرت قبلہ عالم کے پیر بھائی حضرت شاہ نیاز احمد بریلوی چشتی نظامیؒ (م ۱۱۴۳۔ ۱۲۵۰) سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کے سامنے یوں سر نیاز جھکاتے ہیں۔ (۴۰)

ـــ نہ پائے پاک او فخر است دوش پاک بازاں را ۔ حیات تازہ بگرفت از و دین مسلمانی

(ان کے مبارک پاؤں اولیاء اللہ کے کندھوں کا فخر ہیں۔ ان کی برکت سے دین اسلام کو تازہ زندگی ملی ہے)

● حضرت قبلہ عالمؒ کے پیر بھائی نواب غازی الدینؒ نے ۱۱۹۱ھ میں مثنوی
فخریۃ النظام لکھی۔ اس مثنوی میں نعت کے بعد صحابہ کرامؓ اور اہل بیت عظا
کی منقبت ہے۔ پھر غوث پاک حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کی منقبت
ہے۔ بعد ازاں سلسلہ چشتیہ نظامیہ کے بعض اکابر کا ذکر ہے باقی سارا مثنو
حضرت مولانا فخر جہاںؒ دہلوی کی مدح پر مشتمل ہے۔ (۴۱) قبلہ عالمؒ اور ان کے
پیر بھائیوں کی نظر میں غوث اعظمؓ کا مقام بڑا واضح نظر آرہا ہے۔

● حضرت مولانا عبدالرحمن لکھنوی چشتی صابریؒ (۱۱۹۱ - ۱۲۴۵ھ) کے ملفو
انوار الرحمن لتنویر الجنان میں ہے کہ کسی شخص نے پوچھا کہ حضرت غوث الاعظ
کے قول قدمی علی رقبۃ کل ولی اللہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرتؓ تمام اولیائے
امت سے افضل ہوں حالانکہ چشتیہ قادریہ اور دوسرے خاندانوں میں
بھی غوث و قطب ہوں گے۔ حضرت مولانا نے کچھ تامل کے بعد جواب دیا
ہر ولی ایک نہ ایک نبی کے قدم پر ہوتا ہے اور حضرت شیخ پیغمبر آخر الزمان
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم پر ہیں ہرگاہ نبی آخر الزمان افضل انبیاء ہیں
حضرت محبوب سبحانی بھی تمام اولیاء سے بہتر ہیں۔ (۴۲)۔ اسی ملفوظ
میں ہے کہ کسی نے پوچھا کہ محبوبیت الٰہی کا ایک ہی مرتبہ ہے یا متفاوت
ارشاد ہوا کہ متفاوت۔ چنانچہ غوث الاعظم قدس سرہٗ از ابتدائے تولد
تھے۔ بخلاف اولیائے دیگر کہ جس نے یہ رتبہ پایا۔ اخیر میں پایا۔ (۴۳)

● حضرت قبلہ عالمؒ کے خلیفہ قاضی محمد عاقلؒ (۱۲۲۹ھ) کے انتقال پر آپ کے خلیفہ خواجہ
گل محمد احمد پوریؒ (۱۱۶۹ - ۱۲۴۳) نے تقریباً ۱۲۳۰ھ میں تکملہ سیر الاولیا
لکھا ہے جس میں سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خضر علیہ الس
کا قول درج کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ حضرت محبوب سبحانی قدس سرہٗ اور ح
معشوق الٰہی سلطان المشائخ رضی اللہ عنہما کو مقام معشوقی حاصل تھا۔ ا

آپ جیسا مقام کسی اور کو حاصل نہ تھا۔ سلوک میں اکثر کی عمر نے وفا نہ کی۔(۴۴)
قدمی کے قول کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ "ہاں یہ تحقیق ہے آپ اس کلام پر
مامور تھے" اس سے اوپر قدمی کی محفل کے حاضرین کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ
"اولیائے متقدمین و متاخرین بھی موجود تھے"۔(۴۵) اسی لیے آپ نے یہ شعر
بھی بیان فرمایا کہ ؎ بادشاہے کہ اولیاء اللہ - زیر پایش نہادہ جملہ رقاب
(یعنی سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ وہ بادشاہ ہیں کہ تمام اولیاء اللہ نے اپنی گردنوں
کو آپکے قدم کے نیچے رکھا ہے)۔(۴۶)

● حضرت خواجہ غلام فرید چشتی نظامیؒ (۱۲۶۱۔۱۳۱۹ھ) (۱۸۴۰۔۱۹۰۱ء) آپ
نے اپنی کتاب فوائد فریدیہ میں قدمی ہذا علی رقبۃ کل ولی اللہ کے قول کو شطحیات
میں سے شمار کیا ہے۔ یعنی اس قول کو مستی و سکر کا کلام قرار دیا۔(۴۷)
وجہ ولی کا معنی عرفِ عام کی بجائے حقیقی معنی مراد لینا ہے۔ حالانکہ یہ ظاہر بات ہے
ہر جگہ لفظ کا حقیقی معنی لینا درست نہیں ہوتا۔ یقیناً انبیاء کرام و صحابہ عظام اور
اہلِ بیت علیہم الصلوٰۃ والسلام اولیاء اللہ ہیں۔ لیکن عرفِ عام میں اولیاء اللہ
کے الفاظ مذکورہ حضرات سے کم مرتبہ حضرات کیلئے بولے جاتے ہیں۔ اور یہ ایک
ایسی کھلی ہوئی روشن بات ہے جس کا انکار کرنا ممکن نہیں ہے۔(۴۷) فوائد
فریدیہ غالباً ۱۸۹۶ء سے پہلے لکھی گئی تھی کیونکہ اس کتاب میں آپ نے فرقہ
احمدیہ مرزائیہ کا ذکر مردود دوزخی اعداء باطل فرقوں میں کیا ہے۔(۴۸) اور اسی
وجہ سے انجام آتھم مطبوعہ ۱۸۹۶ء میں مرزا غلام احمد قادیانی نے حضرت خواجہ
غلام فریدؒ کو اپنے مکذبین اور مکفرین میں سے شمار کیا ہے جمادی الاول ۱۳۱۸ھ
میں ملتان میں حضرت صدرالدین گیلانیؒ سے حضرت خواجہ غلام فریدؒ کا تبادلہ خیال ہوا
اس وقت خواجہ صاحب نے سکر و شطح کا قول کرنے کی بجائے یہ قول فرمایا کہ
"حضرت غوث اعظمؒ کے معاصر پیرانِ عظام اور مشائخ طریقت اس وقت

آپ کے ساتھ موجود اور ہم زمان تھے اس لیے ان کی گردنوں پر آپ کا قدم مبارک بالذات و بالاصالت آیا ہے۔ اور متاخرین پر بالتبع اور بالمعنی نہ کہ اصالۃً یا حقیقۃً "

(۴۹)۔ اولیائے متقدمین کے سلسلے میں خواجہ صاحب کو اعتراض تھا کہ صحابہ کرام، ائمہ اہل بیت اور مشائخ غوث اعظم بھی متقدمین میں سے ہیں۔ اور خواجہ کے مخاطب حضرات بھی صحابہ کرام اور ائمہ اہل بیت کو ان روئے عرف عام مستثنیٰ مانتے تھے۔ اصل اختلاف اتن مشائخ غوث اعظم پر تھا اور یہ حقیقت ہم آگے چل کر کھولیں گے۔ ملتان کی گفتگو کے بعد خواجہ غلام فرید تقریباً پونے دو سال اس دنیا میں قیام فرما رہے۔ مسعود حسن شہاب غلام اختر کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔ کہ "آخر عمر میں سلسلہ قادریہ کے اذکار اور مشاغل آپ پر غالب ہوگئے تھے۔ اور ان میں آپ کے اوقات بسر ہوتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ سلسلہ قادریہ آخر کار سب سلسلوں پر غالب آجاتا ہے۔" (۵۰)

مقابیس المجالس جلد چہارم کے مقبوس نمبر ۸۳ میں آپ نے فرمایا ہے کہ "حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کا کتنا بڑا مرتبہ ہے کہ آپ سے بلند کسی ولی کا مرتبہ نہیں۔" (۵۰۔ الف) اسی جلد کے مقبوس نمبر ۱ میں ہے کہ "غوثیت غوث جو متفق علیہ ہو سوائے غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کے سوا کسی اور ولی اللہ کو نصیب نہیں ہوتی۔" (۵۰۔ ب)۔ نیز اسی کتاب کی جلد اول کے مقبوس نمبر ۱ میں سیدنا جیلانی کا مامور من اللہ ہو کر قدمی کہنا بتلایا گیا ہے۔ (۵۰۔ ج)

● حضرت خواجہ محمد یار فریدیؒ (۱۳۰۰ - ۱۳۶۷ھ)(۱۸۸۱ - ۱۹۴۸ء) آپ نے دیوان محمدی میں حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی منقبت میں وہی نظریہ پیش کیا ہے جو حضرت خضر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اولیاء اللہ میں سے محبوبیت خاصہ صرف دو حضرات کی قسمت میں آئی ہے۔ ایک حضرت عبدالقادر جیلانیؒ اور دوسرے حضرت

نظام الدین اولیاؒ منقبت کا وہ شعر حاضرِ خدمت ہے

؎ چہ گویم مدحت اے شاہ نظام الدین حقانی ۔ کہ ہرگز نامدت ثانی مگر محبوب سبحانی (۵۱)

(میں آپ کی تعریف میں کیا کہوں ، اے حضرت شاہ نظام الدین حقانی کیونکہ آپکا آج تک کوئی ثانی نہ ہوا ۔ البتہ محبوب سبحانی حضرت عبدالقادر جیلانیؒ مستثنیٰ ہیں) ۔ اس منقبت کے بعد آپ نے سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کی مدحت لکھی ہے ۔ اس میں لکھتے ہیں

؎ سفارشِ مصطفےٰ داری ضیاءِ مرتضیٰ داری ۔ قدم بر اولیاء داری تو محی الدین جیلانی (۵۲)

(مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا خصوصی تذکرہ فرمایا ہے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ کو نورِ خاص عطا کیا ہے ۔ اور اے دین کو زندہ کرنے والے حضرت جیلانیؒ آپ ، کا قدم مبارک اولیاء پر ہے ۔) واضح رہے عرفِ عام میں اولیاء کا لفظ جمع کیلئے استعمال ہوتا ہے ۔ اور اسے اگر واحد کیلئے استعمال کیا جائے تو حضرت نظام الدین اولیاءؒ مراد ہوتے ہیں ظاہر ہے کہ اولیاء اور قدم بر اولیاء کے عمومی الفاظ فرقِ مراتب کی نشاندہی کرتے ہیں

؎ تو بر شاہان شہنشاہی کنی ہر چہ بخواہی ۔ تو بر عالم یداللّٰہی جہانداری جہانبانی (۵۳)

(آپ بادشاہوں کے اوپر بادشاہ ہیں جو چاہتے ہیں کرتے ہیں کائنات کے اوپر آپ اللہ کا ہاتھ ہیں جہان کے مالک و نگہبان ہیں ۔)

مولانا محمد یار فریدیؒ شیخ صنعان کا واقعہ بطورِ تلمیح ذکر کرتے ہیں جس نے سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کے مقام بلند پایہ کو سر جھکا کر سلامی نہ دی تھی اور زیرِ عتاب آیا تھا ۔

؎ عشق بدلیا وید خشم می آید گہے ۔ شیخ صنعان زیر زناّرے بود ۔ (۵۴)

(حضرت عشق جل جلالہٗ جب کبھی ناراض ہوتا ہے ۔ تو شیخ صنعان جلیا

ولی اللہ بھی ولایت سے محروم کر کے کافروں کے زیر اثر کر دیا جاتا ہے/ مولانا محمد یار فریدیؒ نے پہلے شعر میں اولیائے اولین و آخرین میں سے صرف حضرت محبوب الٰہیؒ اور محبوب سبحانیؒ کو برتر قرار دیا ہے۔ دوسرے اور تیسرے شعر میں صرف حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کو ہی سب اولیاء سے برتر تسلیم کیا ہے اور چوتھے شعر میں ان کی برتری کے ایک انکار کرنے والے شیخ کا ذکر عبرت ناک انداز میں بیان کیا ہے۔

● حضرت قبلہ عالمؒ کے خلیفہ حضرت حافظ جمال اللہ ملتانیؒ (۱۲۲۶ھ) نے سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کے مشہور اور دعوائے برتری پہ مبنی شعر وَكُلُّ وَلِيٍّ لَهٗ قَدَمٌ وَاِنِّي عَلٰى قَدَمِ النَّبِيِّ بَدْرِ الْكَمَالِ کا ذکر فرما کر اس کی شرح میں فرمایا کہ "ہر ولی اللہ کسی نہ کسی نبی کے نقشِ قدم پر چلتا ہے کوئی حضرت موسیٰ کے کوئی حضرت عیسیٰ کے کوئی حضرت یعقوب اور کوئی حضرت ایوب کے لیکن میں سید الانبیاء رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں پہ چل رہا ہوں" (۵۵)

● حضرت خواجہ عبید اللہ ملتانی چشتی نظامیؒ (۱۳۰۵ھ) تحریر فرماتے ہیں کہ "سلطان المشائخ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ فرمودہ اند۔ وَكُلُّ وَلِيٍّ لَهٗ قَدَمٌ وَاِنِّي عَلٰى قَدَمِ النَّبِيِّ بَدْرِ الْكَمَالِ پس ایں سخن را چناں معنی باید کرد کہ فضلِ ایشاں بر انبیاء و صحابہ و تابعین لازم نیاید۔" (۵۶) یعنی مشائخ کے سلطان حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے جو فرمایا ہے کہ ہر ولی کسی نہ کسی نبی کے قدم پر ہے اور میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک پہ ہوں جو آسمانِ کمال پہ بدرِ کامل ہے۔ تو اس کلام کا ایسا معنی کرنا چاہیے کہ سیدنا جیلانیؒ کی برتری انبیاء و صحابہ و تابعین علیہم الصلوٰۃ والسلام پہ لازم نہ آئے۔

انبیاء کرام صحابہ عظام اور تابعین کبار علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ماسوا پر سیدنا جیلانی کی برتری کا مفہوم بیان کرنا درست ہے۔)

● حضرت خواجہ امام بخش مہاروی چشتی نظامیؒ (۱۲۴۲ ـ ۱۳۰۰) نے مکتوبات میں تحریر فرمایا ہے کہ: مقام محبوبی تک بہت تھوڑے لوگوں کو رسائی نصیب ہوتی ہے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جمیع اولیاء اللہ سے صرف دو شخص مقام محبوبی تک رسائی حاصل کر گئے۔ ایک شیخ المسلمین محی الدین عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے شیخ المشائخ نظام الدین بدایونی محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ۔ سید محمد بن جعفر مکی حسینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن دریائے نیل میں حضرت خضر علیہ السلام میرے ساتھ کشتی میں سوار تھے۔ باتیں چل نکلیں تو انھوں نے فرمایا شیخ المسلمین شیخ محی الدین عبدالقادر محبوب سبحانی اور شیخ المشائخ نظام الدین بدایونی دونوں مقام محبوبی و معشوقی میں ہیں۔ اور فرمایا قسم بخدا نیلے گنبد والے آسمان کے نیچے ان دونوں جیسا اور کوئی شخص نہیں پیدا ہو سکا۔ ممکن ہے کوئی آجائے مگر امید نہیں کیونکہ مقام محبوبیت غیرت کا مقام ہے۔ (۵۷)

● حضرت قبلہ عالمؒ کے خلیفہ خواجہ غلام حسن مجتبیٰؒ (۱۲۵۰) کے خلیفہ خواجہ حافظ محمد اکرم کہروڑیؒ (۱۲۰۶ ـ ۱۲۶۷) تھے۔ اُن کا واقعہ درج ہے کہ ایک شخص کو مسجد میں غوث اعظم کی منقبت پڑھنے سے ایک مولوی نے روکا۔ خواجہ صاحب کے ایک مرید نے بھی مولوی کی تائید کی۔ خواجہ حافظ کہروڑیؒ نے اپنے مرید کو سمجھایا کہ "تمہارا پیر حضرت غوث الاعظم دستگیر سرکار کا ایک ادنیٰ غلام ہے اور میں ایک ہی نہیں سب ولی اللہ غوث قطب ابدال ابرار اس در کے غلام ہیں۔ مولوی صاحب کو مولوی پن مبارک ہو تو تو خواجگان کا غلام تھا۔ بے سمجھ تجھے کیا ہو گیا تھا۔" (۵۸) آپ نے اپنے

ایک مرید کو خط میں لکھا کہ " اے عزیز! ہم تم حضرت غوث الثقلین محبوب سبحانی قطب ربانی غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے ہاں کی صفت رکھنے والے پاؤں مبارک کے نیچے ہیں۔" (۵۹)

● حضرت قبلہ عالمؒ کے خلیفہ، شبیہ شاہِ جیلانؒ، غوثِ زمان پیر پٹھان حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ (۱۲۶۷۔۱۱۸۳) نے حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانیؓ کی شان بلند پایہ کے حضور یوں سر عقیدت خم فرمایا ہے کہ آپ کے سامنے کسی مرید نے یہ مصرعہ پڑھا کہ " بر شیراں شرف دارد سگِ درگاہِ جیلانی" (یعنی سیدنا جیلانی کی درگاہ کا کتا باہر کے شیروں پر فضیلت رکھتا ہے)۔ حضرت تونسوی رحمتہ اللہ علیہ ذوق و شوق سے فرمانے لگے کہ میاں! تم ایسا پڑھتے ہو لیکن ہم تو یہ اعتقاد رکھتے ہیں اور یوں پڑھا کرتے ہیں کہ " بر پیراں شرف دارد سگِ درگاہِ جیلانی" (یعنی سیدنا عبدالقادر جیلانیؓ کی درگاہ کا کتا پیروں پر فضیلت رکھتا ہے)۔ (۶۰)۔ قاضی برخوردار ملتانی چشتی نے یہ روایت غلام نبی خان صاحب سب انسپکٹر ضلع مظفر گڑھ سے ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۳۲ھ کو بموجودگی پیر صدرالدین گیلانیؒ سنی تھی۔ غلام نبی خان صاحب کے والد عبدالرحیم خان ترین سکنہ ڈیرہ اسماعیل خان حضرت خواجہ سلیمان تونسویؒ کی اس محفل میں موجود تھے۔ مولانا فیض احمد فیض مصنف مہر منیر نے اس روایت کی سند کو یوں بتائی ہے حضرت شیخ الجامعہؒ ۱۹۴۸ء نے حضرت خواجہ محمود تونسوی (۱۹۲۸ء) کی زبانی سید نجیب علی احمد پوری کے حوالے سے روایت تحریر کی ہے کہ حضرت خواجہ اللہ بخش رحمتہ اللہ علیہ (۱۹۰۱ء) نے ایک روز فرمایا کہ غوث زمان حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے (۶۱)

مولوی غلام حیدر صاحب نے آپ کے ملفوظات میں لکھا ہے کہ آپ نے

خواجہ خواجگان خواجہ اجمیریؒ کے بارے میں فرمایا کہ "ہم زمان حضرت پیر پیراں حضرت پیر عبدالقادر جیلانی اند حضرت خواجہ بزرگ بجانب زیارت ایشاں در بغداد نیز رفتہ اند و ملاقات کردہ اند"۔(۶۲) یعنی آپؒ حضرت پیر پیراں حضرت پیر عبدالقادر جیلانیؒ کے زمانے کے ہیں جن کی زیارت کیلئے حضرت خواجہ بزرگ (اجمیریؒ) بغداد میں بھی گئے اور ان سے ملاقات کی تھی

ایک شبہ کا ازالہ:-

اگر کوئی کہے کہ مناقب المحبوبین میں حاجی نجم الدینؒ صاحب نے ایسی کوئی بات نہیں لکھی بلکہ اس کے برعکس یہ لکھا ہے کہ حضرت تونسویؒ نے فرمایا تھا کہ "سلسلہ چشتیہ میں محبوب سبحانیؒ کی طرح بے شمار محبوب ہیں" (۶۳) تو اس کا جواب یہ ہے کہ حاجی نجم الدینؒ صاحب اگرچہ خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ کے آخری سترہ اٹھارہ سالوں میں ہر سال دو تین ماہ گزار جاتے تھے مگر ایں ہمہ باقی عرصہ کی تمام باتیں تو ان کو معلوم نہیں تھیں۔ انھوں نے ایک محدود وقت کے ملفوظات پیش کیے ہیں اس لیے ان کے ملفوظات میں ان باتوں کا نہ پایا جانا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ رہ گیا جملہ "سلسلہ چشتیہ میں محبوب سبحانی کی طرح کے بے شمار محبوب ہیں" تو بادی النظر میں یہ جملہ حضرت خضر علیہ السلام، صاحب بحرالمعانی صاحب اخبار الاخیار، صاحب مرآۃ الاسرار، صاحب اقتباس الانوار، صاحب تکملہ سیرالاولیاء، مکتوبات امام بخش مہاروی اور صاحب دیوان محمدی وغیرہ سے ٹکراؤ پیدا کر رہا ہے۔ کہ وہ محبوبیت کا دو محبوبوں میں حصر کر رہے ہیں ایک محبوب سبحانیؒ اور دوسرے محبوب الٰہیؒ۔ مگر یہاں "بے شمار محبوب" کا دعویٰ نظر آرہا ہے۔ اسی طرح تکملہ سیرالاولیاء میں خواجہ گل محمد احمد پوریؒ نے حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ کا فرمان نقل کیا ہے کہ "ہمارے خانوادے میں

مشائخ کرام مدت سے ایک محبوبِ الٰہی کی بشارت دیتے آئے ہیں"
(۶۴) ظاہر ہے کہاں ایک اور کہاں بے شمار، تاہم یہ ٹکراؤ بظاہر ہے
حقیقتاً نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ محبوبیتِ عامہ اور محبوبیتِ خاصہ میں
فرق ہوتا ہے بے شمار محبوبوں کا تعلق محبوبیتِ عامہ سے ہے اور محبوب
سبحانی" اور محبوبِ الٰہی" کی محبوبیت خاصہ ہے، اور عام محبوبوں کی مشابہت
خاص محبوب سے ہونا عقلاً و نقلاً درست ہے۔ مگر مشابہت سے مساوات
بھی لازم نہیں آتی چہ جائے کہ مشبّہ کی برتری کا قول کیا جائے۔ البتہ عام طور پر
مشبّہ بہ میں مشبّہ کی نسبت وجہ شبہ زیادہ قوی ہوتی ہے اِلَّا مَاشَآءَ اللہ
تشبیہ کے اس عمومی قاعدہ کی رو سے یہ عبارت بھی باقی تمام عبارات کے موافق
ہے۔ مناقب المحبوبین کی عبارت کا صحیح مفہوم یوں بنے گا کہ "سلسلہ چشتیہ
میں اللہ کے خاص محبوب محبوبِ سبحانی" سے مشابہت رکھنے والے بے شمار
عام محبوب ہیں"۔ اس طرح تمام عبارات ٹکراؤ سے محفوظ رہیں گی تفریق بین المسلمین
کے فتنے سے بھی مسلمان محفوظ رہیں گے۔

● حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی (۱۲۱۴-۱۳۰۰) نے سیدنا عبدالقادر
جیلانی" کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا "جب حضرت غوث الاعظم منبر پر چڑھ کر
وعظ کرتے تھے تین ہزار علماء معروف اور ولی کامل آپ کی مجلس میں موجود
ہوتے تھے۔ ایک دن آپ نے ارشاد فرمایا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا قدم میری گردن پر ہے اور میرا قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہے۔ اسی
وقت ایک مردِ کامل نے (پہل کر کے) چڑھ کر غوثِ اعظم" کا قدم اپنی گردن پر
لیا ہزار علماء اور اولیاء کے تسلیم کرنے (اگر دن جھکانے) کے بعد شیخ
صنعان کی مجرات انکار ثابت نہیں رہ سکتی"۔ (۶۵) یعنی شیخ صنعان نے
مجرات انکار تو کی مگر اس پر ثابت نہ رہ سکا شیخ صنعان کے انجام کے بارے

میں حضرت سیالوی ؒ نے فرمایا کہ "شیخ صنعان اپنے ایک مرید کی دعا سے ایمان لے کر مرا" (۶۶) ۔ یہ آخری الفاظ بتا رہے ہیں کہ سیدنا جیلانی ؓ کے مقام بلند پایہ کا منکر، جرأت انکار کرنے والا اپنے ایمان کو خطرے میں ڈالتا ہے

ایک شبہ کا ازالہ

اگر کوئی یہ کہے کہ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی ؒ نے بیعت ہوتے ہی یہ نتیجہ نکالا تھا کہ "شاید متقدمین بھی اس مرتبے کو نہ پہنچے ہوں جو خواجہ تونسوی ؒ کو ملا ہے" (۶۷) اسی طرح خواجہ شمس الدین سیالوی ؒ نے انکشاف فرمایا ہے کہ "حضرت غوث الاعظم ؓ چار دن مقام محبوبیت میں رہے اور خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی سترہ دن محبوبیت کے مقام میں رہے" (۶۸) اسی طرح حضرت سید غلام حیدر علی شاہ جلال پوری ؒ (خلیفہ حضرت خواجہ سیالوی ؒ) نے انکشاف فرمایا ہے کہ "حضرت غوث الاعظم ؓ کو جناب رب العزت سے ہر روز گیارہ بار محبوب کے خطاب سے پکارا جاتا تھا۔ اور حضرت محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء ؒ کو ہر روز درگاہ حق تعالیٰ سے سترہ بار محبوب کے لقب سے سرفراز کیا جاتا تھا" (۶۹) اسی طرح عقل بھی یہی کہتی ہے کہ محبوب الٰہی ؒ محبوب سبحانی ؓ سے افضل ہو کیونکہ الٰہ ذات ہے اور سبحان صفت ہے۔

جواباً عرض ہے کہ ان دونوں بزرگوں کا کشفی بیان بادی النظر میں جمہور اولیائے کرام کے خلاف نظر آتا ہے حالانکہ بڑے گروہ کے اتباع کا حکم ہے۔ اس لیے جب ہم غور و فکر کرتے ہیں تو تطبیق و توفیق آسانی سے میسر آجاتی ہے۔ چنانچہ پہلے بیان میں "شاید" کا لفظ بتلا رہا ہے کہ آپ نے بوقت بیعت انوار و تجلیات کا مشاہدہ کر کے بعد میں بطور قیاس یہ بات کہہ دی تھی اس میں شک کی آمیزش یہ بتلا رہی ہے کہ انہیں بظاہر یوں لگا۔ اگلے دو بیانات

اور قیاس میں چونکہ سیدنا نظام الدین اولیاءؒ اور سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کا بلاوجہ تقابل کیا گیا ہے۔ لہٰذا جب تک اور پہلوؤں سے بھی یہ تقابل بیان نہ کیا جائے گا تب تک کوئی نتیجہ اور وہ بھی جمہور اولیائے کرامؒ کے خلاف نتیجہ نکالنا درست نہیں ہو گا۔

اولاً سیدنا نظام الدین محبوب الٰہیؒ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح شادی نہیں کی۔ اس طرح ازواج و اولاد کی آزمائش سے محفوظ رہے جب کہ سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر رہتے ہوئے شادیاں کیں اور کثیر الاولاد ہوئے۔ یقیناً ہر سلسلے کا ہر ولی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پہ چل کر ولی بنتا ہے تاہم طبیعت و مزاج اور حالات کے لحاظ سے ہر ولی کسی نہ کسی نبی کے قدم پہ ہے۔ اور اس حوالے سے سیدنا نظام الدینؒ کی محبوبیت اور سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کی محبوبیت کی بنیادی نوعیت میں ہی فرق موجود ہے۔ جب کہ تقابل ایک ہی نوع کے دو افراد میں ہوتا ہے لہٰذا یہاں تقابل درست نہیں رہتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ۲۳ سالہ تبلیغ کا نوح علیہ السلام کی ۹۵۰ سالہ تبلیغ سے تقابل کریں تو اعداد اپنی اہمیت کھو بیٹھتے ہیں۔ اسی طرح قرآن پاک میں ۱۳ بار یاایھا النبی کا خطاب آیا ہے۔ تقریباً ۱۵ بار یاایھا الناس کا خطاب آیا ہے اور تقریباً ۹۰ بار یاایھا الذین امنوا کا خطاب آیا ہے۔ مگر فرقِ نوعیت موجود ہونے کی وجہ سے خطاب کی کثرت یا قلت سے برتری اور افضلیت ثابت کرنا درست نہیں رہتا۔

ثانیاً عرصۂ محبوبیت اور تعدادِ خطابِ محبوبیت کے حوالے سے سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کے بارے میں دوسرا موقف بھی موجود ہے اُسے نظر انداز کرنا اور یک طرفہ نتیجہ نکالنا درست نہ ہو گا۔ چنانچہ مولانا قاضی برخوردار

چشتی نے مولانا عبدالرحمٰن لکھنوی چشتیؒ سے نقل کیا ہے کہ "غوث الاعظم قدس سرہٗ از ابتدائے تولد محبوب تھے۔ بخلاف اولیاء دیگر کہ جس نے یہ رتبہ پایا اخیر میں پایا"۔ (۷۰)۔ اس قول کی روشنی میں سیدنا شمس الدین سیالویؒ سے منقول قول جس میں سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کی محبوبیت چار دن بتلائی گئی ہے تو اس قول میں چار دن کا لفظ مجازاً عمرِ مختصر کے معنی میں کیا گیا ہے۔ جیسا کہ شعر میں موجود ہے۔

؎ عمرِ دراز مانگ کر لائے تھے چار دن ۔ دو آرزو میں کٹ گئے دو انتظار میں

اور اگر محبوبیت خاصہ مراد لی جائے جو قطبیتِ حقیقی کی ہم معنی ہے تو وہ مقام محبوبیت بھی سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کو وصال سے چار روز پہلے نہیں ملا بلکہ بہت پہلے ملا ہے۔ مولانا عبدالرحمٰن چشتی صابریؒ مرآۃ الاسرار (۷۱) اور مولانا محمد اکرم براسوی چشتیؒ اقتباس الانوار میں تحریر فرماتے ہیں کہ سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ نے مقامِ محبوبیت میں پہنچ کر قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ اَوْلِیَاءِ اللّٰہِ (۷۲) واضح رہے کہ یہ کلماتِ مقدس آپ نے ۵۵۳ھ میں بیان فرمائے تھے۔ جیسا کہ ہم آگے چل کر ثابت کریں گے۔ گویا وفات سے چار دن پہلے نہیں بلکہ تقریباً نو سال پہلے آپ مقامِ محبوبیت خاصہ پر فائز ہوئے۔ اور چار دن کا قول تسامح پر مبنی ہے۔ البتہ سیدنا نظام الدین اولیاءؒ کی سترہ روز محبوبیت کے خلاف کوئی مستند دلیل نظر سے نہیں گزری۔ اسی طرح سیدنا جیلانی کیلئے ہر روز گیارہ بار اظہارِ صفتِ محبوبیت کا قول بھی محلِ نظر ہے۔ کیونکہ اس بارے میں اس کا قول زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ خطاب فرماتا ہے چنانچہ سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کا اپنا بیان اس سلسلہ میں یہ ہے کہ "مجھ سے دن اور رات میں ستر بار کہا جاتا ہے اَنَا اخْتَرْتُکَ وَلِتُصْنَعَ عَلٰی عَیْنِیْ میں

نے تجھے پسند کر لیا تاکہ تو پرورش پائے میری آنکھوں کے سامنے۔ (۷۳) لہٰذا گیارہ بار کا قول تناسخ پر مبنی ہے۔ البتہ سیدنا نظام الدین اولیاء کے لیے روزانہ ستر بار خطاب کے خلاف کوئی دلیل میری نظر سے نہیں گزری۔
ثالثاً ہندوستان کی روحانی حکومت اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ کو عطا فرمائی ہے۔ (۷۴) اسی لیے پاک پتن کے بابا فرید الدین گنج شکرؒ نے ایک شخص عبداللہ رومی سے فرمایا تھا کہ "اس جگہ سے اس موضع تک کہ اتنے کوس ہوتے اور وہاں ایک حوض ہے۔ میری حد ہے وہاں تک تم بخیریت پہنچ جاؤ گے۔ اور اس موضع سے لے کر ملتان تک شیخ بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ کے اختیار میں ہے" (۷۵) اسی طرح بابا فرید الدین گنج شکرؒ نے حضرت نظام الدین اولیاءؒ کو فرمایا کہ "نظام الدین ہندوستان کی ولایت میں کسی اور شخص کو دینا چاہتا تھا۔ لیکن تم میری طرف روانہ ہو چکے تھے اور ابھی راستہ میں ہی تھے کہ مجھے غیب سے آواز آئی کہ جلدی نہ کرنا نظام الدین آرہا ہے۔ یہ ولایت اسی کی ہے" (۷۶)۔ اسی طرح حضرت فخر جہاںؒ نے قبلہ عالم مہاروئیؒ سے فرمایا کہ "میاں نور محمد! اب تک ملتان بہاء الحق کی ولایت تھی۔ لیکن اب ملتان ہمارے حوالے کر دیا گیا ہے۔ لازم ہے کہ تم وہاں اپنا کوئی مرید بھیجو جو وہاں اپنا تصرف کرے" (۷۷) یہ سب حوالے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی روحانی حکومت برصغیر پاک و ہند میں ہی قائم ہے مگر سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کا ارشاد ہے کہ "میں تم سے پہلے یہ کہتا تھا کہ مجھ کو عراق سپرد کیا گیا ہے اور اب تمام زمین مشرق سے مغرب تک اس کے میدان اور آبادی جنگل اور سمندر نرم زمین اور پہاڑی زمین میرے سپرد کی گئی ہے" (۷۸) ظاہر کہ تمام روئے

زمین کل ہے اور برِصغیر پاک و ہند اس کل کا ایک جز ہے اور یہ بات بھی
اظہر من الشمس ہے۔ کہ کل کا حاکم جز کے حاکم کا بھی حاکم ہے۔ اور جز کا حاکم کل
کے حاکم کے سامنے رعایا کا درجہ رکھتا ہے۔ (الآن حصحص الحق (اب
حق کھل کر سامنے آگیا۔) کہاں ولایت بر قدم عیسیٰ علیہ السلام کہاں ولایت
بر قدم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کہاں ولایت عامہ (بر قدم عیسیٰ علیہ السلام)
پر چلنے والی محبوبیتِ خاصہ اور کہاں ولایت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر چلنے والی
محبوبیتِ خاصہ۔ کہاں سترہ دن کہاں نو سال۔ کہاں سترہ بار خطاب کہاں
ستر بار خطاب کہاں ولایتِ جز۔ کہاں ولایت کل۔ کہاں رعایا کہاں حاکم کہاں
اولیاء کہاں قدم بر اولیاء۔ نہ تقابل کی ضرورت ہے نہ گنجائش۔ تاہم کسی
کا محبتِ شیخ سے مغلوب ہو کر تقابل کر جانا اور بات ہے اور مغلوب الحال
معذور ہوتا ہے۔ اور قول وہی ثابت ہے جو جمہور اولیائے کرام کا ہے۔
رہ گیا محبوب سبحانی اور محبوب الٰہی کی تراکیب سے تقابلی قیاس تو اس کا پہلا
جواب تو یہ ہے۔ کہ سبحانی ہم قافیہ جیلانی ہے اور الٰہی ہم قافیہ دہلوی ہے۔
ہم قافیہ الفاظ سے ممدوح کے القاب بیان کرنا فصحاء کا معمول ہے۔ اس لیے
یہ شہرت پانے کے بعد نام کا حصہ بن جاتے ہیں۔ اخبار الاخیار میں
حضرت نظام الدین اولیاء کو بھی محبوب سبحانی لکھا گیا ہے جب کہ سیدنا
عبد القادر جیلانی" کے لیے فرد احباب یا محبوب سبحانی کے لفظ لکھے گئے
ہیں۔ ثانیاً یہ بات یاد رہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صفتِ الوہیت
کا مظہرِ غالب تھے اسی لیے بعض لوگوں نے ان کو اللہ ماننا شروع کر دیا
جب کہ محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاص قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ
کے قربِ محبوبانہ میں بھی اللہ تعالیٰ کی صفتِ سبحان کا مظہر غالب تھے۔
جو کلمہِ تنزیہہ ہے اور تعجب و حیرانی کے وقت بولا جاتا ہے یعنی قرب

کی وہ انتہا کہ تعجب وحیرت کا باعث ہو اُس کا اظہار کلمۂ تنزیہہ لفظ سُبحان سے بیان کیا جاتا ہے۔ اس قدر قرب کے باوجود تنزیہہ یہ ہے کہ آپ کی امت شرک جلی سے محفوظ رہے گی (۷۹) ولایتِ عامہ (بر قدم عیسٰے علیہ السلام) کی راہ سے ملنے والی محبوبیتِ خاصہ کیلئے محبوبیتِ الٰہیہ لقب موزوں ہے۔ اور ولایتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ملنے والی محبوبیتِ خاصہ کیلئے محبوبیتِ سبحانیہ ہی لقب موزوں ہے۔ اور ساتھ ساتھ یہ بھی یاد رہے کہ سیدنا جیلانی کی روحِ مبارک نے سُبۡحَانَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ کا فیضان سواری بن کر حاصل کیا تھا۔ اس لیے بھی محبوب سبحانی کا لقب ان کے لیے زیادہ مناسب تھا

● حضرت سیالوئ کے خلیفۂ خاص مولانا غلام قادر صاحب بھیروی (۱۲۶۵ھ۔۱۳۲۷ھ)/(۱۸۴۹ - ۱۹۰۹) جنہیں مولانا غلام دستگیر نامی کے بقول لاہور کا قطب سمجھا جاتا تھا۔ انہوں نے سیدنا عبدالقادر جیلانی کی منقبت میں ایک کتاب لکھی جس کا نام نور ربانی فی مدح المحبوب السبحانی ہے اس میں آپ لکھتے ہیں کہ "صاف واضح ہو گیا کہ حضرت کا فرمانا قَدَمِیۡ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ نسبت کل اولیاء کے ہے خواہ زندہ تھے اس وقت یا مردہ" (۸۰) اسی کتاب میں ہے کہ "مطیع اُن کے اقطاب اغواث کل ہیں۔ سیادت ہے کلی مکیں اور مکاں کی"(۸۱) اسی کتاب میں لکھا ہے کہ "حضرت سلطان شیخ سید محی الدین عبدالقادر جیلانی کے مناقب جلیلہ و مناصب جمیلہ اقطاب و اغواث کے ادراک و فہم سے فوق ہیں۔ فہم و وہم مگس طینانِ عوام کا اوجِ پرانِ شہبازِ لامکاں کی طرف راہ نہیں پا سکتا"(۸۲) اسی کتاب میں کور بینوں

کا علاج ان الفاظ سے کیا گیا ہے کہ " یہ کوئی خیال نہ فرمائے کہ مدح حضرت غوث پاک کی موجب توہین باقی اولیاء اللہ ہوئے۔ معاذ اللہ استغفر اللہ، یہ نیاز مند کل اولیاء اللہ کا ہے ..... ایک کی تفضیل سے تحقیر دوسرے کی لازم نہیں آتی "۔ (۹۳)

● حضرت سیالویؒ کے خلیفہ مشہور سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑویؒ (۱۲۷۵ھ ۔ ۱۳۵۶ھ) (۱۸۵۹ء ۔ ۱۹۳۷ء) نے ۱۸ صفر ۱۳۳۱ھ کو اپنی تقریظ "انوارِ قادریہ" کے مصنف کو ارسال فرمائی جو کہ مہرِ چشتیہ اور فتاویٰ مہریہ وغیرہ میں مکمل نقل شدہ ہے۔ قاضی برخوردار چشتی "عشق" جلبرس نے اپنی کتاب غوثِ اعظم ۱۳۳۲ھ میں لکھی۔ اس کتاب میں قاضی صاحب نے بھی سیدنا مہر علی شاہ صاحبؒ کے اس تقریظ نما فتویٰ کا حوالہ دیا ہے۔ (۹۴) اس تقریظ میں چار دلائل سے ثابت کیا ہے کہ قدمی کا فرمان شطحیات سے نہیں ہے بلکہ صحو و استقامت و تمکین میں مامور ہونے سے تعلق رکھتا ہے پہلی دلیل میں سیدنا معین الدین اجمیریؒ کا سرِ تسلیم خم کرنا بھی ذکر کیا، اس کے بعد محبوب سبحانیؓ کی محبوب الٰہیؒ پر برتری کو ثابت کیا ہے اور لفظ اولیاء پر بھی بحث کی ہے۔ تفصیل کیلئے مہرِ منیر وغیرہ کو ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ (۹۵) ترمیم و اضافے سے پہلے کی رف تحریر کو نمونۂ تحریر کے طور پہ مہرِ منیر میں پیش کیا گیا ہے اس کو فتوے کے معاوضہ میں پیش کرنا بے سود ہے کیونکہ اس مختصر میں اس مفصل فتوے کے خلاف ایک لفظ بھی موجود نہیں ہے۔

● شاہ محمد حسن چشتی صابری رامپوریؒ نے ۱۳۰۰ھ میں "حقیقت گلزار صابری" لکھی (اس کتاب کے حوالے مولانا محمد احمد صاحب بطور سند پیش کرتے ہیں)۔ اس کتاب میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ " ہر ایک شیخِ وقت اپنے اپنے زمانہ میں پابند اس امر کا

ہو گا کہ جب تک طالب کی گردن پر قدم غوث پاک قطب عالم کا اور مہر مخدوم علی احمد صابرؒ کی خلافت نامہ ولایت پر عالم جبروت میں معائنہ اور مشاہدہ نہیں کرے گا کسی طالب صاحب مجاز مرفوع الا جازت اولوالعزم والمرتبہ شہنشاہ ولایت کو خلافت نامہ امامت کا عطا نہیں کیا کرے گا۔ اور طالب خلافت نامہ امامت کا پائے ہوئے کو جب مقام فنافی الرسول کا تام و کمال کو پہنچے خود بھی قدم غوث پاک قطب عالم کا گردن پر مہر مخدوم علی احمد صابرؒ کی خلافت نامہ امامت عالم جبروت میں معائنہ اور مشاہدہ کرے گا اور شیخ وقت بعد اس کا بدون معائنہ اور مشاہدہ ان دونوں امر کے دیگر چند قسم کی خلافتوں میں سے طالب کو اپنے سلسلہ میں صاحب مجاز کرنے کا مختار ہو گا۔ (۸۶)۔

● خواجہ حسن نظامی (۱۹۵۵ء) مصنف نظامی بنسری جن پر مولانا محمد احمد صاحب اعتماد کرتے ہیں۔ وہ اپنی کتاب "گیارہویں نامہ" میں تحریر کرتے ہیں کہ "تمام دنیا میں جو محبت اور جو لگاؤ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے ساتھ لوگوں کو ہے اور جو عام تصرفات اُن کے پائے جاتے ہیں اور جیسی عالم گیر نسبت اس جناب عالی مقام کی ہے وہ خود ایک ایسی دلیل برتری اور بزرگی کی ہے۔ جس کے سامنے کسی اور علمی دلیل کی حاجت نہیں" (۸۷)

● علامہ قاضی برخوردار ملتانی چشتی "محشی نبراس" جن پر مولانا محمد احمد صاحب اعتماد کرتے ہیں۔ انہوں نے ۱۳۳۳ھ (۱۹۱۵ء) میں کتاب "غوث اعظم" لکھی۔ اس کتاب میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا جیلانیؒ کے والد ماجد کو روحانی طور پر فرمایا کہ "خدا تعالیٰ نے تمہیں ایسا فرزند صالح عطا فرمایا ہے۔ کہ جو میرا اور خلاقِ عالم کا محبوب ہے۔ اولیاء اللہ میں اس کا شان ویسے ارفع ہو گا۔ جیسے میرا شان رسل و انبیاء میں ہے" (۸۸) اسی کتاب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا روحانی فرمان موجود ہے جو سیدنا

جیلانیؒ سے فرمایا گیا کہ "میرا قدم تیری گردن پر ہوا۔ اور تیرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہوگا" (۸۹) قَدَمِیْ هٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ کے بارے میں لکھا کہ "آپ کے اس فرمودہ پر تمام اولیاء کا اتفاق ہے۔ کہ آپ نے ایسا فرمایا اور یہ امر متواتر کے حکم میں ہے اور کتب قوم مملو ہیں اور منکر نہیں۔ کہ غوث صمدانی نے قَدَمِیْ هٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ فرمایا" (۹۰)۔ انبیاء کرام۔ صحابہ اور ائمہ اہل بیت علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مستثنٰے بتاتے ہوئے لکھا کہ "کلام موافق عرف کے ہوتی ہے۔ انبیاء، اہل بیت صحابہ کو عرف میں ولی نہیں کہا جاتا۔ گو سردار الاولیاء ہوں۔ فاندفع ما قال" (۹۱) اسی طرح قَدَمِیْ کو سُکر یہ کلام یا شطح ماننے والوں کا رد کرتے ہوئے لکھا کہ "تمام اولیاء کرام و علماء محققین متفق الکلمہ ہیں کہ یہ فرمودہ غوث صمدانی کا بامرِ الٰہی تھا۔ ورنہ کیوں نہ تعمیل کی جاتی" (۹۲)

اسی کتاب میں حضرت نظام الدین محبوب الٰہیؒ اور حضرت عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانیؒ کی محبوبیت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "ہر دو بزرگواران کی محبوبیت میں تو کلام نہیں۔ بے ریب وہ محبوب سبحانی ہیں اور یہ محبوب الٰہی۔ محبوبیت مشترک ہے۔ کل مشائخ کا مسئلہ پیش نظر ہو۔ حضرت سلطان نصیر الدین محمودؒ سے منقول ہے کہ خواجہ محبوب الٰہی غوث الثقلین محبوب سبحانیؒ سے مستفید تھے اور فیض یافتہ ہیں چنانچہ نظام القلوب میں ذکر اللہ معی۔ اللہ شاهدی، اللہ ناظری۔ اللہ حاضری مع تصور ان اللہ بکل شیءٍ محیط۔ کی نسبت لکھتے ہیں "حضرت محبوب الٰہیؒ ایں تصور حضور غوث الثقلین جیلانیؒ در عمل متعلقین فرمودہ بود ذکر حال در چشت وسلسلہ ما ورد معمول ہست" (۹۳)۔ اسی کتاب میں لکھا ہے کہ غوث الاعظم سے مراد کتب قوم میں سید عبدالقادر جیلانیؒ ہوتے ہیں یہ بھی معلوم ہوگا کہ غوث اعظم

سے مراد فقہ میں امام ابو حنیفہ ہوتے ہیں۔ بعض معاصرین کم علم دوسروں پر بھی غوث الاعظم کا اطلاق کرتے ہیں۔ یہ انکی خیانت ہے۔" (۹۴) اسی کتاب میں لکھا ہے کہ "یہ مانی ہوئی بات ہے کہ غوث صمدانی محی الدین عبدالقادر جیلانی" کا کوئی ثانی نہیں ہو سکتا۔" (۹۵)

● مولانا شاہ سلیمان پھلواروی چشتی" (۱۲۷۶ - ۱۳۵۴) کا فرمان ملاحظہ ہو کہ "اے عزیزانم اس زمانے تک کی سیر و تواریخ اولیاء پڑھ جاؤ تو دیکھو گے کہ کتنے طریقے پیدا ہوئے۔ پھر ان کا زور و شور ہوا مگر ظاہر میں اب اس کا اثر مسدود ہو گیا۔ خلاف ہمارے طریقہ شیخ عبدالقادر" کے کہ وہ تمام طرق اولیاء میں سما گیا اور ہر طریقے میں اس کی زندگی اور ہر شجر میں اس کی تازگی ہے۔ ہندوستان کے موجودہ طرق و سلاسل کو ہی دیکھ لو۔ کوئی طریقہ اس کی آمیزش سے خالی نہیں۔ وَالحَمدُ لِلّٰہِ عَلیٰ ذالک۔" (۹۶) حضرت پھلواروی نے خلاف جمہور اقوال کا ذکر یوں کیا ہے کہ "یہ (شیخ محمد حنفی شاذلی) حضرت غوث الثقلین" سے حضرت (ابوالحسن شاذلی") کا درجہ زیادہ جانتے ہیں۔ اور اسی پر کفایت نہیں بلکہ فرماتے ہیں کہ اس وقت اگر شیخ عبدالقادر" ہوتے تو میرا ادب کرتے۔ یہ اقوال بلا تردید امام شعرانی" نے طبقات کبریٰ میں نقل کیے ہیں اور مع ہذا مقامات اولیاء میں ہم لوگوں کو دخل نہ دینا چاہیے البتہ جمہور کے خلاف کسی بزرگ کا کوئی مکشوف ہو۔ تو واجب التاویل ہے مگر اس (بزرگ) کی عظمت و جلالت میں کوئی فرق نہیں۔" (۹۷) مولوی محمد احمد نے یہ خط نقل کیا ہے مگر یہ فیصلہ کن الفاظ نقل کرنے سے گریز کیا ہے۔

● حضرت امیر احمد امیر مینائی نظامی" (۱۲۴۴ - ۱۳۱۸) (۱۸۲۹ - ۱۹۰۰) نے سیدنا عبدالقادر جیلانی" کے حضور جبین عقیدت یوں خم کی ہے کہ:

؎ دریائے بے کنارِ ولایت میں آسماں ۔ مثلِ صدف ہے، اس میں گہر غوثِ پاکؓ ہیں
؎ ہے کون جو مطیع نہیں دل سے آپ کا ۔ فرماں روائے جن و بشر غوثِ پاکؓ ہیں (۹۸)

● حضرت سید محمد خلیل کاظمی محدث امروہوی چشتی صابریؒ (۱۳۱۴ - ۱۴۹۰) نے سیدنا عبدالقادر جیلانیؓ کی شان یوں بیان فرمائی ہے کہ:

؎ درخشاں آفتاب قادریت ۔ ولایت میں ہو تم سلطان یا غوثؓ
؎ کرم ہے آپ کا جب اولیا پر ۔ نہ ہو عاصی پہ کیوں احسان یا غوثؓ
؎ بشکلِ بحرِ رحمت دو جہاں میں ۔ رواں ہے آپ کا فیضان یا غوثؓ (۹۹)

● پندرھویں صدی کے مجدد، امام اہلِ سنت غزالیِ زماں سید سی وسندی علامہ سید احمد سعید کاظمی محدث امروہوی ملتانی چشتی صابریؒ (۱۹۱۳ء/۱۳۳۱ھ) (۱۹۸۶ء/۱۴۰۶ھ) نے گیارہویں شریف کی ایک محفل میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ: "غوث پاکؓ کی روحانیت کے ساتھ ہم کو اس لیے عقیدت ہے کہ وہ تمام اولیاء اللہ کے سردار ہیں، اور ظاہر ہے کہ جو اولیاء اللہ کا سردار ہوگا۔ وہ بہت بڑا ولی ہوگا" (۱۰۰) اسی طرح ایک اور خطاب میں آپ نے فرمایا: "حضور غوث پاکؓ نہ صرف اللہ کے ولی ہیں بلکہ اولیاء کے سردار ہیں" (۱۰۱) آپ نے دیوبندیوں کے ایک اعتراض کا جواب دیتے ہوئے اہل سنت کے نظریے کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا کہ "حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کمالاتِ ولایت کے اس بلند مقام پہ پہنچے جس کے بعد رسالت کا آغاز ہوتا ہے" (۱۰۲) اسی طرح آپ نے ۱۲ اگست ۱۹۸۲ء کو بہاولپور سے اپنے شریف کے جناب حق نواز قمر صاحب، جو آج کل بہاولپور میں ایڈووکیٹ ہیں۔ کو تحریر فرمایا کہ "جو شخص حضور سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدمِ پاک کے گردنِ اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین پہ ہونے کی نفی کرتا ہے بلکہ یہ

بات سن کر "معاذ اللہ" کہتا ہے۔ بے شک اس سے ہمارا قلب متنفر ہے لیکن چونکہ یہ مسئلہ محض ایک کشف سے متعلق ہے۔ بنصوص سے نہیں اس لیے ہم اس کے منکر اور نافی پر کوئی حکم شرعی فتوے کی حیثیت سے نہیں لگا سکتے۔ اور بس۔" (۱۰۳) آپ نے حاضر ناظر کے مسئلے پر اپنی مشہور کتاب تسکین الخواطر فی مسئلۃ الحاضر والناظر لکھی جس کا دوسرا نام الھدیۃ الرضیۃ للحضرۃ الغوثیۃ ہے۔ اس کے شروع میں آپ نے لکھا ہے کہ "اس ناچیز تالیف کو سیدنا غوث الاعظم حضور سید محی الدین عبدالقادر جیلانی الحسنی الحسینی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کی بارگاہِ عظمت پناہ میں پیش کرنے کا شرف حاصل کرتا ہوں جن کی روحانی امداد و اعانت سے مجھ جیسے ہیچ مدان کو اس کی ترتیب وتدوین کی توفیق حاصل ہوئی۔

؎ شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا ۔ سگ درگاہِ جیلانی فقیر احمد سعید کاظمی غفرلہٗ"

(۱۰۴)۔ ابھی یہ کتاب طبع نہیں ہوئی تھی کہ جواباً سیدنا غوث اعظمؓ نے آپ کو ضیغم اسلام (اسلام کا شیر) قرار دیا۔ اور مفتی احمد یار صاحب نعیمیؒ جیسی ہستی کو ہر مشکل میں آپ کی طرف رجوع کرنے کا حکم بھی ارشاد فرمایا۔ (۱۰۵)۔ ہیچ فرمایا شاہ سلیمان تونسویؒ نے کہ۔

؎ بر سر ہر سراں شرف دارد سگِ درگاہِ جیلانیؒ

● حضرت میاں علی محمد خان چشتی نظامی فخریؒ (۱۲۹۹ھ - ۱۳۹۵ھ) (۱۸۸۱ء - ۱۹۷۵ء) سجادہ نشین بستی شریف کی زندگی میں ہی شیخ سردار محمد صاحب نے "زیارت مقاماتِ مقدسہ" کے نام سے ایک کتاب شائع کی جس میں انہوں نے حضرت میاں صاحبؒ کا معمول لکھا کہ "نماز مغرب کے بعد حضرت قبلہ میاں صاحب بھی غوث پاکؓ اور خواجہ غریب نوازؒ کے اسمائے مبارک بطور وظیفہ پڑھتے رہیں۔" (۱۰۶) چشتی نظامی بزرگ پہلے غوث پاکؓ

کا نام ورد زبان بنا رہا ہے اس پر تبصرے کی ضرورت نہیں ہے ۔

● حضرت میاں صاحبؒ بستی شریف کے مرید سرمایۂ اہل سنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری چشتی نظامی مدظلہ کا نام نامی محتاج تعارف و توثیق نہیں ہے۔ انہوں نے مقدمہ شرح قصیدہ غوثیہ میں قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ کے بارے میں لکھا ہے کہ "اس الہامی کلام کی تمام اولیائے وقت نے پرزور تائید فرمائی۔ اور اکثر علماء اولیائے امت نے اس امر پر اتفاق کیا کہ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ حضرات صحابہ کرام اور ائمہ اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے سوا سب زمانوں کے اولیاء کرام کے سردار ہیں معاصرین اولین و آخرین سب کے سب آپ سے فیض یافتہ ہیں اور آپ ہی کے تابع ہیں"۔ (۱۰۷) انہوں نے اپنے اس موقف کو کئی بزرگوں کے حوالوں سے مدلل کر کے کئی صفحات پر پھیلایا ہے۔ تفصیل کا خواہشمند اصل کی جانب رجوع کرے۔ اسی طرح حکیم محمد موسیٰ صاحب نے دیباچہ مکتوبات مجدد الف ثانیؒ ۱۳۹۰ھ کو لکھا۔ اس میں بھی اس موضوع کا اجمالاً ذکر کیا ہے۔ (۱۰۸)۔

● حضرت میاں صاحبؒ بستی شریف کے مرید خاص شاعر اہل سنت حضرت سکندر لکھنوی سیدنا عبدالقادر جیلانی کی شان میں یوں نغمہ سرا ہوئے

" رسالت کے سرتاج سلطانِ طیبہ ﷺ ۔ ولایت کی روحِ رواں غوث اعظمؒ (۱۰۹)

" ولی ان سے پاتے ہیں لو ہدایت ۔ ہیں غوثوں کے بھی رہنما غوث اعظمؒ (۱۱۰)

" نوازا ہے تمہیں خالق نے اپنے فضل سے ایسا ۔ دنیا میں کوئی ہمسر نہ غوثوں میں کوئی ثانی (۱۱۱)

" وہ رہبر ہیں سارے ولیوں کے افسر ہیں تمامی غوثوں کے

وہ گیارہ ربیع الثانی کو سرکار ہمارے آئے ہیں (۱۱۲)

؎ خدا نے عطا کی ہے ان کو یہ عظمت نبی جی نے یہ انعام انکو دیا ہے
قدم پشت پر ان کی محبوب حق کے ولی سارے زیر قدم غوث اعظمؒ (۱۱۳)
؎ ان کی گردن پہ ہیں مصطفےٰ کے قدم۔ سارے ولیوں کی گردن پہ ان کے قدم
جملہ ولیوں میں جو مثل مہتاب ہیں شمع فاراں کی وہ ضیاء آ گئے۔ (۱۱۴)
؎ ہر ولی نے کہا رہنما آگئے ہر قطب نے کہا پیشوا آ گئے
غوث آپس میں غوثوں سے کہنے لگے۔ لو مبارک وہ غوث الوریٰ آگئے (۱۱۵)

● مشہور شاعر جناب صائم چشتی نے سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کو یوں خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

؎ سارے ولیوں کی گردن جھکائی گئی۔ مُہر ان کے قدم کی لگائی گئی
چاہے اوتاد ہو چاہے ابدال ہو میرے غوث جلی کا مدح خوان ہے
؎ سنیو یاد ان کی مناتے رہو۔ نعرہ یا غوث اعظمؒ لگاتے رہو
اسم اعظم ہے یہ یہی لاحول ہے۔ جس کو سنتے ہی جل جاتا شیطان ہے
؎ غوث اعظمؒ ولایت کا سرتاج ہے۔ ہر جگہ ہر گھڑی آپ کا راج ہے
اس کے ہاتھوں میں صائمؔ میری لاج ہے۔ جو مریدوں کا ہر دم نگہبان ہے (۱۱۶)

● حضرت خواجہ اللہ بخش تونسویؒ، حضرت خواجہ سدید الدین تونسویؒ، حضرت خواجہ غلام زکریا تونسویؒ، حضرت خواجہ خان محمد تونسویؒ اور حضرت خواجہ فخرالدین پاک پتنی چشتی نے قَدَمِی هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہ کے الفاظ کو آپؒ کے وقت اور زمانہ کے ساتھ خاص کیا ہے بقول محمد احمد صاحب۔ (۱۱۷) اور جب تک اجماع اولیائے عصر یا دلیل مافوق سے اس قول کو منسوخ کرنے والا بزرگ ظاہر نہیں ہو جاتا تب تک سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ ہی کا وقت اور زمانہ ہے۔ اسی لیے قدمی کی محفل میں اس وقت اولیائے اولین و آخرین بھی موجود تھے۔ آپ کے وقت

اور زمانہ کی مزید گفتگو آگے آ رہی ہے۔ قاضی برخوردار چشتی ملتانیؒ نے لکھا ہے کہ "اس کا یہ معنیٰ نہیں کہ وہ صرف ظاہری حیاتی تک ہوتا ہے۔ نہیں بلکہ وہ وقت ممتد ہوتا ہے" (۱۱۸)۔ آگے لکھا ہے کہ "مناقب الاولیاء میں لکھا ہے کہ ہمیشہ وقتِ اوست تا کہ ولایت باقی است" (۱۱۹) یعنی جب تک ولایت باقی ہے ہمیشہ آپ ہی وقت ہے۔ کہا جاتا ہے کہ سیدنا قطب الدین بختیار کاکیؒ نے سیدنا جیلانیؒ کی شان میں فرمایا ہے کہ ا

؎ زہے غوثے کہ غوثیت مدام اُورا مسلّم شد
زہے قطبے کہ قطبیت مر اُورا ہست ارزانی (۱۲۰)

(کیا شان ہے اس غوث کی کہ غوثیت کبریٰ ہمیشہ کیلئے اس کو مل گئی اور کیا مقام ہے اس قطب کا کہ قطبیتِ حقیقیہ یعنی محبوبیت خاصہ اس کو ملی ہے)

وابستگانِ سلسلۂ نقشبندیہ اور مقامِ سیدنا عبد القادر جیلانیؒ

● سیدنا خواجہ یوسف بن ایوب ہمدانیؒ (۴۴۰ - ۵۳۵)۔ آپ نے [illegible] میں شیخ عبد اللہ جونیؒ سے یہ پیشن گوئی نقل فرمائی کہ "میں گواہی دیتا ہوں کہ عنقریب عجم کی زمین میں ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جس کی کرامات کا بڑا ظہور ہوگا اور تمام اولیاء کے نزدیک اس کا بڑا مرتبہ ہوگا۔ وہ کہے گا کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ الخ"(۱۲۱) دورِ طالب علمی میں سیدنا عبد القادر جیلانیؒ اور عبد اللہؒ اور ابنِ سقا ایک غوث کی زیارت کو گئے تھے اور اس غوث نے تینوں حضرات کے بارے میں پیشن گوئی فرمائی تھی۔ سیدنا جیلانی سے فرمایا تھا کہ "اے عبد القادر! تم نے اپنے ادب کی وجہ سے خدا اور رسول کو راضی کیا۔ میں گویا تم کو بغداد میں دیکھ رہا ہوں کہ تم کرسی پر چڑھے ہوئے ہو۔ لوگوں کو پکار کر کہہ رہے ہو کہ یہ میرا قدم اولیاء کی گردنوں پر ہے اور گویا کہ میں تیرے وقت کے اولیاء کو دیکھ رہا ہوں کہ انہوں نے تیرے جلال کی وجہ سے اپنی گردنوں کو جھکا دیا ہے"(۱۲۲) بہجۃ الاسرار میں اس غوث کا نام غوث رضی اللہ عنہ یا حضرت یوسف بن ایوب ہمدانی رضی اللہ عنہ بتایا گیا ہے۔ علامہ جامیؒ نے نفحات الانس میں علامہ تادفیؒ نے "قلائد الجواہر" میں ابنِ سقا کے واقعہ کو حضرت یوسف ہمدانی سے متعلق بتایا ہے۔ علامہ یوسف نبہانیؒ نے ابنِ خلکان (۶۰۸ - ۶۸۱ھ) سے نقل کیا کہ وہ غوث حضرت یوسف ہمدانیؒ تھے۔ اور انہوں نے پیشن گوئی فرمائی تھی۔ دعا نہیں کی تھی۔ صاحبِ لطائفِ اشرفی نے پیشن گوئی کی بجائے دعا کرنے کا قول درج کیا ہے۔ جو کہ خلافِ واقع ہے۔

تحصیلِ علم کی تکمیل کے بعد سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ حضرت یوسف ہمدانیؒ کو ملنے گئے۔ فرماتے ہیں کہ وہ انہوں نے جب مجھے دیکھا تو اٹھ کھڑے ہوئے اور مجھ کو اپنے قریب بلایا۔ میرے تمام احوال کا مجھ سے ذکر کیا اور میری تمام مشکلات کو حل کر دیا۔" پھر حضرت جیلانیؒ کو وعظ کیا کرنے کیلئے کہا اور ساتھ ہی کہا کہ "میں تم میں جتہٗ دیکھتا ہوں اور وہ عنقریب ظہور ہو جائے گی۔" (۱۲۳) سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ نے ۵۲۱ھ میں پہلا وعظ فرمایا جس سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سات بار اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے چھ بار سیدنا جیلانیؒ کے منہ میں اپنا اپنا لعابِ مبارک ڈالا تھا۔ (۱۲۴) اس کے بعد آپ کے مدارج تیزی اور سرعت سے بلند سے بلند تر ہوتے چلے گئے۔ حتیٰ کہ حضرت یوسف ہمدانیؒ کی زندگی ہی میں آپ کا درجہ بہت بڑھ گیا تھا۔ چنانچہ حضرت حماد دباسؒ (۵۲۵ھ) کا وہ مانتو جو آپ کے سبب بروزِ حق عتاب میں تھا۔ ۵۲۹ھ میں آپ ہی کے طفیل عتاب سے محفوظ ہوا۔ حضرت حماد دباسؒ کے مریدین اور دیگر فقرا و مشائخ حقیقت حال دریافت کرنے کے لیے سیدنا جیلانیؒ کے مدرسہ میں جمع ہو گئے لیکن آپ کے رعب و جلال کی وجہ سے کسی میں پوچھنے کی جرأت نہ ہوئی۔ آخر آپ نے خود ہی ان کی خواہش کے مطابق فرمایا کہ تم لوگ دو بزرگ افراد کو منتخب کر لو ان کی زبانوں پر خود بخود وہ بات آ جائے گی جو تم سننا چاہتے ہو چنانچہ حضرت یوسف ہمدانیؒ اور حضرت عبدالرحمٰن کو چنا گیا۔ ان دونوں حضرات نے حضرت شیخ سے کہا کہ ہم آپکو جمعہ تک آٹھ دن کی مہلت دیتے ہیں تاکہ آپ کے قول کے مطابق ہماری زبانوں سے خود بخود اس واقعہ کا اظہار ہو جائے۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ انشاء اللہ تم لوگ اٹھنے بھی نہ پاؤگے کہ یہ واقعہ تم پر منکشف ہو جائے گا۔" (۱۲۵) چنانچہ ایسا

ہلا ہوا۔ گویا جس کام کیلئے حضرت یوسف ہمدانی جیسے قطب ایک ہفتہ کا وقت موزوں سمجھتے۔ آپ نے وہی کام چند لمحات میں کر دکھایا۔ حضرت یوسف ہمدانی اس واقعہ کے بعد چھ سال زندہ رہے۔ شیخ محمد اکرم چشتی اقتباس الانوار میں لکھتے ہیں کہ "سلسلۂ نقشبندیہ کے پیشوا حضرت خواجہ یوسف ہمدانیؒ نے بھی حضرت غوث الاعظم سے فیض حاصل کیا۔" (۱۲۶) دارا شکوہؒ نے سکینۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ "امام عبداللہ یافعیؒ نے غوث الثقلینؒ کے خوارق کے راویوں میں خواجہ یوسفؒ کو بھی شمار کیا ہے۔" (۱۲۷)۔ تاہم سیر الاقطاب، سفینۃ الاولیاء اور خزینۃ الاصفیاء کی وہ روایت تسامح پر مبنی، تدروق تضاد کا شکار اور مستند روایت کے خلاف ہے جس میں قَدَمِی هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ کی محفل کے حاضرین میں حضرت یوسف ہمدانیؒ اور ان کی وفات کے بعد پیدا ہونے والے حضرت شہاب الدینؒ سہروردی کو دو مہروں کے شانہ بشانہ بیٹھے دکھایا گیا ہے۔ (۱۲۸)

● سیدنا یوسف ہمدانیؒ (۵۳۵ھ) کے دو خلفاء حضرت احمد یسویؒ (۵۶۲ھ) اور حضرت عبدالخالق غجدوانیؒ (۵۷۵ھ) سیدنا جیلانیؒ کے قَدَمِی هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰه کے کلمات فرماتے وقت کرۂ ارض پر موجود اولیاء اللہ میں شامل تھے۔ تمام اولیاء عصر کے مطابق انہوں نے بھی وہی کچھ کیا جو دوسروں نے کیا۔

● سیدنا حضرت سید بہاء الدین نقشبند بخاریؒ (۷۱۸ - ۷۹۱ھ) آپ کے بارے میں سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ نے پیش گوئی فرمائی کہ "میری وفات کے ۱۵۷ سال بعد ایک مرد قلندری محمدی مشرب المسمّٰی بہاء الدین محمد نقشبندی پیدا ہوگا۔ جو میری خاص نعمت سے بہرہ ور ہوگا۔" (۱۲۹)

شاہ نقشبندؒ نے غوث الانامؒ کو خواب میں دیکھا کہ آپ نے اپنے داہنے

ہاتھ کی انگلی سے سینے کی طرف اشارہ کیا اور اسم اعظم کے نقش کو دل پر جما دیا کیونکہ ہاتھ کی پانچوں انگلیاں لفظ اللہ کی شکل پر ہیں. اور اس وقت آپ کو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہو گیا۔" (۱۳۰). حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندؒ سے پوچھا گیا کہ حضرت غوث الثقلینؒ کا ارشاد قدمی ھذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ حضور کے زمانہ مبارک سے مخصوص ہے یا سب زمانوں کیلئے عام ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور (غوث پاک) کی زبان پاک سے کسی زمانہ کی تخصیص مفہوم نہیں ہوتی۔" (۱۳۱). مزید فرمایا کہ (گردن تو در کنار) آپ کا قدم میری آنکھوں پر بلکہ میری روحانی آنکھ پر ہے. (۱۳۲). اسی طرح آپ نے سیدنا جیلانیؒ کی شان میں یہ شعر کہے ہیں جو سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کے روضہ مبارک پر بھی مکتوب ہیں۔

ع بادشاہِ ہر دو عالم شاہ عبدالقادر است
سرورِ اولادِ آدم شاہ عبدالقادر است

(سیدنا عبدالقادرؒ اپنے وقتِ ولایت میں دونوں جہانوں کا بادشاہ ہے۔ سید عبدالقادرؒ آدم علیہ السلام کی اولاد کا اپنے وقتِ ولایت میں سردار ہے)

ع آفتاب و مہتاب و عرش و کرسی و قلم
نور قلب از نورِ اعظم شاہ عبدالقادر است (۱۳۳)

(سورج چاند عرش کرسی قلم اور نورِ دل سبھی کے سبھی سید عبدالقادرؒ کے نورِ اعظم سے منور و مستنیر ہیں۔)

● حضرت عبدالرحمٰن جامی نقشبندیؒ (۸۱۷ - ۸۹۸ ھ) نے سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کے حالات و مناقب و فضائل نفحات الانس میں کئی صفحات پر بیان فرمائے ہیں۔ آپ نے سیدنا حماد دباسؒ کے حوالے

پیش گوئی درج فرمائی ہے کہ سیدنا عبد القادر جیلانی کو ضرور یہ حکم دیا جائے گا کہ کہیں قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہ (میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے) یہ ضرور یہ بات کہیں گے اور تمام اولیاء اپنی گردنیں جھکا لیں گے"(۱۳۴)۔ مزید لکھتے ہیں کہ شیخ ابوسعید قیلوی کہتے ہیں کہ جب شیخ عبدالقادر نے "قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہ" فرمایا تو حق تعالیٰ نے ان کے قلب پر تجلی فرمائی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملائکہ مقربین کے ایک گروہ کے ہاتھ سے تمام اولیاء متقدمین ومتاخرین کی موجودگی میں آپ کو خلعت پہنا دی۔(۱۳۵) واضح ہو گیا کہ تمام اولیاء نے متقدمین ومتاخرین قدسی کی محفل میں حاضر تھے۔ آگے لکھتے ہیں کہ "زمین پر کوئی ایسا دمتا جس نے اپنی گردن کو نہ جھکا لیا ہو۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ عجم کے ایک ولی نے گردن نہیں جھکائی اور تواضع کا اظہار نہیں کیا تو اس کا حال اس سے پوشیدہ ہو گیا۔ (احوال وے متواری شد)"(۱۳۶) مزید لکھا ہے کہ ایک روز شیخ ابو مدین مغرب کے کسی شہر میں بیٹھے تھے۔ بیٹھے بیٹھے انہوں نے اپنی گردن جھکائی اور کہا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُشْھِدُکَ وَاُشْھِدُ مَلٰئِکَتَکَ اَنِّیْ سَمِعْتُ وَاَطَعْتُ (الٰہی میں تجھے اور تیرے فرشتوں کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے سنا اور اطاعت کی) ان کے مریدوں نے دریافت کیا کہ حضرت اس کا یکایک کیا سبب تھا؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی نے آج بغداد میں ابھی ابھی کہا ہے قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہ "(۱۳۷)۔ سیدنا عبدالقادر جیلانی کی شان میں آپ سے منظوم کلام بھی نقل کیا جاتا ہے۔ جو ذیل میں حاضر ہے۔

؎ گویم ز کمال تو چہ غوث الثقلینا ـ محبوبِ خدا ابن حسن آلِ حسینا
(اے جن و انس کے فریاد رس ! میں آپ کے کمال کے بارے میں کیا کہوں ۔ اے حسنی حسینی سید! آپ تو محبوبِ خدا ہیں۔)

؎ سر بر قدمت جملہ نہادند و بگفتند ـ تا للہ لقد اٰثرک اللہ علینا
(سب اولیاء نے اپنے سر جناب کے قدموں میں رکھے اور یہ کہا کہ "اللہ کی قسم! یقیناً اللہ نے آپکو ہم پر بزرگی دی ہے۔)

؎ ما عاجز و حیران بماندیم بگو داب ـ لا مخلص الا بک یا للہ لدینا
(ہم حضور میں عاجز اور حیران ہو گئے ہیں ۔ اللہ کی قسم! ہمارے پاس آپ کے وسیلے کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں ہے۔)

(۱۳۸)

؎ ما تشنہ چو ماہی در دشت فنا دیم ـ اے ابر عطا بارِ تو بشتاب الینا
(ہم پیاسے ہیں مثل مچھلی کے جو صحرا میں پڑی ہو ہم پڑے ہیں ۔ اے نوازشات کے بادل! ایک بار تو ہماری طرف جلدی سے کرم فرما!")

● حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ (۹۷۱ - ۱۰۳۴ھ) (۱۵۶۴ - ۱۶۲۴ء) آپ نے سیدنا عبد القادر جیلانیؒ کے بارے میں لکھا ہے کہ "بہر صورت حضرت شیخ اس کلام (قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ) میں حق بجانب ہیں۔ یہ کلام خواہ سُکر کے باقی ماندہ اثرات کی وجہ سے آپ سے صادر ہوا ہو۔ یا اس کلام کے اظہار کا آپکو خدا کی طرف سے حکم ہوا ہو۔ بہر صورت اس وقت تمام اولیاء آپ کے قدموں کے نیچے تھے!" (۱۳۹)
آگے لکھا کہ "حضرت شیخ عبد القادر کی ولایت میں شان عظیم ہے اور بلند ترین درجہ حاصل ہے۔ ولایت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کو معیفہ کہا جاتے ہے نقطۂ آخر تک پہنچایا ہے ۔ اور اس دائرہ کے سر حلقہ ہوئے ہیں!" (۱۴۰) ایک اور مکتوب میں آپ نے لکھا ہے کہ

عروج ایشاں از اکثر بلند تر واقع شدہ است و در جانب نزول تا مقام روح فرود آمدہ اند" یعنی حضرت جیلانی کا عروج اکثر اولیائے کرام سے بلند تر واقع ہوا ہے اور جانب نزول میں وہ (میرے نزدیک) مقام روح تک نیچے آئے ہیں۔ (۱۴۱) ۱۰ آپ کے مکاشفاتِ غیبیہ کے مکاشفہ نمبر۱۶ میں درج ہے کہ " جاننا چاہیے کہ واصلانِ ذلت میں سے جو بزرگوار افراد کے لقب سے ملقب ہیں وہ بہت ہی تھوڑے ہیں اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم اور اہل بیت میں سے بارہ امامؑ اس نعمت سے فیض یاب ہیں۔ اور اکابر اولیاء اللہ میں سے قطب و غوث الثقلین قطب ربانی محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ تعالیٰ سرہ الاقدس اس نعمت کے ساتھ ممتاز ہیں۔ اور اس مقام میں خاص شان رکھتے ہیں کہ دوسرے اولیاء اس خصوصیت میں تھوڑا النصیب رکھتے ہیں۔ یہی امتیاز و فضیلت ہے جو انکی شان کی بلندی کا سبب ہے۔ آپ کا ارشاد ہے کہ میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے۔ اگرچہ دوسرے اولیائے کرام کے فضائل و کرامات بہت ہیں۔ مگر آپ کا قرب اس خصوصیت میں سب سے زیادہ تر ہے۔ عروج میں اس کیفیت کے ساتھ کوئی ان تک نہیں پہنچ سکتا۔ اس باب میں آپؒ صحابہ کرامؓ اور بارہ اماموںؓ کے شریک ہیں۔ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۔ یہ اللہ کا فضل ہے دیتا ہے جسے چاہے اور اللہ عظیم فضل والا ہے" (۱۴۲) حضرت خضر علیہ السلام آپ کی محبوبیت یعنی نزول تام کا ذکر کرتے ہیں۔ مگر حضرت مجدد الف ثانیؒ آپ کے عروج کا ذکر کرتے ہیں۔ نزول انکو مقام روح تک نظر آتا ہے۔ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کو صرف عروج کا رنگ ہی دکھایا گیا ہے۔ خود فرماتے

ہیں کہ "اس آخری عروج میں جو کہ مقاماتِ اصل کا عروج ہے۔ اس فقیر کو حضرت غوث الاعظم محی الدین شیخ عبدالقادر قدس اللہ سرہ الاقدس کی روحانیت کی امداد حاصل رہی۔ اور ان کی قوتِ تصرف نے ان تمام مقامات سے گزر کر اصل الاصل کے مقام تک واصل فرما دیا۔" (۱۴۳) پھر مقامِ روح سے نیچے عالمِ اسباب ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کو سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کی کثرتِ کرامات کی یہی توجیہ نظر آئی کہ سیدنا جیلانیؒ کا نزول مقامِ روح سے نیچے عالمِ اسباب کی طرف نہیں ہوا۔ (۱۴۴) اگر قاعدہ یہی مانا جائے تو کثیر الکرامت اولیاء اللہ میں سے کسی کا نزول بھی مقامِ روح سے نیچے ثابت نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا مولوی محمد احمد صاحب اور اس کے حواریوں کے لیے یہ بات اور بڑی مصیبت ہے کیونکہ جن بزرگوں کو وہ سیدنا جیلانیؒ سے بڑھانے کی کوشش میں ہیں اُن کو کثیر الکرامت بھی مانتے ہیں تو نزول تام ان کا مجدد صاحب کے قاعدے کی رو سے ثابت نہیں ہو سکتا۔ اُن کا نزول بھی پھر مقامِ روح تک ہی ثابت ہو گا۔ نزول کے بارے میں یہ بحث مزید آگے آ رہی ہے۔ تاہم شیخ محمد اکرم چشتی صابری صاحب اقتباس الانوار نے کثرتِ کرامات کی توجیہ یوں کی ہے کہ "چونکہ آپ کا مقام محبوبیت تھا اس قسم کے تصرفات پر آپ حق تعالیٰ کی جانب سے مامور بلکہ مجبور تھے۔" (۱۴۵) صاحب عوارف المعارف نے قدمی کے بارے میں بقایائے سکر کا قول کیا تھا۔ اس کی حقیقت بھی آپ نے کھول کہ "غایت مانی الباب یہ کہ سکر میں مراتب کثیرہ ہیں۔۔۔ صحو خالص عوام کا حصہ ہے۔۔۔۔۔۔ صحو میں بقیہ سکر کا ہونا نمک کا رنگ رکھتا ہے۔ جو مصلحِ طعام ہے۔ اگر نمک نہ ہو تو طعام معطل و بے کار رہے۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔ صاحب عوارف قدس سرہ کا یہ کہنا کہ قول قَدَمِی هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ جو کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

قدس سرہ سے صادر ہوا۔ یقایا مے سکر پر محمول ہے تو اس سے مراد اس قول کا غلط ہونا نہیں۔ جیسا کہ وہم ہوتا ہے۔ بلکہ بیان واقع کیا ہے یعنی اس قسم کی بات جو مباحات وانتباہ پر مبنی ہو۔ بغیر بقیہ سکر کے صادر نہیں ہوتی۔" (۱۴۶) سیدنا مجدد الف ثانیؒ ۱۰ ذی الحجہ ۱۰۳۳ھ کو شدید بیمار ہوئے۔ اور ان دنوں کی بات ہے کہ ایک روز آپ نے مخدوم زادہ خواجہ محمد سعید علیہ الرحمۃ سے فرمایا کہ آج شب میں نے حضرت غوث الثقلین قدس سرہ کو خواب میں دیکھا کہ میرے حال پر نہایت مہربانی اور عنایت فرماتے ہیں اور اپنی زبان مبارک کو میرے منہ میں ڈال کر فرماتے ہیں۔ کہ میرے اس شعر

؎ افلت شموس الاولین وشمسنا۔ ابدا علی افق العلیٰ لا تغرب

(پہلے بزرگوں کے آفتاب ہائے ولایت غروب ہو گئے اور ہمارا آفتاب ہمیشہ ہمیشہ رفعت و علا کے افق پر کبھی غروب نہیں ہوگا۔) اور میرے اس قول میں کہ قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ لوگ حیران ہیں۔ اس کا حل لکھو۔ تم کو اس ضعف سے صحت حاصل ہوگی۔" (۱۴۷)۔

روضۃ القیومیہ میں لکھا ہے کہ مرض موت میں آنحضرت نے قیوم ثانی معصوم زمانی کو وصیت فرمائی کہ مذکورہ بالا شعر کا حل ضرور لکھنا۔ اور خود زبانِ مبارک سے اس کی تشریح کر دی۔ حضرت قیوم ثانیؒ نے آنجناب کی اس وصیت کو آپ کی ناسازی کے دنوں میں پورا کیا اور مکتوبات کی تیسری جلد میں داخل کر دیا۔" (۱۴۸)۔ حضرت خواجہ محمد معصومؒ نے بھی اپنے مکتوبات میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کے "ختم مکتوبات" کی تعلیمات کا حیرت انگیز انداز سے ذکر کیا ہے۔ (۱۴۹) اس آخری مکتوب کے بارے میں ان بیانات کے برعکس مولوی کریم بخش دیوبندی اور مولوی ملک حسن علی جامعی غیر مقلد

اس مکتوب کو جعلی قرار دیتے ہیں۔(۱۵۰) مولوی محمد احمد صاحب اس معاملہ میں اُن کے مقلد ہیں۔ حالانکہ خود مولوی محمد احمد صاحب کو بھی تسلیم ہے کہ مکاتیب مجدد کا یہ آخری مکتوب بنمبر ۱۲۳ ج ۳ حضرت مجددؒ کی وفات کے بعد خواجہ محمد معصوم ہی معرضِ تحریر میں لائے اور وہی اس کے سامع بھی تھے۔(۱۵۱) اتنے معتبر ثبوت کے بعد اصل مکتوب کی تلخیص پیشِ خدمت ہے ساتھ ہی حضرت مجدد الف ثانیؒ کے دیگر اقوال سے اس مکتوب کے ہر مفہوم کی تائید بھی پیشِ خدمت ہے۔

معروضۂ مکتوب	تائیدِ مکتوب
* انسان کو اللہ تک پہنچانے کا پہلا راستہ قربِ نبوت کا ہے اس راہ کے واصل بالاصل انبیاء اور ان کے صحابہ ہیں۔ بعض اور امتی بھی ہیں (بہت کم) حضرت عیسیٰ حضرت مہدی حضرات شیخین وغیرہ اسی راہ سے واصل ہیں۔	* حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ نبوتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔(۱۵۲)
* انسان کو اللہ تک پہنچانے کا دوسرا راستہ قربِ ولایت کا ہے۔ اقطاب، اوتاد و بدلاء، نجباء اور عام اولیاء اللہ اسی راہ سے واصل ہوتے ہیں..... اس راہ کے واصلین کے پیشوا اور اُن کے سردار اور اُن بزرگواروں کے منبعِ فیض حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ہیں..... یہاں زہرا و حسنین رضی اللہ عنہم شریک ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ حضرت امیرؓ جسدی عنصری پیدائش سے پہلے بھی اس مقام کے ملجا و ماویٰ تھے۔ جیسا کہ آپ جسدی	* حضرت امیرؓ حضرت عیسےٰ سے مناسبت اور غلبۂ جانبِ ولایت کی وجہ سے ولایتِ محمدی کے بوجھ اٹھانے والے ہیں اس لیے اقطاب و ابدال و اوتاد کے مقام کی تربیت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امداد و اعانت کے سپرد ہے یعنی قطب مدار کا سر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زیرِ قدم ہے..... حضرت فاطمہ اور امامین رضی اللہ تعالےٰ عنہم بھی اس مقام میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک ہیں۔(۱۵۳)

پیدائش کے بعد ہیں۔

* حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد وہی منصب ائمہ اثنا عشر میں سے ہر ایک کے لیے ترتیب وار اور تفصیل سے مقرر ہوا۔ ان بزرگوں کی زندگی اور انتقال کے بعد جس کو بھی فیض اور ہدایت ملتی ہے ان کے وسیلے سے ملتی ہے۔ اگرچہ اقطاب و نجباء وقت ہی کیوں نہ ہو۔ اطراف کو مرکز سے مربوط ہونے کے سوا چارہ نہیں ہے۔

* ائمہ اہلِ بیتؓ کے بعد یہ منصب آخری امام سے وابستہ رہا یہاں تک سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کو یہ منصب عطا ہوا۔ اب جس کو بھی خواہ اقطاب و نجباء ہوں آپ کے واسطہ سے ہی فیوض و برکات کا حصول ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ سورج ڈوب گئے اگلوں کے سورج اور ہمارا سورج تا ابد افق عُلیٰ پر رہے گا اور غروب نہ ہوگا۔

یعنی ہمارے فیضانِ ہدایت و ارشاد کا سورج تا دیر رہے گا۔

* مکاشفاتِ عینیہ کے مکاشفہ نمبر ۱۶ سے اقتباس اوپر درج کر دیا گیا ہے۔ جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ہی بارہ اماموںؓ کا مرتبہ عظیم بیان فرمایا گیا ہے۔ (۱۵۴)

* اسی مکاشفہ میں صحابہ کرامؓ اور بارہ اماموںؓ کے بعد تمام اولیائے کرام سے بلند مرتبہ سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کو بتایا گیا حتیٰ کہ کیفیتِ عروج میں صرف ان کو ہی صحابہ کرامؓ اور ائمہ اہلِ بیتؓ کا شریک بتلایا گیا۔ صحابہ کرامؓ اور ائمہ اہلِ بیتؓ کے علاوہ ہر ولی اللہ پر ان کی برتری بتلانے کے لیے ان کا قول قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ بیان فرمایا (۱۵۵) اور آپ نے غالی صرف ان لوگوں کو بتایا جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سوا سب پر سیدنا جیلانیؒ کا قدم مانتے ہیں۔ (۱۵۶)

* جلد دوم مکتوب چہارم میں لکھا تھا کہ الف ثانی کے اُمتیوں کو فیض بذریعہ مجدد الف ثانی ملے گا۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے مجدد الف ثانیؒ کو سیدنا عبدالقادر جیلانی کا نائب بتلایا گیا ہے اور تشبیہ دیتے ہوئے کہا کہ چاند کا نور سورج کے نور سے مستفاد ہے۔

* قربِ ولایت اور قربِ نبوت دونوں کی طرح کے قرب امتیوں میں جمع ہونا درست ہے (۱۵۷)

* دعوائے نیابت تو اعتراف بزرگی سیدنا جیلانیؒ کے ساتھ ہی تصدیق پا جاتا ہے۔ اور ان کے نیابت کے دائرہ کار میں ہونے کی ہر مجددی تصدیق کرتا ہے۔ باقی سلاسل کے بزرگوں سے اس کشف کی کوئی تصدیق میری نظر سے نہیں گزری۔ لہٰذا نیابت کے دائرہ کا تعین باقی ہے۔

* حضرت عثمان ذوالنورینؓ کو برزخیت کے اعتبار سے دونوں پہلوؤں کا بار بر بار اٹھانے والا فرمایا ہے اور میرا خیال یہ ہے کہ اسی وجہ سے اُن کو ذوالنورین کہتے ہیں۔ (۱۵۸)

لہٰذا اس مکتوب کو حضرت مجدد الف ثانیؒ کے نظریات کے خلاف قرار دینا درست نہیں ہے اور اسے جعلی یا محرف قرار دینا سینہ زوری اور تحکم ہے۔ اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کے اس مکتوب کو اُن کے دیگر تمام اقوال کی روشنی میں پڑھنا چاہیے۔ پہلے کلام کو منسوخ اور بعد والے کلام کو ناسخ بھی کہا جا سکتا ہے۔ لیکن جب تطبیق ممکن ہے تو یہاں پہلے کلام کو مجمل اور بعد والے کلام کو مفصل بھی کہا جا سکتا ہے۔ پہلے مکتوب میں قدمی کو ظاہراً قدم کے معنی میں لے کر معاصرین پر مجدد کیا تھا۔ مکاشفات میں معنوی قدم بمعنی بزرگی مراد لے کر صحابہ کرام اور ائمہ اہل بیت کے سوا باقی تمام اولیائے کرام سے آپ کا بلند پایہ مرتبہ ثابت کیا۔ مولوی محمد احمد صاحب کے سولہ اعتراضات

کا اجمالی جواب اوپر درج کیا جا چکا ہے ۔ ان اعتراضات کی ویسے بھی حیثیت غوغائے بدر با بہانہ بسیار سے زیادہ نہیں ہے ۔ تاہم اس کا ہر اعتراض اوپر کے تقابلی جائزے کے مطالعہ کے بعد مضمحل ہو جاتا ہے ۔

● حضرت خواجہ محمد معصومؒ (۱۰۰۷-۱۰۷۹ھ) نے اپنے مکتوب نمبر ۴۲ میں تحریر فرمایا کہ "قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ" جو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا فرمان ہے اُس وقت کے اولیاء سے مخصوص ہے جیسا کہ تحقیق کر دی گئی ہے ۔" (۱۵۹) ۔ یہاں "اُس وقت" سے مراد وہ وقت ہے جو سیدنا جیلانیؒ کا وقتِ ولایت ہے ۔ جس کی تشریح مکتوب امام ربانی ۱۲۳ جلد سوم کے ضمن میں اوپر بیان ہو چکی ہے ۔ اس مکتوب کے راوی و کاتب حضرت محمد معصومؒ ہی ہیں جیسا کہ انہوں نے اپنے مکتوب نمبر ۱۹۳ میں مفصل بیان لکھ دیا ہے ۔ (۱۶۰)

● حضرت سید آدم بنوریؒ (۱۰۰۶ - ۱۰۵۳ھ) نے خلاصۃ المعارف نکات الاسرار میں وہی کچھ تحریر فرمایا ہے ۔ جو اُن کے مرشد حضرت امام ربانی قدس سرہ نے بیان فرمایا ہے ۔ (۱۶۱) ۔ اسی نکات الاسرار میں حضرت خواجہ بابا فرید گنج شکرؒ کا قَدَمِیْ کا فرمان صادر ہونے کا وقت نہ پانے پر حسرت ظاہر کرنا منقول ہے ۔ کہ اگر میں اُس وقت ہوتا تو آپ کا قدم اپنی گردن پر رکھتا اور فخر سے عرض کرتا کہ میری آنکھ کی پتلی پر بھی ہے کیونکہ میرے شیخ حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ آپ کا قدم اپنی گردن پر لینے والوں میں سے ہیں ۔ (۱۶۲) ۔ ظاہری قدم صرف معاصرین ہی کی قسمت میں تھا ۔ تاہم معنوی قدم (یعنی برتری) کا اعتراف و سرِ تسلیم خم کرنا اور بات ہے ۔

● حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ (۱۱۱۱ - ۱۱۹۵ھ) نقشبندی بزرگ

ہیں۔ فرماتے ہیں کہ "حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ سے سلسلہ عالیہ
قادریہ کے خرقہ اجازت کا تبرک حاصل کرنے کے بعد میرے باطن میں
نسبت شریفہ قادریہ کی برکات کا احساس ہونے لگا اور سینہ اس نسبت کے
انوار سے پر ہوگیا" نیز فرماتے ہیں کہ "قادری نسبت میں انوار کی چمک
بہت ہے" (۱۶۳)

● **حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی صاحب تفسیر مظہری** (۱۲۲۵ھ بمطابق
۱۸۱۰ء) نے سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانیؒ
کا نظریہ بڑی وضاحت کے ساتھ پیش کیا ہے۔ سیف المسلول یعنی شمشیر
برہنہ کے خاتمہ میں حضرت قاضی صاحبؒ نے "بعض اکابر اولیاء اللہ کے کشف
صحیح سے لفظ امام کا معنی بیان کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ "بعض اکابر
اولیاء اللہ نے کشف صحیح کے ساتھ۔ جو کہ حصول علم کے اسباب میں سے
ہے۔ امام کا دوسرا معنی ظاہر کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ کارخانہ ولایت
کے فیوض و برکات جو اللہ تعالیٰ سے اولیاء اللہ پر نازل ہوتے ہیں سب
سے پہلے صرف ایک شخص پر نازل ہوتے ہیں۔ اور اس شخص سے تقسیم ہوکر
اولیائے وقت میں سے ہر ایک کو اس کے مرتبہ کے موافق اور اس کی
استعداد کے لحاظ سے پہنچتے ہیں۔ اور اولیاء اللہ میں سے ایک شخص کو
بھی اس کے واسطے کے بغیر فیض نہیں پہنچتا۔ اور مردانِ خدا میں سے کوئی
بھی اس کے وسیلہ کے بغیر درجہ ولایت نہیں پاتا۔ اقطاب بحجرہ اور اوتاد
اور ابدال اور نجباء اور نقباء اور تمام قسم کے اولیاء اللہ اس کے محتاج ہوتے
ہیں۔ اس منصب عالی کے مالک کو امام اور قطب الارشاد بالاصالۃ بھی
کہا جاتا ہے ____ اور یہ منصب عالی ظہور آدم علیہ السلام کے وقت سے
علی مرتضیٰؓ کی روح پاک کے لیے مقرر تھا یوں کہ اس جناب کی جسمانی پیدائش

کے بعد سے لے کر وقتِ وصال تک صحابہ وتابعین سب کو یہ نعمت آپ کے واسطے سے ملی۔ ان کی وفات کے بعد یہ منصب حسن مجتبیٰ کو اور ان کے بھائی حسین شہید کربلا کو اور بعدازاں امام زین العابدین کو بعدازاں محمد باقر کو بعدازاں جعفر صادق کو پھر امام موسیٰ کاظم کو پھر علی رضا کو پھر محمد تقی کو پھر حسن عسکری علیہم السلام کو وہ منصبِ عالی تفویض ہوا۔ حسن عسکری کی وفات کے بعد سے سید الشرفاء غوث الثقلین محی الدین عبدالقادر جیلانی کے وقتِ ظہور تک یہ منصبِ عالی حضرت حسن عسکری کی روح سے متعلق رہا۔ جب حضرت غوث الثقلین محبوب سبحانی پیدا ہوئے۔ یہ منصبِ مبارک آپ سے متعلق کر دیا گیا۔ محمد مہدی کے ظہور تک یہ منصب غوث الثقلین کی روح مبارک سے تعلق رکھتا ہے۔"

اس کے بعد آگے فرمایا کہ "استنباط ایں مدعا از کتاب اللہ و از حدیث نبوی کردہ" یعنی اس دعویٰ کا استنباط کتاب اللہ و حدیث مبارک سے کیا جا سکتا ہے۔ (۱۶۴) یہی قاضی صاحب تفسیر مظہری میں متعدد مقامات پر یہی مضمون اجمالاً بیان فرماتے ہیں۔ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۵۴ اور سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۱۰۱ اور آیت نمبر ۱۱۰ کے ذیل میں مندرجہ بالا مضمون کا خلاصہ دیکھا جا سکتا ہے۔ (باقی جلدیں ابھی راقم کے مطالعہ میں نہیں آئیں)۔

● شاہ عبداللہ دہلوی المعروف شاہ غلام علی مجددی (۱۱۵۸-۱۲۴۰ھ) (۱۷۴۵-۱۸۲۴ء) کے مکتوبات میں سے مکتوب نمبر ۱، ۷، ۶، ۸۹، ۹۹ اور ۱۰۱ میں سیدنا جیلانی کو صحابہ کرام اور ائمہ اہل بیت کے ہمراہ ذکر کیا گیا ہے۔ مکتوب نمبر ۱، ۷، ۸۶، اور ۹۹ میں سیدنا جیلانی کو واسطہ فیض ولایت بتلایا گیا ہے۔ مکتوب نمبر ۱، ۶۷، ۱ اور ۸۸ میں سیدنا جیلانی کے نزول کے ناقص ہونے کے قول کو رد کرکے ان کا نزول کامل ثابت کیا ہے۔ (۱۶۵)۔

ایک شبہ کا ازالہ

اگر کہا جائے کہ شاہ رؤف احمد نقشبندی نے حضرت شاہ غلام علی دہلوی کے ملفوظات درالمعارف مجلس نمبر ۳۶ میں لکھا ہے کہ شاہ غلام علی نے مختلف سلسلوں کے اکابر اولیاء کا ذکر کر کے فرمایا کہ "ایک کو دوسرے پر فضیلت نہ دینی چاہیئے" (۱۶۶)۔ تو اس کی وضاحت یہ ہے کہ یہاں فضیلت مطلقہ مراد ہے جس سے مفضول کیلئے فضیلت جزوی کا قول بھی جائز نہ ہے۔ ورنہ اسی دُرالمعارف کی مجلس نمبر ۱۲۰ اور مجلس نمبر ۱۵۶ میں سیدنا جیلانیؒ کو ائمہ اہل بیت کے بعد سب کے لیئے دائمی قاسم فیض ولایت بتایا گیا ہے۔ (۱۶۷) مکاتیب شاہ غلام علی میں سے مکتوب نمبر ۸۵ میں ایک اور وضاحت بھی لکھی ہے۔ کہ در اولیائے کرام بگمانِ خود تفضیل یکے بر دیگرے نکند۔ یعنی اولیائے کرام میں سے ایک کی دوسرے پر برتری کا قول گمان سے نہ کیا جائے۔ (۱۶۷. الف)

● حضرت غلام محی الدین مجددی قصوری دائم الحضوریؒ (۱۲۰۲-۱۲۷۰ھ) (۱۸۵۴ء)۔ حضرت شاہ غلام علی مجددیؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ نے حضرت سیدنا محی الدین عبدالقادر جیلانی کی شانِ اقدس میں فرمایا ہے کہ:

ے من غلام محی دینم آں کہ شاہ اولیاست
خاکِ پائش تاجِ سر ابدال را اقطاب را (۱۶۸)

(میں حضرت محی الدین جیلانیؒ کا غلام ہوں۔ وہ جو اولیاء اللہ کے بادشاہ ہیں۔ اور اُن کے پاؤں کی خاک ابدال اور اقطاب کے سر کا تاج ہے۔)

ے انس وملک بر قدمش سر نہاد
اُو سر پا بر سرِ اعنر نہاد

(انسانوں اور فرشتوں میں سے اولیاء نے آپکے قدم پر سر رکھ دیا۔ اور

آپ نے اپنے پاؤں کا سر ان کے تاج کے سرے پر رکھ دیا۔)

ے ذاتِ خدا طالبِ ارضائے اُو
برکتف جملہ ولی پائے اُو (۱۶۹)

(ذاتِ باری تعالیٰ سیدنا جیلانیؒ کی رضا جو ہے کیونکہ وہ محبوبِ رب ہے۔
اور ہر ولی کے کاندھے پر ان کا پاؤں ہے۔)

ے ہست غلام محی الدین شاہ زمان وہم زمیں
منکرِ اُو سیاہ رُو خانہ خرابہ کو بکو۔ (۱۷۰)

(حضرت محی الدین جیلانیؒ کا غلام اپنے وقت کے تمام اہلِ زمین کا بادشاہ ہے، اور آپؒ کے منکر کا ہر گھر اور ہر گلی میں منہ کالا ہی رہے گا۔)

● شاہ عبدالرحیم دہلویؒ (۱۱۳۱-۱۰۵۴)(۱۷۱۸-۱۶۴۴) آپ حضرت شاہ ولی اللہؒ کے والد ماجد ہیں اور مجدد الف ثانیؒ کے خلیفہ سید آدم بنوریؒ کے سلسلے میں بیعت ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ "جو نسبت ہم کو حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ سے حاصل ہے۔ وہ زیادہ صاف اور زیادہ باریک ہے۔" (۱۷۱).

● حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (۱۱۱۴-۱۱۷۶ھ)(۱۷۰۳-۱۷۶۲ء) اپنی کتاب ہمعات کے ۱۲ میں لکھا ہے کہ "و در اولیائے امت واصحاب طرق اقوی کسیکہ بعد تمام راہِ جذب باکد وجوہ بہ اصل ایں نسبت (اویسیہ) میل کردہ است ودراں جا بوجہ اتم قدم زدہ است حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی اند" (۱۷۲) یعنی اولیائے امت اور اصحاب سلاسل کے اندر تمام راہِ جذب طے کرنے کے بعد جس شخص نے سب سے زیادہ قوی اور موکد ومضبوط پہلوؤں کے ساتھ اس نسبتِ اویسیہ کی اصل کی طرف توجہ فرمائی ہے اور اس جگہ میں کامل ترین پہلو کے ساتھ

قدم دکھا ہے وہ حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ ہیں۔ اسی ضمن میں آپ نے فرمایا ہے کہ "بالجملہ ایں اسباب مقتضی آں شدند کہ امروز اگر کسے را مناسبت بروح خاص پیدا شود ازاں جا فیض بردارد۔ غالباً بیرون نیست ازانکہ ایں معنی بہ نسبت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم باشد یا بہ نسبت امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ یا بہ نسبت حضرت غوث جیلانیؒ"۔ یعنی المختصر یہ اسباب تقاضا کرتے ہیں کہ آج اگر کسی کو کسی روح خاص سے نسبت پیدا ہو جائے تو وہاں سے فیض پاتا ہے۔ غالب طور پر یہ بات اس سے باہر نہیں کہ اس معنی کی نسبت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے یہ نسبت ہو یا حضرت غوث جیلانیؒ سے یہ نسبت ہو۔ (۱۷۳)

● **حضرت شاہ فقیر اللہ علوی مجددیؒ** (م ۱۱۹۵ھ بمطابق ۱۷۸۱ء) حضرت آدم بنوریؒ کے سلسلے کے بزرگ جن کا مزار شکارپور سندھ میں ہے۔ آپ کے مکتوبات شریف کے مکتوب نمبر انچاس (۴۹) میں لکھا ہے کہ "تحقیق یہی ہے کہ حضور غوث الثقلینؒ کا ارشاد "قدمی ھذہٖ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ" حضورؒ کے زمانے پر محمول نہیں اور آج تک اولیائے کرام کا مقامات کے انتہا تک حضور (غوث پاکؒ) سے استفادہ اس بات کا مؤید ہے۔ اگر اس امر کو حضور (غوث پاکؒ) کے زمانہ سے مخصوص کریں تو اولیائے کرام کا قیامت تک آپ کی جناب سے فائدہ حاصل کرنا جیسا کہ معلوم ہو چکا ہے۔ کوئی معنی نہیں رکھتا۔ پس کشفی طور پر قطعاً ثابت ہو چکا ہے کہ حضور (غوث پاکؒ) کا قدم مبارک جمیع اولیائے کرام اولین و آخرین کی گردنوں پر ہے"۔ (۱۷۴)۔ آپ آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں کہ "طریقہ قادریہ سب طریقوں سے افضل ہے اور اس

طریقہ کے سالک دوسرے سب طریقوں کے سالکوں سے افضل ہیں۔ کیونکہ تابع کی فضیلت متبوع کی فضیلت کے سبب ہے..... اس سے ثابت ہوا کہ طریقۂ عالیہ کے مرید کو ہرگز نہ چاہیئے کہ باوجود مرشد قادری رکھنے کے دوسرے طریقوں سے فائدہ اٹھانے کا ارادہ کرے۔ کیونکہ دوسرے طریقوں کے اصحاب اگرچہ اپنے وقت کے قطب اور زمانے کے نجیب ہی ہوں سب حضرت غوثِ اعظمؓ کے وسیلے سے استفادہ کرتے ہیں اور ابتداء اور انتہا میں ہر جگہ جناب غوثیت کے وسیلہ سے کشودِ کار پاتے ہیں پس دوسرے طریقوں کے اصحاب اگر طریقۂ عالیہ قادریہ سے فائدہ اٹھائیں تو ان کے حق میں فیض کی زیادتی کا موجب ہوگا۔" (۱۷۵)

● **حضرت خواجہ حاجی فضل اللہ قندھاری نقشبندیؒ (۱۲۳۸ھ)** اپنی تالیف عمدۃ المقامات میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کے تقریباً آخری مکتوب کا مضمون بڑی سلاست سے بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "چوں نوبت بجناب شیخ الجن والانس حضرت عبدالقادر جیلانیؒ محبوب سبحانی رضی اللہ تعالٰی عنہ رسید آں را مفوض بایشاں شد تا مادام قیام ساعت ایں راہ را مفوض بایشاں فرمودہ اند۔" (۱۷۶) یعنی جب جناب شیخ الجن والانس حضرت عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کی باری آئی تو وہ مرتبہ آپ کے سپرد کر دیا گیا۔ قربِ قیامت تک اس راہ کو ان کے سپرد بنایا ہے

● **حضرت سائیں توکل شاہ انبالوی نقشبندیؒ (۱۲۵۵-۱۳۱۵)** صاحبِ استغراق بزرگ تھے۔ آپ کے بارے میں لکھا ہے کہ "ایک روز غوث پاک سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ تھا کہ حضور غوث پاکؒ نے جو یہ فرمایا ہے کہ اولیاء کی گردنوں پر میرا قدم ہے بظاہر اس کا کیا مطلب ہے۔ تو (اس پر سائیں صاحب نے) فرمایا" یہ درست ہے آپ

کے وقت سے لے کر قیامت تک جس قدر لوگ قادریہ نسبت کو حاصل کریں گے
ان سب کی گردنوں پر آپ کا قدم مبارک ضرور ہوگا کیونکہ نسبت قادریہ
کی تکمیل اسی وقت ہوگی جب کہ آپ کا قدم مبارک ان کی گردنوں پر آئے
گا۔ چنانچہ ہم نے بھی دیکھا ہے کہ ایک دفعہ ہم بغداد شریف کی طرف منہ
کر کے حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کی روح سے فیض لے رہے تھے۔
(اچانک) ہم نے دیکھا کہ حضرت پیران پیر کی روح مبارک ہماری گردن
پر اسوار ہوئی۔ اور آپ کے دونوں پاؤں مبارک ہماری گردن کے دونوں
طرف سینہ پر لٹکے ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ "مست! راتی ہے اس
روز ہم کو بہت فیض ہوا۔ بڑا استغراق اور جوش آیا اور نسبت
قادریہ کی تکمیل ہوگئی"(۱۷۷)۔ آپ کے قول سے معاصرین کے علاوہ
بہت سے متاخرین کی گردنوں پر بھی قدم مبارک کا رکھنا ثابت ہوگیا ہے
رہ گیا قادریہ نسبت سے قدم مبارک کو خاص کرنا تو اس کی وجہ یہ ہے
کہ خصوصی شفقت و کرم کا قدم اسی نسبت سے خاص ہے۔ اور دوسری
نسبتوں پر بالواسطہ معاصرین کے قدم مبارک معنوی طور پر ہے۔ اور
پھر چشتی نقشبندی اور سہروردی کے سلسلے آجکل عملاً قادریہ نسبت کی
آمیزش رکھتے ہیں۔ چنانچہ ان سلاسل تصوف کی اپنی تاریخیں گواہ ہیں۔

● حضرت مولانا رکن الدین مجددی الوریؒ (م ۱۳۳۵ھ بمطابق ۱۹۱۷ء)
نے تحریر فرمایا ہے کہ "یہ جو آپؒ (حضرت غوث پاکؒ) نے فرمایا میرا قدم کل
اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے، یہ کلی استغراقی نہیں ہے ورنہ متقدمین میں
صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور متاخرین میں حضرت امام مہدی علیہ السلام
کو بھی شامل ہوگا حالانکہ ان حضرات کی فضیلت تمام اولیائے امت
پر قطعی ہے۔ پس اس کلام سے مراد اس وقت کے اولیاء اللہ ہوں گے

(۱۶۸) معاصرین اولیائے کرام پر برتری اور فضیلت کا ثبوت یہاں بھی نظر آتا ہے البتہ مولانا الوری کے نزدیک اسلم اور احوط توقف ہے

● حضرت مولانا سلامت اللہ رامپوری مجددی (م ۱۳۳۱ھ) اپنی کتاب "تبشیر الوری بحضور المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم" میں حضرت مجدد الف ثانی کے تقریباً آخری مکتوب کا مضمون بڑے زور شور سے پیش کرتے ہیں۔ (۱۷۹)

● حضرت مولانا حیدر اللہ خاں درانی مجددی نقشبندی اپنی کتاب "درۃ الدرانی علی ردۃ القادیانی" میں حضرت غلام محی الدین قصوری مجددی کے یہ اشعار بطور کرامت کے ضمن میں درج فرماتے ہیں:

مدح جناب محی الدین آں غوث اعظم بالیقین
محبوب رب العالمین تن را تواں جاں را جلا

(حضرت محی الدین جیلانی کی تعریف یہ ہے کہ آپ یقیناً غوث اعظم ہیں، رب العالمین کے محبوب ہیں جسم کو طاقت اور روح کو روشنی آپ کے طفیل ملتی ہے)

داوش خدا قرب آں چناں کس نیست یارائے بیاں
پائے شریفش را مکاں برگردن کل اولیاء (۱۸۰)

(اللہ نے آپکو اپنا قرب اتنا دیا ہے کہ کوئی بیان نہیں کر سکتا یہی وجہ ہے کہ آپکا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے)

● حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی (۱۲۸۲-۱۳۴۷ھ) (۱۸۶۵-۱۹۲۸ء) آپ کی مسجد کے محراب پر لکھا تھا "یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ" (۱۸۰ الف) یہ مغرب کی نماز کے بعد حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ قصیدہ غوثیہ کا یہ شعر پڑھتے بجم

دوسرے اشعار پڑھ کر دعا مانگتے۔

؎ وکل ولی لہ قدم وانی۔علی قدم النبی بدر الکمال

(ہر ولی کسی نہ کسی نبی کے قدم پر ہے اور میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر ہوں جو بدر کمال ہیں)

شیاء للہ یا شیخ حضرت سلطان محی الدین عبدالقادر جیلانی المدد۔(۱۸۱)

پھر آگے خواجہ نقشبند سے استمداد کے اشعار اور آخر میں ایک شعر حضرت داتا گنج بخش سے استمداد کا ہے۔ جو حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری کا کہا ہوا ہے۔ اسی طرح حضرت کرماں والے رحمتہ اللہ علیہ بھی فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت قبلہ میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ یا معین یا چشتی یا حضرت سلطان شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ یا بہاؤالدین نقشبند اور یا شاہ مدار کا ورد عموماً صبح شام فرماتے تھے کہ ایسا کرنے میں برکات ہی برکات ہیں۔(۱۸۲) صاف نظر آسکتا ہے کہ سلطان ولایت سیدنا عبدالقادر جیلانی کا مقام اُن کی نظر میں کیا تھا۔

● حضرت مناظر اسلام محمد عمر نقشبندیؒ (۱۳۲۰-۱۳۹۱ھ)(۱۹۰۲ء-۱۹۷۱ء) جو حضرت میاں صاحب شیر ربانی شرقپوریؒ کے مرید وخلیفہ اور میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری کے پیر طریقت ہیں۔ آپ نے حضرت مولانا غلام محی الدین مجددیؒ کے مندرجہ ذیل اشعار کو پورے جوش و خروش سے بیان فرمایا ہے۔

؎ خاصہ کہ آں شاہ ہمہ اولیاء۔ نائب کامل ز شہ انبیاء

(بالخصوص وہ ولی جو تمام اولیاء اللہ کا بادشاہ ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام کے بادشاہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وارث کامل ہے۔)

؎ قطب جہاں غوث زماں محی الدین۔ فیض ازو تا بقیامت یقین

(اس وقت تمام جہان کا قطب و غوث اصل ہے ۔ محی الدین ہے اور اس کا فیض یقیناً قیامت تک رہے گا ۔)

ے پیر دگر شاہ بود نقشبند ۔ ہشت ز بسیار مشائخ بلند (۱۸۲)

(دوسرے پیر شاہ نقشبندؒ ہیں ۔ آپ کا مرتبہ کئی اولیاء اللہ سے بڑا ہے ۔)

● حضرت مولانا نور بخش توکلی نقشبندیؒ (۱۲۹۴ - ۱۳۶۷ھ) (۱۸۷۷ - ۱۹۴۸) آپ گورنمنٹ کالج لاہور میں ایک عرصہ تک عربی کے پروفیسر رہے ۔ آپ نے سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ پر پوری کتاب لکھی جس کا نام سیرت غوث اعظم ہے ۔ اس کے آخر میں آپ نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کا مشہور اور تقریباً آخری مکتوب بطور مسک الختام کے درج فرمایا ہے پھر اس کا ترجمہ بھی دیا ہے ۔ (۱۸۳)

● حضرت شاہ حافظ محمد عنایت اللہ مجددی رامپوریؒ (۱۲۵۹ - ۱۳۳۵ھ) اپنی کتاب "مقامات ارشادیہ" میں اور حضرت مولانا حامد علی خان مجددی نقشبندیؒ (۱۳۲۴ - ۱۴۰۰ھ) (۱۹۰۶ - ۱۹۸۰) اس کے ترجمہ "معارف عنایتیہ" میں مکاشفات غیبیہ کی عبارت یوں پیش فرماتے ہیں کہ "معلوم ہونا چاہیے کہ جو حضرات اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم ذات پاک تک واصل ہوئے ہیں اور اُن کا لقب افراد ہے ۔ بہت ہی قلیل ہیں ——— اکابر صحابہؓ ——— اور اہل بیت کرام میں ائمہ اثنا عشر رضوان اللہ علیہم ۔ اس مرتبے پر فائز ہیں ——— اور اکابر اولیاء اللہ میں حضرت غوث الثقلین، قطب ربانی محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ الاقدس اس دولت کے ساتھ ممتاز ہیں اور اس مقام میں ایسی شان رکھتے ہیں کہ دوسرے اولیاء اللہ نے

اس خصوصیت کے ساتھ بہت کم حصہ پایا ہے ——— اور یہی امتیاز
ان کی فضیلتِ شان کا سبب ہوا ہے چنانچہ وہ خود فرماتے ہیں:

قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ

میرا یہ قدم اللہ کے ہر ولی کی گردن پر ہے ——— اگرچہ دوسرے
اولیاء کے بھی فضائل وکرامات بہت ہیں لیکن غوث پاک کا قرب اس
خصوصیت کی وجہ سے سب سے زیادہ ہے ——— عروج میں ان کے
برابر اس کیفیت کو کوئی نہیں پہنچتا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور
ائمہ اثناعشر رضی اللہ عنہم کے ساتھ ان کو اس باب میں شرکت ہے۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ
الْعَظِيْمِ"(۱۸۵)

اسی کتاب میں لکھا ہے کہ ولایت کے پانچ درجے ہیں......
مقامِ قلب...... مقامِ روح...... مقامِ سِر...... مقامِ خفی
......مقامِ اخفیٰ......" پھر آگے چل کر لکھا ہے کہ "قلب زیرِ قدم
حضرت آدم علیہ السلام۔ اور روح زیرِ قدم حضرت نوح علیہ السلام
اور حضرت ابراہیم علیہما السلام اور سِر زیرِ قدم حضرت موسیٰ علیہ
السلام اور خفی زیرِ قدم حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اخفیٰ زیرِ قدم
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے۔"(۱۸۶) اور یہ بات
واضح ہے کہ سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ قدمِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم
پر ہیں اور وہ مقام مقامِ روح نہیں ہے بلکہ مقامِ اخفیٰ ہے یہی
بات وضاحت کے ساتھ اقتباس الانوار صفحہ ۱۲۹ پر لکھی ہے اور
حضرت سیدنا مجدد الف ثانیؒ اپنے آپ کو ولایتِ محمدی اور ولایتِ موسوی
کا پروردہ قرار دیتے ہیں۔(۱۸۷) تمام محمدی اولیاء علی صاحبہم الصلوٰۃ

والسلام ولایت محمدی کے پروردہ ہیں۔ البتہ قدمِ موسیٰ علیہ السلام پر ہونے کی وجہ سے آپ خود کو ولایتِ موسیٰ کا پروردہ ہونا بتلاتے ہیں۔ اور مقامِ سر پر فائز ہونے والا بزرگ مقامِ اخفیٰ پر فائز بزرگ کے مرتبہ کا ادراک کرنے میں کشفاً خطا کر سکتا ہے۔

● حضرت مولانا ابو الحسن زید فاروقی مجددیؒ (م: ۱۹۹۳ء) نے سیدنا جیلانیؒ پر ایک مضمون لکھا ہے جس کے آخر میں سیدنا جیلانیؒ کے اشعار لکھے۔ ان میں سے بعض کا ترجمہ اُنہی کی زبانی پیشِ خدمت ہے۔

"اور وصالِ محبوب کا کوئی بھی ایسا مقام نہیں جہاں میری منزلت سب (اولیاء) پر فائق اور سب سے قریب تر نہ ہو"۔ (۱۸۸)

"میں رضامندی اور قربِ الٰہی کے سبزہ زاروں سے اوّل دن سے ہی متفید ہوں اور اب مجھ کو وہ مقام عطا کر دیا گیا ہے جو کسی کو نہیں دیا جاتا"۔ (۱۸۹ الف)

"پہلے لوگوں کا سورج ڈوب چکا ہے۔ ہمارا سورج آسمانِ رفعت پر درخشاں ہے جو کبھی نہ ڈوبے گا"۔ (۱۸۹-ب)

● حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی نقشبندیؒ (م ۱۹۸۴ء) آپ نے نعتوں اور مناقب کا انتخاب فرما کر "نغمۂ حبیب" نامی کتاب مرتب فرمائی اور اہلِ سنت کے خورد و کلاں اور نعت خوانوں کے لیے ایک بیش قیمت تحفہ قرار دیا۔ اس میں آپ نے نعتیں سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کی شان میں بھی درج فرمائیں۔ اُن میں ایک منقبت اعلیٰ حضرتؒ کی لکھی ہوئی ہے جس کے چند اشعار حاضرِ خدمت ہیں۔ (واضح رہے کہ یہ مولانا اوکاڑویؒ کا انتخاب اور پسند ہیں):-

؎ تو ہے وہ غوث کہ ہر غوث ہے شیدا تیرا
تو ہے وہ غیث کہ ہر غیث ہے پیاسا تیرا

سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے
سب ادب رکھتے ہیں دل میں مرے آقا تیرا

راج کس شہر میں کرتے نہیں تیرے خدام
باج کس نہر سے لیتا نہیں دریا تیرا

سکر کے جوش میں جو ہیں وہ تجھے کیا جانیں
خضر کے ہوش سے پوچھے کوئی رتبہ تیرا

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

اے رضا یوں نہ بلک تو نہیں جید تو نہ ہو
سیدِ جید ہر دہر ہے مولیٰ تیرا (۱۸۹)

● حضرت مولانا عبدالحکیم خان اختر شاہجہان پوری مجددی (م ۱۹۹۳ء)
حضرت مجدد الف ثانی کی شان بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

مقامِ غوثِ اعظم تو ملا ہے شاہ جیلانی کو
مگر شامل نیابت ہے مجددِ الف ثانی کی (۱۹۰)

● سائیں عبدالرزاق نقشبندی اور مولانا ابو البیان محمد داؤد فاروقی
قدم غوث پاک کو ان کے زمانہ کے تمام اولیائے کرام کی گردنوں پر
تسلیم کرتے ہیں۔ (۱۹۱)

وابستگانِ سلسلۂ سہروردیہ اور مقامِ سیدنا عبدالقادر جیلانی

● **شیخ ابو النجیب عبدالقاہر بن عبداللہ سہروردی ؒ (م ۵۶۳ھ پ ۴۹۰ھ)**

آپ سیدنا حماد دباس ؒ (م ۵۲۵ھ) کی اس پیش گوئی کے راوی ہیں جس میں انہوں نے فرمایا تھا کہ "اس (عبدالقادر جیلانی) کو ضرور حکم دیا جائے گا کہ یہ کہے میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے۔" (۱۹۲) ۔ آپ اس محفل میں موجود تھے جس میں سیدنا عبدالقادر جیلانی ؒ نے قَدَمِی هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ کے فرمائے تھے (۱۹۳) آپ کا بیٹا چشم دید گواہی یوں دیتا ہے کہ "شیخ عبدالقادر نے فرمایا کہ یہ میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے ۔ تو میرے باپ نے اپنا سر جھکا دیا ۔ قریب تھا کہ زمین تک پہنچ جائے اور کہا کہ میرے سر پر ۔ میرے سر پر ۔ میرے سر پر ۔ تین بار کہا ۔" (۱۹۴) آپ اپنے بھتیجے سیدنا شہاب الدین سہروردی ؒ کو غوث پاک ؒ کے ہاں لے آتے تو انہیں راستے میں آداب سکھاتے کہ "حضور قلب کا خیال رکھنا کہ تم ایسے بزرگ کے پاس جا رہے ہو جن کا قلب مبارک اللہ تعالیٰ سے خبر دیتا ہے اور اس کی برکات کے منتظر رہنا ۔" (۱۹۵) ۔ خواجہ حسن محمد چشتی فخاری جن سلسلہ قادریہ میں بیعت ہوئے ۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شیخ ابو النجیب عبدالقاہر سہروردی ؒ بھی سیدنا عبدالقادر جیلانی ؒ کے خلیفہ مجاز تھے ۔ (۱۹۶)

● **شیخ شہاب الدین عمر بن محمد سہروردی ؒ (۵۳۶ ۔ ۶۳۲ھ)** آپ نوعمری میں علم کلام میں مشغول رہتے تھے ۔ آپ کے چچا حضرت ابو النجیب سہروردی آپ کو سیدنا عبدالقادر جیلانی ؒ کے پاس لے گئے ۔ انہوں نے معاملہ ش

کر اپنا بابرکت والا ہاتھ آپ کے سینے پر رکھا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کے سینے کو علم لدنی سے پُر فرما دیا۔ حضرت جیلانیؒ نے آپکو فرمایا کہ اَنْتَ اٰخِرُ المشھورین فی العراق یعنی تم عراق کے مشاہیرین میں سے آخری ہوگے (۱۹۷) آپ سیدنا حماد دباس کی پیش گوئی کی روایت اپنے چچا سے بیان فرماتے تھے۔(۱۹۸) آپ نوجوانی کے عالم میں اُس محفل میں موجود تھے جس میں سیدنا جیلانیؒ نے قَدَمِی کے الفاظ فرمائے تھے آپ بھی سر جھکانے والوں میں شامل تھے۔(۱۹۹)

ایک شبہ کا ازالہ

آپ نے عوارف المعارف میں تواضع اور تکبّر کی بحث میں قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ کے الفاظ کو لقایائے سُکر سے قرار دیا ہے۔ حالانکہ حضرت حماد دباسؒ کی الہامی پیش گوئی میں اُمر و اِذن کی روایت کے بھی آپ راوی ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ تواضع کی بحث میں مخالفینِ اولیاء کا اعتراض وارد ہوتا تھا کہ کئی اولیائے کرام سے ایسا کلام مروی ہے جو بظاہر تکبّر معلوم ہوتا ہے۔ تو یہاں کشفی اُمر و اذن کا بیان اس لیے نہ کیا گیا کہ کشف والہام مخالفین کے لیے حجت نہیں ہوتے۔ اس لئے بر سبیلِ تنزل وہ قول پیش کیا گیا جو مخالفین پر بھی حجت ہو۔ اور وہ یہی توجیہ ہے کہ سُکر کے بعد کامل ترین صحو میں بھی تنا سُکر باقی رہتا ہے کہ جتنا آٹے میں نمک ہوتا ہے اُس سے استغراق و غلبۂ حال کا کلام منہ سے نکل سکتا ہے لہٰذا خود پسندی تکبّر اور فخر کا شائبہ تک نہ رہا۔ اکابر اولیائے کرام کے دفاع میں برسبیلِ تنزل لقایائے سُکر کا قول لے کر اُس کو مدلل کر کے اکابر اولیاء سے خود پسندی اور تکبّر کے اعتراضات کو دفع کیا گیا۔

صرف اسی اعتراض کو دفع کرنے کے لیے بقایائے سکر کا قول پیش کیا گیا۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ "تاہم ایسے مخلص حضرات کے کلام کو قابلِ عذر سمجھنے کی ایک وجہ نکالی جائے گی اور یوں کہا جائے گا کہ اُن کا یہ جوشِ کلام مستی کی حالت میں ہے اور مستوں کا کلام برداشت کیا جاتا ہے" (۲۰۰) متکلم کے لیے یہاں غلبۂ حال (بقایائے سکر) کا قول کرنے کے باوجود بھی وہ اس کلام کو برحق اور حقیقتِ واقعی سمجھتے تھے۔ ورنہ وہ خود اور جمیع اولیائے عصر مسرت۔ لیم ختم نہ کرتے اور اگر کلام کو باطل سمجھتے تو اپنی توبہ شائع فرماتے کہ میں نے فلاں موقع پر اس باطل کلام کی تصدیق کی اس سے توبہ کرتا ہوں۔ کیا مولوی محمد احمد صاحب وغیرہ ایسی تحریر کا کوئی مخطوطہ تلاش کر کے قوم کے سامنے پیش کر سکتے ہیں۔

● حضرت شیخ بہاء الدین ذکریا ملتانیؒ (۵۶۶ - ۶۶۶ھ) : "فوائد اسلامیہ کتاب سے نقل کیا ہے کہ شیخ الاسلام غوث العالم شیخ بہاء الدین ذکریا ملتانیؒ سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے بھی گردن جھکائی تھی۔ فرمایا ہاں میری روح نے بھی گردن جھکائی تھی۔ اگر میں بجسم عنصری موجود ہوتا تو آپ کا قدم آنکھوں پر لیتا۔ زہے سعادتِ ابدی لہٰذا آنحضرت قدمی هٰذہٖ علٰی رقبۃ کل ولی اللّٰہ فرمودہ باین بیت ترنم نمودہ۔ افلت شموس الاولین وشمسنا ✽ ابداً علی افق العلٰی لاتغرب" (۲۰۱) یعنی اس لیے آنجناب نے فرمایا کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ ساتھ ہی ترنم کے ساتھ پڑھا کہ "ڈوب گئے اگلوں کے سورج اور ہمارا سورج ہمیشہ افقِ علیٰ پر رہے گا اور نہ ڈوبے گا۔ اسی طرح بیان کیا گیا ہے کہ "جب حضرت بہاء الدین ملتانی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا کہ حضرت "غوثِ عالم" اور "غوث اعظم" میں کتنا فرق ہے

تو فرمایا کہ معمولی ہے۔ حتیٰ کہ سائل نے تین بار یہی پوچھا اور ہر بار یہی جواب پایا۔ جس سے غوث پاک کی عزت نے جوش مارا۔ اور بہاء الدین کا فیض یک لخت سلب ہوگیا آخر قصیدہ لکھ کر حضور (غوث پاکؒ) کی خدمت اقدس میں (روحانی طور پر) حاضر ہوئے اور معافی مانگی۔ (۲۰۲) واللہ اعلم بالصواب اس قصیدہ میں ۴۵ شعر ہیں جو مسدس کے رنگ میں لکھے گئے ہیں۔ اس کی آخری مسدس یہ ہے۔

کنم سر در فدائے تو۔ فدائے خاکِ پائے تو
فقیر تو، گدائے تو، گدائے بے نوائے تو
بجاں جویم رضائے تو، بدل دارم وفائے تو
کنم در دیدہ جائے تو۔ بامید لقائے تو
بہاؤ الدین ملتانی، کند ہر دم ثنا خوانی
کہ تو محبوب سبحانی ومحی الدین جیلانیؒ (۲۰۳)

(میں اپنا سر آپؒ پر فدا کرتا ہوں۔ آپ کے قدموں کی خاک پر فدا کرتا ہوں۔ آپ کا فقیر ہوں آپ کا گدا ہوں۔ آپ کا بے نوا بھکاری ہوں۔ میں جان سے آپ کی رضا چاہتا ہوں۔ میرے دل میں آپکی وفا ہے۔ آپ کی جگہ میری آنکھوں میں ہے میں آپ کے دیدار کا امیدوار ہوں۔ ملتان کا بہاء الدین ہر وقت آپ کی یوں تعریف کرتا ہے کہ آپ محبوب سبحانی اور محی الدین جیلانی ہیں۔)

اسی طرح آپ سے ایک اور منقبت بھی نقل کی گئی ہے جس سے آپ کی سیدنا جیلانیؒ سے عقیدت ظاہر ہوتی ہے، اس کا ایک شعر درج کرتا ہوں:

؎ اولیائے اولین و آخریں سرہائے خود
زیر پائش مے نہند از حکم رب العالمین۔ (۲۰۴)

ماضی و مستقبل کے تمام اولیاء اللہ کی ارواح نے اپنے سر آپ کے قدم مبارک کے نیچے رکھے ہیں۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے الہامی حکم سے تھا۔

● **حضرت سید مخدوم جہانیاں جہاں گشت سہروردیؒ (۷۰۷-۷۸۵ھ)**

آپ اپنے سلسلے کے شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردیؒ کا سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ سے فیض یاب ہونا یوں بیان فرماتے ہیں "شیخ ضیاء الدین چچا شیخ شہاب الدین کے ایک دن انکو خدمت میں شیخ عبدالقادر قدس سرہٗ کے لے گئے کہا کہ میرے اس بھتیجے نے علم کلام و مناظرے میں غلو کیا ہے شیخ نے ان کے سینے پر ہاتھ ملا۔ علم کلام و مناظرہ محو ہو گیا۔ مگر اس قدر کہ مسائل اعتقاد و فرض ہیں۔ دوسری بار ہاتھ ملا تو علم سلوک رکھ دیا۔ اور خرقہ تبرک کا پہنایا اور فرمایا کہ شیخ شیوخ ہوگا۔" (۲۰۵) اسی طرح آپ نے سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کا قول نقل فرمایا کہ "طوبیٰ لمن رانی اورای من رانی اورای من راہ اورای من راہ

یعنی خوشی و خنکی ہو جیو واسطے اس شخص کے کہ جس نے مجھ کو دیکھا یا اس شخص کو (دیکھا) جس نے مجھے دیکھا یا اس شخص کو دیکھا یا اس شخص کو دیکھا کہ جس نے اُس کو دیکھا پانچ آدمیوں تک۔" ______ "اور میں نے اس شخص کو دیکھا ہے کہ جس نے اُن کو دیکھا ہے۔" (۲۰۶)

اخبار الاخیار میں یوں ہے کہ "میں نے شیخ شرف الدین محمود شبستری کو دیکھا اور انہوں نے شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردیؒ کو دیکھا اور شیخ الشیوخ نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی زیارت کی۔ اس طرح میں اس شرف سے مشرف ہوا۔ اور میں رحمت خداوندی کا مستحق ہوا۔" (۲۰۷) اقتباس الانوار کے مصنف نے آپ کی حضرت جیلانیؒ سے عقیدت مندی کی انتہا کو یوں کہہ کر ظاہر فرمایا

کہ "اس راقم الحروف نے اپنے مشائخ سے سنا ہے کہ حضرت مخدوم جہانیاںؒ پر نسبت قادریہ غالب تھی"۔ (۲۰۸) اخبار الاخیار میں بھی لکھا ہے کہ "مخدوم جہانیاں کو سلسلۂ قادریہ کے ساتھ والہانہ محبت تھی"۔ (۲۰۹)

● **حضرت مفتی غلام سرور لاہوری سہروردیؒ** (۱۲۴۴-۱۳۰۷ھ) (۱۸۳۷-۱۸۹۰ء) آپ کی کل اکیس تصانیف ہیں۔ ان میں سے تین ۳ تصانیف سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کی ذاتِ بابرکات پر مخصوص ہیں ایک کتاب گلدستۂ کرامات ہے۔ جو ۱۲۷۰ھ میں لکھی اس میں سیدنا جیلانیؒ کی ظاہری زندگی کی مناسبت سے اکانوے مناقب ہیں اور ہر باب کے خاتمہ پر ایک غزل منقبت میں لکھی ہے۔ دوسری کتاب اردو زبان میں دیوانِ سروری ہے یہ ۱۲۹۰ھ میں تحریر ہوا۔ سیدنا جیلانیؒ کی منقبت میں ہے۔ تیسری کتاب مناقبِ غوثیہ ہے۔ جو حضرت شیخ محمد صادق شیبانی کی فارسی کتاب کا ملخص اردو ترجمہ ہے۔ (واضح رہے کہ یہ وہی کتاب ہے جس کا عربی ترجمہ مع چند اضافوں کے تفریح الخاطر کے نام سے علامہ عبدالقادر اربلی مرحوم نے شائع فرمایا) ان تین کتابوں میں صرف سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کے مناقب ہیں۔ اور آپ کی کئی دیگر تصانیف میں بھی آپؒ کا ذکرِ خیر موجود ہے۔ (۲۱۰)

آپ کے دیوان سے دو شعر حاضرِ خدمت ہیں۔

حکومت را تو ئی شاہے ولایت را تو ئی ماہے
تو ئی پیر و دل آگاہے اغثنی شاہ محی الدینؒ

(باطنی حکومت کے بادشاہ آپ ہیں۔ آسمانِ ولایت کے چاند آپ ہیں وہ پیر ہیں جو دلوں پر آگاہ ہے۔ اے شاہ محی الدینؒ میری فریاد رسی کریں)

؎ افسرِ اہلِ صفا حضرت غوث الثقلینؓ
گشت محبوبِ خدا حضرت غوث الثقلینؓ (۲۱۱)

(اولیاء اللہ کے سردار حضرت غوث الثقلین ہیں۔ حضرت غوث الثقلینؓ محبوبِ خدا کے درجہ پر فائز ہیں)

● **پیر غلام دستگیر نامی سہروردیؒ** (۱۸۹۴ء۔۱۹۶۱ء) آپ نے حضور غوث پاکؒ کی شان بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

؎ فضیلت سید الکونین کو نبیوں میں حاصل ہے
مسلّم اولیا میں ہے سیادت غوثِ اعظم کی (صلی اللہ علیہ وسلم)

؎ صحابہ میں محمد چاند ہیں اور اولیاء میں یہ
نبوت اُن کی اشرف اور ولایت غوث اعظم کی (صلی اللہ علیہ وسلم)

؎ مسلمانانِ عالم میں ہے اُن کی گیارہویں رائج
بھری آفاقِ عالم میں ہے برکت غوثِ اعظم کی (رحمۃ اللہ علیہ) (۲۱۲)

وابستگانِ سلسلۂ قادریہ اور مقامِ سیدنا عبدالقادر جیلانی

اگرچہ سلسلہ چشتیہ کے اکابر کی مدح کی خاطر مولوی محمد احمد صاحب کا اصول قرار یہ ہے کہ "مرشد اپنے کی اس کے معاصرین پر فضیلت باعتبار محبت کے دینا مضایقہ نہیں" (۲۱۳) اور یہ کہ "اگر سست اعتقاد مرید کے دل میں یہ خطرہ گزرے کہ دنیا میں میرے پیر جیسا کوئی ہے کہ جو خدا تک پہنچا سکتا ہے تو یقیناً ایسے مرید کے دل پر شیطان ملعون قبضہ کر لیتا ہے" (۲۱۴). البتہ جب سلسلۂ قادریہ کے بزرگ سیدنا عبدالقادر جیلانی کا ذکر آتا ہے تو یکایک سٹرائٹ کٹری کردی جاتی ہیں. پھر ضابطہ یہ بنتا ہے کہ "اقوال مریدین کے خالی غلو محبت پیروں سے نہیں. اعتبار سے ساقط" (۲۱۵) پھر بصیر پور کا مولوی محمد احمد نوری بے بصیرتی سے سابقہ علمی دنیا کو ساقط الاعتبار کرنے کیلئے لکھ دیتا ہے کہ "اس موضوع پر قادری حضرات کی لکھی ہوئی کتابیں کذب بیانی اور مبالغہ آرائی سے بھری پڑی ہیں. لہذا ایسی کتب غیر معتبرہ وغیرہ معتمدہ ہیں" (۲۱۶). کیا سمجھے!

جب قادری حضرات ایک موضوع پر کاذب قرار دے دیئے گئے تو دوسرے موضوعات پر ان کے صادق ہونے کی کیا ضمانت ہے. گویا مصنف کا فقط قادری ہونا ہی کتاب کے غیر معتبر ماننے کا معیار بنا دیا گیا ہے. شیخ عبدالحق محدث دہلوی، ملا علی قاری، مجدالدین فیروز آبادی، علامہ نور الدین شطنوفی، صاحب حصن حصین، بحر العلوم فرنگی محلی، مولانا احمد رضا خان حنفی بریلوی، یہ سبھی بزرگ قادری تھے ان کی کتب غیر معتبر بن گئیں بلکہ مجدد الف ثانی کو بھی نسبتِ قادریہ حاصل تھی اور حضرت مخدوم

جہانیاں سہروردی کو نسبتِ قادریہ حاصل تھی اور حضرت حسن محمد چشتی نظامی کو بھی نسبتِ قادریہ حاصل تھی۔ اور حضرت عبد القدوس گنگوہی چشتی صابری کو بھی نسبتِ قادریہ حاصل تھی۔ تو گویا یہ سب بزرگ اور ان کے بعد کے تمام متوسلین غیر معتبر قرار پائے۔ ہمارے لیے ان سب اکابر کو غیر معتبر ماننے کی بجائے مولوی محمد احمد کے خانہ ساز کلیہ کو باطل ماننا زیادہ آسان ہے۔

یہاں میں صرف اُن اکابرِ سلسلہ قادریہ کا ذکر کروں گا جن سے مولوی محمد احمد نے دلیل پکڑی ہے۔

● شیخ اکبر محی الدین محمد بن علی ابن عربی (۵۶۰ - ۶۳۸ھ) آپ کی کتابوں کے بارے میں ابو السعودؒ نے پھر صاحب درمختارؒ نے لکھا کہ "ہمیں یقین ہے شیخ ابن عربیؒ کی کتابوں میں یہودیوں نے تحریف کر دی" (۲۱۷)
امام شعرانیؒ نے لواقح الانوار میں فتوحاتِ مکیہ کا تحریف شدہ ہونا ظاہر فرمایا ہے۔ (۲۱۸) حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ اپنے مکتوبات میں شیخ اکبر کی کتب عام آدمی کو دیکھنا تجویز نہیں کرتے۔ (۲۱۹) حضرت مجدد الف ثانیؒ نے مکتوب میں لکھا کہ "ہمیں نص سے کام ہے نہ کہ فص سے۔ فتوحاتِ مدینہ نے ہمیں فتوحاتِ مکیہ سے بے نیاز کر دیا ہے۔ (۲۲۰)
اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خانؒ نے لکھا ہے۔

ے فتوح الغیب اگر روشن نہ فرمائے
فتوحات و فصوص آفل ہے یا غوث (۲۲۱)

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت نے کتبِ شیخ ابن عربیؒ کو انتہائے سلوک میں پڑھا تو انہیں صدیق بنانے والی قرار دیا اور ابتدائے سلوک میں پڑھا تو زندیق بنانے والی قرار دیا ہے۔ (۲۲۲) آپ کے نزدیک مستند کتاب "خزانۃ المعارف" کی مجلس نمبر ۱۱۲ میں یہاں تک لکھا ہے کہ "معارف

محی الدین ابن عربی قطرہ ایست ومعارف حضرت مجدد دریائے محیط" یعنی محی الدین ابن عربیؒ کے معارف قطرہ ہیں اور حضرت مجددؒ کے معارف ایک بحر بیکراں۔ (۲۲۳) ــــــــ مولانا! دیکھ لیا آپ نے کہ نہ تو حضرت ابن عربیؒ کا مقام سیدنا جیلانیؒ (جن کے نائب مجدد صاحبؒ ہیں) کے مقام سے بڑا ہے۔ کہ اس کا صحیح ادراک کر سکیں کیونکہ کشف میں خطائے اجتہادی ممکن ہے۔ اور نہ ہی اُن کی کتب احتمالِ تحریف سے پاک ہیں۔ اُن سے صرف وہی استدلال درست ہوگا جو جمہور کے خلاف نہ ہو۔ شیخ اکبرؒ کی تصانیف کے بارے میں مذکورہ حقائق سامنے رکھیں اور پھر مولوی محمد احمد صاحب کا یہ دعویٰ بھی پڑھیں کہ "فقیر نے مسئلہ زیرِ بحث کی ہر بنیادی شق کو اکابر قادری مشائخ کی کتبِ معتبرہ یا فریقِ مخالف کی مسلم و معتبر کتب سے پیش کیا ہے" (۲۲۴) ابن عربیؒ کی کتب کا معتبر یا غیر معتبر ہونا اوپر واضح ہو چکا ہے مزید ثبوت یہ کہ ان کے مرید کی زبان سے سیدنا جیلانیؒ کی گھریلو زندگی اور برزخی زندگی کا بطور اعتراض ذکر کرنا (۲۲۵) یقیناً تحریف ہے یا غلبۂ سکر کی حالت میں کلمات۔ اہلِ عراق کے بارے میں دعویٰ کرنا کہ مکر سے نجات نہ پا سکے (۲۲۶) یہ بھی تحریف ہے یا غلبۂ سکر کے کلمات۔ رہا اصل موضوع تو ہم یہ مانتے ہیں کہ اولاً یا اظہارِ شطح نقص ہے اظہارِ کرامت نقص ہے ترکِ تصرف اعلیٰ ہے۔ مگر ہم یہ نہیں مانتے کہ اولیاء کو الہامی امر و اذن ماننا ختمِ نبوت کے خلاف ہے۔ یا سیدنا جیلانیؒ اپنے مقام کا اظہار بے امرِ الٰہی کرتے تھے ہم یہ کہتے ہیں کہ وہ محبوبِ خدا تھے۔ اور مرتبے یا کرامات یا تصرف کے اظہار پر مامور بلکہ مجبور تھے۔ اور یہ ترکِ اختیار یا ترکِ تصرف کی انتہا ہے۔ اسی طرح شیخ ابو السعودؒ کا ترکِ تصرف بھی آپؒ کی عطا ہے۔ جیسا کہ اس کی روایت ہم آگے لکھیں گے۔ چنانچہ خود ابن عربیؒ نے لکھا

ہے کہ انا عبدالقادر مکان ماموراً یا لتصرف (۲۲۷) یعنی رہ گئے حضرت عبدالقادر تو وہ تصرف پر مامور تھے ۔ رہ گئے دعویٰ ہائے لسانی تو ان کے بارے میں آپ کے شیخ حضرت جیلانیؒ کا کلام حاضر خدمت ہے ۔

ع وماقلت هٰذا القول فخرا وانما

اتی الاذن حتی یعرفون حقیقتی (۲۲۸)

(اور میں نے یہ بات بطور فخر نہیں کی بلکہ مجھے حکم آیا ہے یہاں تک کہ لوگ میری حقیقت کو پہچان لیں)

ع وماقلت حتی قیل لی قل ولا تخف

فانت ولی فی مقام الولایت (۲۲۹)

(اور میں نے نہیں کہا یہاں تک کہ مجھے کہا گیا کہ کہہ اور نہ ڈرو پس تم میرے دوست ہو مقام ولایت میں)

صاحب مرتبہ خود ہی اپنے مرتبہ کو ظاہر فرما رہا ہے ۔ اس سے بہت ہی کم تر مرتبہ شخص اس کے مرتبہ کے بارے میں ظن وتخمین سے جو بات کرے یا کشف میں خطائے اجتہادی کرے تو معذور ہے اور عالم کی لغزش سے بچنے کا حکم ہے نہ کہ اس کی پیروی کا ۔ اسی طرح شیخ اکبرؒ نے لکھا ہے کہ "اولیاء اللہ میں سے ایک مرد ایسا ہوتا ہے اور کبھی وہ ایک عورت ہوتی ہے ۔ ہر زمانے میں ۔ اس کی نشانی ہے کہ وہ (اپنے دور کے) تمام بندگان خدا پر غالب ہوتا ہے ۔ اس کو اللہ کے سوا (اس وقت کی) ہر شے پر قدرت تصرف ہوتی ہے ۔ وہ سردار بہادر سبقت لے جانے والا حق کے ساتھ بہت دعوے رکھنے والا ۔ حق کہتا ہے اور عدل کرتا ہے اور اس مقام کے صاحب مقام ہمارے شیخ عبدالقادر بغدادیؒ تھے ۔ آپ کو حق کے ساتھ صولت وطاقت تھی مخلوق پر ۔ آپ بڑی شان والے تھے ۔ آپ کے

نہیں ملا۔ میں اپنے زمانے کے اس مقام والے کو ملا ہوں تاہم سیدنا
عبدالقادرؒ دوسری کئی باتوں میں اس شخص سے زیادہ کامل تھے جیسے میں ملا
اور یہ دوسرے بھی وفات پا گئے ہیں اور مجھے ابھی تک یہ معلوم نہیں ہوا
کہ اب یہ مقام اس کے بعد کس کو ملا ہے۔" (۲۲۰)۔ شیخ اکبرؒ کی اس
مقام والے سے لاعلمی ظاہر کرتی ہے کہ یہ مقام اُن سے بہت بلند ہے اور
وہ اندازاً کلام کر رہے ہیں۔ اسی طرح عورت کی باطنی حکمرانی بھی اسلامی
تعلیمات سے مطابقت نہیں رکھتی۔ اسی طرح ہر ما سوی اللہ پر غالب و
متصرف ماننا بغیر تاویل کے کب جائز ہو سکتا ہے تاہم سیدنا جیلانیؒ کی
اپنے دور میں برتری تو واضح ہو رہی ہے اور بعد والے دور پر بھی آپؒ
کی برتری شیخ اکبرؒ تسلیم کر رہے ہیں۔ اور اس کے بعد کا انہیں علم نہیں
ہے۔ الغرض شیخ ابن عربیؒ کی کتابوں میں تحریف کا احتمال اُن کی کتب کے اعتبار
کے درجے کو کم کر رہا ہے۔ پھر اس مرتبہ پر کلام جس پر فائز شخص کا بعض
اوقات شیخ اکبر کو علم ہی نہیں ہے۔ اس اعتبار کو اور کم کر دیتا ہے تاہم
شیخ ابن عربی کے کلام سے بھی واضح ہے کہ وہ سیدنا جیلانیؒ کو اُنکے تمام
معاصرین پر اور اکثر اولین و آخرین اولیاء اللہ پر فوقیتِ مرتبہ دیتے ہیں
عاجزی انکساری اور کسرِ نفسی کے عامیت کو قدمی ہٰذہٖ کے دعوے سے تو یہ
قرار دینے کے قیاس کا بے بنیاد ہونا آگے آئے گا۔

(۷) حضرت علامہ نورالدین شطنوفیؒ (۶۴۴۔۷۱۳ھ) جن کی کتاب بہجۃ
الاسرار کو مولوی محمد احمد نے قادری حضرات کی معتبر و مستند ترین کتاب
لکھا ہے پھر اس کتاب سے چند روایات بیان کرنے سے پہلے لکھتا ہے
"وہ روایات جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس قول کا تعلق صرف اس
وقت کے اولیاء سے ہے۔" (۲۲۱) مگر اس کتاب سے وہ

روایت نقل نہ فرمائی جس میں قَدَمِیْ ھٰذِہٖ کے قول کے وقت اُس محفل میں جمیع اگلے پچھلے اولیاء اللہ کی ارواح کا حاضر ہونا بتلایا گیا ہے۔ بمحضر من جمیع الاولیاء من تقدم منھم ومن تأخر کے الفاظ بہجۃ الاسرار مولوی محمد احمد صاحب نقل فرما دیتے تو اُس وقت کے اولیاء کی وضاحت بھی ہو جاتی اور اتنے اوراق بھی سیاہ نہ ہوتے۔ یہ بیان مفصل پڑھنا ہو تو بہجۃ الاسرار میں شیخ ابو سعید قیلویؒ کا کشف ملاحظہ فرمائیے (۲۳۲)

مزے کی بات یہ ہے کہ "مفید مطلب" حوالے نقل کرتے وقت تو معتبر و مستند کتب کہا مگر حوالے نقل کر کے پھر خود ہی اُن حوالوں پر مبنی کتاب کو غیر معتبر ثابت کرنے کیلئے مجہولین کی جرح نقل کر دی (جس کا محاسبہ آگے چل کر کیا جائے گا) عقل مند نے یہ بھی نہ سوچا کہ میں نے اپنے حوالوں کو ہی غیر معتبر کہا ہے جن کو اتنی محنت اور جاں فشانی سے نقل کیا تھا۔ جمیع اگلے پچھلے اولیاء اللہ کی ارواح کا قَدَمِیْ ھٰذِہٖ کی محفل میں حاضر و موجود ہونے کا بیان پڑھنے کے بعد بہجۃ الاسرار ہی سے حضرت خضر علیہ السلام کا فرمانِ عالی شان ملاحظہ ہو " وہ فرد الاحباب اور قطب الاولیاء اس وقت ہیں۔ اور اللہ تعالٰے نے اگر کسی ولی کو کسی مقام پر پہنچایا ہے تو شیخ عبد القادر اس سے اعلیٰ درجہ پر ہیں اور اللہ تعالٰے نے جس حبیب کو اپنی محبت کا پیالہ پلایا ہے تو شیخ عبد القادر کو بہت خوشگوار پلایا ہے کسی مقرب کو اللہ تعالٰے نے حال بخشا ہے تو شیخ عبد القادر کو بہت بڑا حال دیا ہے۔ اللہ تعالٰے نے ان کو اپنے اسرار میں سے وہ سر دیا ہے۔ کہ جس سے وُہ جمہور اولیاء سے بڑھ گئے ہیں۔ اور اللہ تعالٰے نے جس کو اپنا ولی بنایا ہے۔ جو گزر چکا یا آئندہ ہوگا۔ وہ قیامت تک اُن کا ادب کرے گا۔ رضی اللہ عنہم اجمعین " (۲۳۳) یہ دوسرے قادری

بزرگ ہے جن کے مجمل حوالے مولوی محمد رضا صاحب دیتے ہیں مفصل حوالہ چھپا جاتے ہیں۔ یا گول کر جاتے ہیں۔

● حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (۹۵۸ - ۱۰۵۲) مولوی محمد احمد صاحب نے لکھا ہے کہ "حضرت شیخ محقق نے شرح فتوح الغیب میں جابجا وقت کی قید لگا کر اس قول کا اپنے وقت کے ساتھ موقت و مخصوص ہونا واضح فرما دیا ہے" (۲۲۴)۔ مولوی محمد احمد رضا صاحب نے ایک اور بزرگ کے حوالے سے لکھا ہے کہ "شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی زبدۃ الآثار میں اکثر شیخ کے اقوال قیدِ زمانہ کے ساتھ ہی تحریر فرمائے ہیں" (۲۲۵)۔ اور اس وقت اور اس زمانہ کی تفصیل معلوم کرنا ہی ہمارا مقصود ہے۔ روایات بتاتی ہیں کہ سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کی محفل میں اگلے پچھلے سب اولیاء اللہ موجود ہوتے تھے شیخ محققؒ نے اخبار الاخیار میں لکھا ہے کہ "مشہور ہے کہ آپ کی مجلسِ وعظ میں تمام انبیاء و اولیاء جو زندہ تھے وہ اپنے جسموں کے ساتھ اور جو (بظاہر) زندہ نہیں تھے۔ وہ اپنی روحوں کے ساتھ موجود ہوتے تھے" (۲۲۶)۔ شیخ محققؒ نے زبدۃ الآثار میں آپؒ کی زبان سے بتلایا کہ "اللہ نے آج تک جو پیغمبر یا ولی پیدا فرمایا ہے میری مجلس میں زندہ مع الجسم اور واصل مع الروح آتا ہے" (۲۲۷) پس قدمی ہٰذہٖ کے فرمان کے وقت تمام اگلے پچھلے وقت سمٹ کر اسی وقت کا حصہ بن گئے تھے کیونکہ اگلے پچھلے تمام اوقات کے اولیاء اللہ کی ارواح کا شاملِ محفل ہونا ہی اس وقت کی وسعتِ دامن کو ظاہر کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ زبدۃ الآثار میں آپ نے موقت اور مطلق روایات کا ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ یہ فیصلہ بھی فرما دیا۔ "آپ سید الاولیاء ہیں

آپ کے لیے تقدم و تاخر کی روایات حضرت خضرؑ کے علاوہ بھی واقع ہوئی ہیں اور آپ کی فضیلت متقدمین اور متاخرین مشائخ دونوں پر یکساں وارد ہوتی ہے۔ یہ بات واضح ہے کہ شہود و عدول کی مثبت زیادت راجح ہوتی ہے" (۲۳۹) جناب قاضی برخوردار ملتانی چشتیؒ لکھتے ہیں کہ "شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ لکھتے ہیں کہ یہ مانی ہوئی بات ہے کہ غوث صمدانی محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ کا ثانی نہیں ہو سکتا" (۲۳۹) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کا ذکرِ خیر یوں بھی فرمایا ہے کہ "میرا مرکزِ اعتقاد اُن صاحبِ قدم پر ہے۔ جو مالکِ رقابِ اولیاء (اولیاء کی گردنوں کے مالک) ہیں اور کوئی راہرو ایسا نہیں جو اُن کی خدمت میں اپنے سر کے بل نہ جائے اور اُن کے قدموں پر اپنا سر نہ رکھے .... اگر دوسرے لوگ قطب ہیں تو یہ خلفِ صادق قطب الاقطاب ہیں اگر دوسرے سُلطان ہیں تو یہ خلفِ صادق شہنشاہِ سلاطین ہیں"......

؎ بادشاہِ ممالکِ قربت ۔ راہ نوردِ مسالکِ قربت
(قربِ خدا کے ملکوں کے آپؒ بادشاہ ہیں۔ آپ قربِ الٰہی کے تمام رستوں کی خاک چھان چکے ہیں)

؎ اُوست در جملہ اولیاء ممتاز ۔ چونکہ پیمبر در انبیاء ممتاز ۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)
(آپ تمام اولیاء اللہ میں اس طرح ممتاز ہیں جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں ممتاز ہیں۔)

؎ اولیاء بندۂ ش از دل و جان ۔ قدمِ اُو بگردنِ ایشاں۔ (۲۴۰)
(اولیاء اللہ غلام ہیں آپ کے دل و جان سے اور قدم آپؒ کا ان تمام کی گردن پر ہے)

● حضرت میاں میر قادریؒ (ت ۹۵۷ - ۱۰۴۵ھ) یہ تیسرے قادری

بزرگ ہیں جن کے حوالے پر مولوی محمد احمد صاحب کو اعتماد ہے۔ انہوں نے قدمی ھذہ ۔۔۔ الخ کے بارے میں دو توجیہات بیان فرمائیں۔ ایک توجیہ تو یہ فرمائی کہ "قَدَمِی ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہ" کا کلام سیدنا جیلانیؒ کا نہیں ہے۔ وہ محض درختِ موسیٰ کی مانند آلۂ کلام تھے اور اُن کی زبان پر اللہ تعالیٰ کلام فرما تھا۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ "شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے قَدَمِی عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہ ظاہر ہوا۔ ان سب کے مجمل معنیٰ یہ ہیں کہ میں محو بالذاتِ حق ہوں۔" (۲۴۱)

یہ توجیہ خلافِ دلیل اور خلافِ جمہور ہے۔ اور اس کے منفی اثرات اور مضمرات کا جائزہ آگے چل کر لیا جائے گا۔ داراشکوہ کے مطابق حضرت میاں میر قادریؒ نے قدمیؒ کے کلام کی ایک اور توجیہ بھی بیان فرمائی ہے (جو جمہور کے مطابق ہے) اور وہ یہ ہے کہ "عارفِ ربانی جنیدِ ثانی پیر دستگیر حضرت شیخ میاں میرؒ فرماتے تھے کہ قَدَمِی ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہ سے مراد یہ ہے کہ میرا طریقہ سب طریقوں سے بالاتر ہے۔ اور قدم سے قدمِ طریقت مراد ہے اور جملہ اولیاء اللہ نے جو گردنِ تسلیم خم کی اس سے یہ مراد ہے کہ انہوں نے حضرتؒ کی بالاتری کو قبول کیا۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی انتہائی مہربانی ہے۔" (۲۴۲)

● **حضرت میاں محمد بخش قادریؒ صاحبِ سیف الملوک** (۱۲۴۶۔۱۳۲۴ھ)

(۱۸۲۶۔۱۹۰۷ء) مولوی محمد احمد صاحب نے مفتی اقتدار احمد نعیمی کے حوالے سے میاں محمد بخش صاحبؒ کے چند شعر نقل کیے ہیں جن میں سے ایک مصرعہ "جنہاں نالوں گھٹ نہ رہیا ہر صفتوں ہر وصفوں" (یعنی سیدنا جیلانیؒ کسی صفت اور وصف میں انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے کم نہیں ہیں)۔ کسی تاویل سے شرعاً درست معنیٰ نہیں دیتا یہ ایسے ہی

ہے جیسے سیدنا محبوب الٰہی دہلوی کی شان میں علامہ اقبال نے کہا ہے
"مسیح و خضر سے اونچا مقام ہے تیرا"۔ یہ کلمات از روئے فقہ کفریہ کلمات ہیں
تاہم محض لزوم کفر سے کسی کو کافر مان لینا جلد بازی ہے ۔کیا دیکھتے نہیں کہ
جس شخص نے کسی حال میں کہا تھا کہ "اے اللہ تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا
رب ہوں" ان کفریہ کلمات سے لزوم کفر آتا ہے مگر قائل غلبۂ حال سے یا
آگاہ نہ کیے جانے کے عذر کی وجہ سے کافر قرار نہ دیا گیا بلکہ فرمایا گیا کہ فقد
اخطا من شدۃ الفرح (بے شک اس نے خوشی کے غلبے سے مغلوب الحال
ہو کر خطا کی ہے)۔ اگر وہ حقیقت جان لینے کے بعد بھی اپنے الفاظ پر قائم رہتا
تو یہ التزام کفر ہوتا اور اسے کافر کہا جاتا۔ اسی طرح میاں محمد بخش
صاحب اور علامہ اقبالؒ التزام کفر ثابت نہ ہونے کی وجہ سے صرف
اور صرف خطا کے مرتکب ہوئے ۔ تاہم قاری کی آگاہی کے لیے
کتاب پر حاشیہ ضرور ہونا چاہیے۔ سیف الملوک ۳۳ سال کی عمر
میں میاں صاحب نے ۱۲۷۹ھ میں لکھی تھی۔ اس کے دو سال بعد ۱۲۸۱ھ
میں تحفہ رسولیہ لکھی۔ اس میں آپ نے نبی اور ولی میں فرق یوں بیان
فرمایا کہ

؎ معجزا تے کرامت اندر جیوں کر فرق چھپاتا
نبی ولی وچ فرق اینویں ہی چاہیے سمجھ کر جاتا۔ (۲۴۳)

اکاون سال کی عمر میں ۱۲۹۶ھ میں آپ نے ردِّ وہابیہ میں کتاب ہدایت المسلمین
لکھی۔ اس میں آپ نے سیدنا جیلانیؒ کی شان یوں بیان فرمائی کہ

؎ دین نبی دا زندہ کیتا محی الدین جیلانیؒ
شمس اسماں دا و علم چمکے لایزال اسمانی
سر گردن اوہناں والی اس نوں فرش قدم دا

رتبہ اس دا سمجھو اُچا وارث لوح قلم دا

سبطین جایا قطب جہاناں شیخ کل اندر کل دے

قدویاں نبی دیوں کھلے خوشبو ٹھلے خوش گل دے

قدم قدمی کیہوس تائیں امر ہووں رب کیتا

امر قبول او ہدا اولیاواں نال ادب سب کیتا

عارف زاہد غوثاں قطباں ہور اولیا کبار اں

خوشہ چین او ہدے کھلوتے پاون خیر ہزاراں (۲۴۴)

رہ گیا مفتی اقتدار صاحب کا مقام سیدنا جیلانی کا بیان تو اس کے مقابلے پر ان کے والد ماجد حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمیؒ کا موقف زیادہ معتبر و مستند اور اہم ہے وہ فرماتے ہیں کہ "جیسے حضور غوثِ اعظم تمام اولیاء اللہ کے سردار ہیں کہ سب کی گردن پر حضور غوث پاک کا قدم ہے آپ طریقت کے امام اوّل ہیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے

"غوثِ اعظم درمیانِ اولیاء — چوں جناب مصطفےٰ درانبیاء (صلی اللہ علیہ وعلیہم وسلم)

ایسے ہی امام اعظم تمام علماء کے سردار ہیں۔ کہ تمام علماء آپ کے زیرسایہ ہیں۔ اسی لیے طریقت کے امام اول کا لقب غوثِ اعظم ہوا اور شریعت کے امام اول کا لقب امام اعظم۔ بغداد شریف مجمع بحرین ہے کہ دونوں امام وہاں آرام فرما ہیں" (۲۴۵)

● اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلویؒ (۱۲۷۲۔۱۳۴۰ھ) (۱۸۵۶۔۱۹۲۱ء) آپؒ سے سیدنا عبدالقادر جیلانیؓ کی افضلیت کے بارے میں تخصیص کا قول مروی ہے کہ والمعنی اطلاق التفضیل الا من دل بدلیل۔ (۲۴۵ الف) اور معنی یہ ہے کہ افضلیت سب پر مطلق ہے سوائے اس کے جس کو دلیل سے خاص کر دیا جائے۔ تخصیص کے لیے اتنی طاقت اور

وزن کا قول درکار ہے جتنی طاقت اور وزن کا یہ قول ہے اور یہ واضح ہے کہ سیدنا جیلانی کا یہ قول جمیع اولیائے عصر کا تصدیق یافتہ ہے اس یہ تخصیص بھی تبھی درست ہوگی جب اجماع اولیائے عصر یا دلیل مافوق سے کی جائے گی ۔ اعلیٰ حضرت نے تخصیص مدلل کا قول کیا ہے ۔ اس سے ناجائز فائدہ نہ اٹھائیے ۔ خود اعلیٰ حضرت ہی فرماتے ہیں کہ:

آں کہ پایش بر رقاب اولیائے عالم است
وانکہ ایں فرمود وحق فرمود بااللہ آں تولی

(وہ ولی اللہ کہ جس کا پاؤں تمام اولیائے جہان پر ہے ۔ اور وہ جس نے یہ دعوٰی فرمایا اور سچا دعوٰی فرمایا ہے اللہ کی قسم وہ آپ ہی ہیں)

اندریں قول آنچہ تخصیصات بے جا کردہ اند
از ذلل یا از ضلالت پاک ازاں بہتاں تولی (۲۴۹)

(اس قول میں جو بعض لوگوں نے جو بے جا تخصیصات کی ہیں تو لغزش سے یا گمراہی سے کی ہیں اور آپ اس الزام سے بری ہیں)

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی مزید فرماتے ہیں کہ

الوہیت ہی احمد نے نہ پائی
نبوت ہی سے تو عاطل ہے یا غوث

صحابیت ہوئی پھر تابعیت
بس آگے قادری منزل ہے یا غوث

ہزاروں تابعی سے تو فزوں ہاں
وہ طبقہ مجملاً فاضل ہے یا غوث

کوئی کیا جانے تیرے سر کا رتبہ
کہ تلوا تاج اہل دل ہے یا غوث

مشائخ میں کسی کی تجھ پہ تفضیل
بحکمِ اولیاء باطل ہے یا غوث
جہاں دشوار ہو وہمِ مساوات
یہ جرأت کس قدر زائل ہے یا غوث
ترے خدام کے آگے ہے اک بات
جو اور اقطاب کو مشکل ہے یا غوث (۲۴۷)

اسی طرح اعلیٰ حضرتؒ پہلے خلفائے راشدینؓ پھر باقی ائمہ اہلِ بیتؓ اور پھر امام مہدی کے آنے تک سیدنا جیلانیؒ کو ہی اکبر اور مستقل غوثِ وقت مانتے ہیں۔ (۲۴۸)

● دیگر قادری بزرگوں کے حوالے دینا بے سود ہے کیونکہ مولوی محمد احمد لکھ چکا ہے کہ: "بڑے بڑے متقی اور پرہیزگار بننے والے "قادری حضرات" بھی اس موضوع پر رطب و یابس سے گریز نہیں کرتے"۔ (۲۴۹) نیز صرف سیدنا جیلانیؒ کے لیے وہ یہ قاعدہ بھی پیش کرتا ہے کہ "اقوالِ مریدین کے خالی غلوِ محبت پیروں سے نہیں۔ اعتبار سے سب قطعاً"۔ (۲۵۰) اور مذکورہ بالا قادری حضرات کے کلام سے بھی چونکہ مولوی محمد احمد صاحب غلط فہمی پیدا کر رہے تھے۔ اس لیے وضاحت کی خاطر ہم نے ان قادری حضرات کے کلام کو ذکر کیا ہے۔ ارشد کلاچوی کے ساتھ مولانا نور محمد کلاچویؒ مصنف مخزنِ اسرار (۱۸۹۲-۱۹۶۰ء) کو ایک ہی گروہ قرار دینا بہتان تراشی ہے۔ مولانا نور محمد کلاچویؒ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی ہم نوائی میں صحابہ کرامؓ اور ائمہ اہلِ بیتؓ کو مستثنیٰ قرار دیتے ہوئے صرف اولیاء اللہ کے تمام افراد سے سیدنا جیلانیؒ کو برتر مانتے ہیں۔ مخزنِ اسرار میں خواجہ سلیمان تونسویؒ کا قول کہ "شعر: پیران شرف داد سگِ درگاہِ جیلانی

بالکل موجود نہیں ہے۔ نقل در نقل سے مولوی محمد احمد نے بھی مخزن اسرار کے نام سے یہ مصرعہ پیش کیا ہے یہ ظاہر کرتا ہے کہ مولوی محمد احمد نے مخزنِ اسرار کو نہیں دیکھا۔ پس نور محمد کلاچوی اور ارشد کلاچوی میں سے کلاچوی کا لفظ مشترک دیکھ کر ایک کا نظریہ دوسرے کی طرف بھی منسوب کر دیا۔ اور اتنا حق تو مولوی محمد احمد کے پاس ہونا چاہیے آخر وہ شمس الفقہا ہیں۔ اور مولوی ثناء اللہ نے انبیاء کا سر جھکانے کا قول کیا ہے۔ تو صاف بات ہے کہ اگر سیدنا جیلانیؒ کی اُن پر برتری ماننا مراد ہے۔ تو یہ کھلا ہوا کفر ہے۔ اور اگر سیدنا جیلانی کو بطورِ محبت و شفقتِ پدری کے کندھوں پہ اُٹھانا مراد ہے۔ تو یہ ثابت نہیں ہے۔ اگرچہ جائز ہے کیونکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حسنین کریمین اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کو اپنے کندھوں پر اُٹھایا تھا اور اگر قدمی کے قول کا قائل اصلی اللہ تعالٰی نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مانا جائے اور سیدنا جیلانیؒ کو مثل موسٰی کی طرح آلۂ کار مانا جائے تو بھی سر جھکانا اللہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہو گا۔ اور یہ جائز ہے تاہم یہ قول جمہور اولیائے کرام کے خلاف ہے۔ اس لیے ناقابلِ قبول ہے۔ مولوی ثناء اللہ کے قول میں یہ احتمالات ہیں۔ مگر مولوی ارشد کلاچوی کا قول صراحۃً علیہ السلام پر برتری کا قول ہے۔ اور اس قول کے کفر ہونے میں کلام نہیں۔ مولوی ارشد کلاچوی نے جو کچھ سیدنا جیلانیؒ کی شان میں لکھا ہے۔ وہی کچھ علامہ اقبال نے حضرت نظام الدین محبوب الٰہی دہلویؒ کی شان میں لکھا ہے کہ "تو مسیح و خضر سے اونچا مقام ہے تیرا"۔ میاں محمد بخش کا کلام بھی انبیاء علیہم السلام

سے سیدنا جیلانی کی برابری کا مفہوم دیتا ہے، یہ صرف لزوم کفر ہے۔ تاہم ان میں سے زندہ حضرات اگر غلطی کفر کی نشاندہی کے باوجود اپنے جرم پر قائم رہتے ہیں تو یہ التزام کفر ہوگا۔ اور اس کو کافر قرار دینا جائز بلکہ لازم ہوگا۔

سیدنا جیلانی سے پہلے آنے والوں کی نظر میں آپکا مرتبہ

● حضرت شاہ بدیع الدین مدار (۲۴۲-۸۳۸ھ)۔ آپ سیدنا جیلانی سے پہلے پیدا ہوئے۔ اور بڑی طویل عمر پائی۔ حضرت قاضی شہاب الدین جونپوری چشتی نظامی (۸۴۸ھ) نے ملفوظ قطب الابرار حضرت شاہ بدیع الدین مدار میں لکھا ہے کہ وہ بعد صحابہ کرام اور ائمہ عظام کے کوئی قطب یا ولی سوائے قطب العالم غوث الاعظم اور خواجہ اویس قرنی اور شیخ جنید بغدادی اور شیخ بہلول دانا کے مرتبہ وراء الورا کو نہیں پہنچا۔ اور وراء الورا وہ مرتبہ عالی ہے کہ ولایت میں اس سے بالا تو کوئی مرتبہ نہیں اور حضرت غوث الاعظم اس مرتبہ عالی میں مثل شاہنشاہ کے ہیں۔ مثل ان کے کوئی ولی آج تک پیدا نہ ہوا اور نہ قیامت تک ہوگا" (۲۵۱)

● حضرت بایزید بسطامی (۱۳۶-۲۶۱ھ) سلسلہ نقشبندیہ کے ابتدائی بزرگوں میں سے ہیں۔ ان کے بارے میں لکھا ہے کہ "جب ندائے منادی غیب عالم ارواح میں پہنچی تو حضرت خواجہ بایزید بسطامی کی روح پاک نے درگاہ ایزدی میں عرض کیا کہ یا احکم الحاکمین تیرا فرمان واجب الاذعان ہے مگر سید عبدالقادر کو بایزید پر کونسی فوقیت و ترجیح ہے۔ ارشاد ہوا دو فوقیتیں ہیں۔ ایک یہ کہ وہ فرزند دلبند حضرت خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ دوسرے یہ کہ

تو فارغ مشغول ہے اور وہ مشغول فارغ۔ اور تو (میرا) عاشق ہے اور وہ معشوق یہ سنتے ہی حضرت بایزید نے گردن جھکا دی اور فرمایا سمعنا واطعنا (ہم نے سنا اور مانا)۔" (۲۵۲)

● حضرت جنید بغدادی" (م ۲۹۷ھ)۔ آپ کو جمعہ کے خطبے کے دوران میں مراقبہ و استغراق کی حالت ہوئی اور آپ نے کہا کہ اس کا قدم میری گردن پر ہے۔ بعد میں لوگوں کے استفسار پر بتایا کہ پانچویں صدی میں سید عبدالقادر محی الدین گیلانی مامور ہو کر فرمائیں گے کہ قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیٍّ وَّوَلِيَّةٍ لِلّٰهِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ سِوَى الصَّحَابَةِ وَالْاَئِمَّةِ مِنْ ذُرِّيَّةِ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ صلی اللہ علیہ وسلم (یعنی میرا یہ قدم اللہ کے ہر اگلے پچھلے ولی اور ولیہ کی گردن پر ہے۔ مگر صحابہ کرامؓ کو اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل پاک کے ائمہ کرامؓ کو چھوڑ کر۔) حالت کشف میں اس کی وضاحت ہوئی تو اسی حالت میں زبان سے وہ کلام نکلا۔ (۲۵۳)

● حضرت اویس قرنی" (م ۳۷ھ)۔ آپؒ کو خیرالتابعین کہا گیا ہے۔ آپ کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلکہ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ دونوں کو بلکہ صحابہ کرامؓ کو اُس سے اپنے اپنے لیئے دعائے بخشش کرانے کیلئے فرمایا تھا۔ (۲۵۴)۔ اسی ضمن میں بیان کرنے والوں سے یہ بھی نقل کیا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کو پوری امت کیلئے دعا کرانے کیلئے فرمایا تھا۔ چنانچہ اس سلسلے میں جب ان دونوں صحابہؓ نے حضرت اویسؒ سے فرمایا تو وہ سجدے میں گر گئے۔ اور پھر یہ الہامی گفتگو سنائی کہ میں نے تو تمام امت کی مغفرت کیلئے دعا مانگی تھی لیکن خطاب آیا کہ سراٹھاؤ میں

نے آدھی امت کی تمہاری سفارش سے مغفرت کی اور باقی آدھی امت کی تیرے بعد آنے والے اپنے محبوب غوث اعظم کی سفارش سے مغفرت کروں گا۔ میں نے عرض کی کہ میرے رب! تیرا وہ اعظم محبوب کون ہے۔ اور کہاں ہے تاکہ میں اس کا دیدار کروں۔ فرمایا گیا کہ وہ ملیک مقتدر کے پاس نشست گاہ صدق میں آرام فرما ہے جو کہ دنا فتدلی فکان قاب قوسین او ادنیٰ میں ایک مقام ہے (جہاں سیدنا جیلانی کی روح بطور سواری پہنچی تھی۔ اور اس مقام کا آپ نے ایک قصیدہ میں بھی ذکر کیا ہے)۔ وہ میرا اور میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب ہے۔ اور قیامت کے دن کے قریب تک وہ اہل زمین پر ہماری حجت ہے۔ وقدماہ علی رقاب الاقطاب والاولیاء الاولین والاخرین سوی الصحابۃ والائمۃ المعصومین

اس کے قدم صحابہ کرامؓ اور پاک اماموں کو چھوڑ کر تمام اگلے پچھلے اقطاب اور اولیاء کی گردنوں پر ہوں گے۔ جو قبول کرے گا میرا محبوب ہوگا تو اسی وقت ہی حضرت اویس نے سر تسلیم خم فرمایا (۲۵۵)

● متقدمین اولیاء کا آپؒ کے بارے میں اجمالی قول: شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اخبار الاخیار میں فرماتے ہیں "بعض مشائخ متقدمین جنہوں نے کشف و الہام کے ذریعے آپ کے وجود مبارک کی خبر دی۔ وہ بھی آپ کی تعظیم و تکریم بلندی مرتبہ (اور) عظمت شان کے معترف ہوتے گئے ساتھ آپ کی اطاعت و فرمانبرداری اور آپ کے قول میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے کی سچائی کا یقین کرنے اور من جانب اللہ مامور سمجھنے میں اتنا آگے تھے جس سے زیادہ کا تصور ممکن نہیں" (۲۵۶)۔ کہا گیا ہے کہ "حضرت حسن بصریؒ سے لے کر حضرت غوث اعظمؒ کے زمانہ تک جتنے اکابر اولیائے کرام گزرے ہیں سب نے آپؒ کی پیدائش اور قطب زمان ہونے کی

خبردی ؟ (۲۵۷)۔ حضرت امام حسن عسکریؓ نے اپنی جائے نماز (مصلائے امامت) کے بارے میں وصیت فرمائی کہ یہ سید عبدالقادر حسنی جیلانیؒ کی امانت ہے۔ ان تک پہنچانا اور اس سے پہلے نسل در نسل حفاظت کرنا۔ (۲۵۸)

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نظر میں سیدنا جیلانیؒ کا مقام

● حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ آپ کے بارے اگرچہ اختلاف موجود ہے۔ تاہم اکثر علماء کے نزدیک درست قول یہی ہے کہ آپ نبی ہیں۔ آپ نے سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کے بارے میں جو تعریفی کلمات کہے ہیں۔ ان میں سے چند تعریفی کلمات درج ذیل ہیں۔ حضرت خضر علیہ السلام کی روایت ہے کہ افراد آپ ہی کی طرف ہر وقت رجوع کرتے ہیں...... آپ ہی اس وقت فرد احباب (محبوبوں میں یکتا) اور قطب الاولیا ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے اگر کسی ولی کو کسی مقام پر پہنچایا ہے۔ تو شیخ عبدالقادر اس سے اعلیٰ درجہ پر ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ نے جس حبیب کو اپنی محبت کا پیالہ پلایا ہے تو شیخ عبدالقادر کو بہت خوشگوار پلایا ہے۔ کسی مقرب کو اللہ تعالیٰ نے حال بخشا ہے تو شیخ عبدالقادر کو بہت بڑا حال دیا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے انکو اپنے اسرار میں سے وہ ستر دیا ہے کہ جس سے وہ جمہور اولیاء سے بڑھ گئے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے جس کو اپنا ولی بنایا ہے جو گذر چکا ہے یا آئندہ ہو گا۔ وہ قیامت تک ان کا ادب کرے گا (۲۵۹) ایک اور موقع پر حضرت خضر علیہ السلام نے سیدنا جیلانی کے بارے میں فرمایا کہ وہ امام صدیقین اور حجۃ العارفین ہیں وہ معرفت میں روح ہیں۔ اور اولیاء کے درمیان ان کی عجیب شان ہے (۲۶۰)

زبدۃ الآثار میں سیدنا جیلانی کے لیے حضرت خضر علیہ السلام کے یہ الفاظ منقول ہیں کہ "وہ اس وقت کے فرد احباب ہیں۔ اللہ تعالیٰ کبھی کسی ولی اللہ کو مرتبہ عالی عطا نہیں فرماتا جب تک حضرت غوث پاک کو منظور نہ ہو کسی مقرب ولی اللہ کو اس وقت تک بزرگی نہیں دی جا سکتی جب تک وہ حضرت غوث اعظمؓ کی بزرگی کا اعتراف نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو اس وقت تک اپنا ولی نہیں بناتا جب تک اس کے سینہ میں حضرت غوث پاکؓ کا ادب و احترام موجود نہ ہو" (۲۶۱) ایک اور موقع پر حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا "حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؓ اور حضرت شیخ نظام الدین بدایونی مقام معشوقی میں تھے ان کی مثل کوئی دوسرا نہیں ہوا" (۲۶۲) حضرت خضر علیہ السلام سے مزید منقول ہے کہ "غوث الاعظم کو محبوبیت کا جو مقام حاصل ہے دنیا میں کسی کو حاصل ہوا نہ ہوگا۔" (۲۶۳)

ایک شبہ کا ازالہ

مولوی محمد احمد صاحب نے بحوالہ دقائق المعانی حضرت خضر علیہ السلام کا قول نقل کیا ہے کہ "زیر آسمان کوئی ولی اللہ قطب کبار وحدت حضرت سلطان سید نظام الدین البدایونی جیسا آیا نہ آئے گا۔" (۲۶۴) حضرت خضر علیہ السلام کا یہ قول مذکورہ بالا قول سے متضاد نظر آتا ہے۔

تو اس کا جواب یہ ہے حضرت سیدنا نظام الدین محبوب الٰہی کی ولایت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رنگ میں تھی اور حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانیؓ کی ولایت ہر لحاظ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں تھی۔ اور دونوں بزرگ اپنے اپنے رنگِ ولایت میں اتباع مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کر کے آخری مقام محبوبیت پر پہنچے تھے۔ اور اپنے اپنے رنگ کی محبوبیت میں ان دونوں میں سے ہر ایک ماضی و مستقبل میں بے مثال ہے۔

● حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے سیدنا جیلانیؒ کے والدِ ماجد کو رویا میں بشارت و مبارک کے بعد فرمایا کہ "بجز ائمۃ المعصومین تمام اولیاء تمہارے اس مولود کے مطیع ہوں گے اور اپنی گردنوں پر ان کا قدم رکھیں گے اور یہ ان کی ترقی درجات کا باعث ہوگا اور اگر کوئی انحراف کرے گا تو وہ قربِ الٰہی سے مطرود ہو کر بعد اور حرمان کے گڑھے میں ڈالا جائے گا"۔(۲۶۵)

● رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا جیلانیؒ کے والدِ ماجد کو دیدار کرایا اور فرمایا "یا ابا صالح اعطاک اللہ ابنا وھو ولدی ومحبوبی ومحبوب اللہ تعالٰے وسیکون لہ شان فی الاولیاء والاقطاب کشانی بین الانبیاء والرسل۔ یعنی اے ابو صالح خدا تعالیٰ نے تجھے ایسا فرزند عطا فرمایا ہے جو میرا اور اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے۔ اور قریب ہے کہ اس کا شان اولیاء و اقطاب میں ایسا بلند مرتبہ ہوگا جیسا کہ میرا شان انبیاء و رسل میں عالی ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)"۔(۲۶۶)

اسی طرح منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شبِ معراج سیدنا جیلانیؒ کی روح سے فرمایا کہ "میرا قدم تیری گردن پر ہوا۔ اور تیرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہوگا"۔(۲۶۷)

باب دوم

جمہور اہلِ سنت کے خلاف اشکالات

(۱) الہامی امرِ الٰہی اولیاء اللہ کیلئے ثابت ہے اور یہ ختم نبوت کے منافی نہیں ہے

اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالےٰ سے کلام حقیقی کا دعویٰ یا قطعی امر وحی ملنے کا دعویٰ نبوت کا دعویٰ ہے۔ اور اس بات کا مدعی یا منکرِ ختمِ نبوت کا منکر ہے جیسا شیخ اکبر ابن عربیؒ امام شعرانی اعلیٰ حضرت اور حضور غزالیٔ زماں علامہ سید احمد سعید کاظمیؒ کے حوالوں سے مولوی محمد احمد صاحب نے ذکر کیا ہے۔ (۲۶۸) لیکن کشف والہام سے علم یقینی حاصل نہیں ہوتا بلکہ علم ظنی حاصل ہوتا ہے جو کہ دلیلِ ظنیہ کا درجہ رکھتا ہے یہی وجہ ہے کہ اولیاء اللہ کے کلام میں اللہ تعالیٰ سے الہامی مکالمہ کرنا یا الہامی امر ملنا وغیرہ پایا جاتا ہے۔ خود مولوی محمد احمد صاحب نے تسلیم کیا ہے کہ "بعض اوقات اولیائے کرام امر یا مامور یا وحی کا لفظ استعمال فرما لیتے ہیں۔" (۲۶۹)۔ خود حضرت ابن عربیؒ کا فرمان ہے کہ "یہ درست ہے کہ چند کتابیں میں نے اپنے آپ کو مشغول رکھنے کیلئے لکھیں لیکن اکثر کتابیں جو لکھی ہیں مامور من اللہ تھا۔" (۲۷۰) حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ کی انیس الارواح کی مجلس نمبر ۵، ۷، ۱۳ میں۔ حضرت خواجہ اجمیریؒ کی دلیل العارفین کی مجلس نمبر ۹ میں اور حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہیؒ کی فوائد الفواد کی جلد اول مجلس ۲۶ و جلد آخر مجلس نمبر ۳۰ میں اولیاء اللہ سے اللہ تعالےٰ کا کلام فرمانا منقول ہے۔ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت اس کی حقیقت یوں بیان فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ بعض اولیاء سے بات کرتا ہے۔ مخلوق صورت ہو جاتا ہے۔ اس کے ساتھ بات کرتا

ہے .... اولیائے کرام سے اس طور پر بات کرتا ہے کہ ھٰذَا اَفْعَل وَھٰذَا لَا تَفْعَل یعنی یہ کرو اور یہ نہ کرو۔" (۲۷۱) ان حوالوں کا حصر نہ مقصود ہے اور نہ ہی ممکن ہے۔ خود قرآن مجید میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو الہام میں دو حکم الٰہی ملے کہ "اَن اقْذِفِیْهِ فِی التَّابُوْتِ فَاقْذِفِیْهِ فِی الْیَمِّ

یعنی کہ اس بچہ کو صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دے۔ (۲۷۲)

حضرت خضر علیہ السلام جو کہ مولوی محمد احمد صاحب کے نزدیک نبی نہیں ہیں بلکہ صرف ولی اللہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مولوی محمد احمد صاحب نے لکھا ہے کہ "حضرت خضر سیدنا محبوب الٰہی قدس سرہ کے باورچی خانہ کی نگرانی فرماتے اور حاضرین مجلس سماع کی جوتیوں کی حفاظت فرماتے۔" (۲۷۳) انہی حضرت خضر علیہ السلام نے غیر کی کشتی کا نقصان کیا ایک بچے کو قتل کیا۔ اور آخر میں بتایا وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِیْ اور یہ سب کچھ میں نے اپنے حکم سے نہ کیا۔ (۲۷۴) قرآن سے ظاہر ہوا کہ اُمِّ موسیٰ اور حضرت خضرؑ الہامی طور پر مامور من اللہ تھے بالخصوص حضرت ام موسیٰؑ کو دو الہامی حکم ملنا تو اس مسئلے میں نص کا حکم رکھتے ہیں کہ ولی اللہ کیلئے الہامی حکم الٰہی ماننا جائز ہے اور یہ اس کو نبی ماننے کے مترادف نہیں ہے۔ ہاں اگر کوئی الہامی حکم الٰہی کو علم یقینی و قطعی قرار دیتا ہے۔ تو یہ دعوائے نبوت کے مترادف ہے یہی بات غزالیٔ زمان علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی ہے کہ "یہ صحیح ہے کہ کشف والہام سے آیاتِ محکمات و دلائلِ قطعیہ کی طرح علم یقینی حاصل نہیں ہوتا........ کشف و الہام دلائلِ ظنیہ میں سے ہیں۔" (۲۷۵)۔ نبوت و تشریع کا تعلق علم قطعی سے ہے اور

کشف و الہام کا تعلق علمِ ظنی سے ہے. ظنی درجہ کے امر و نہی و کلام پر قطعی درجہ کے امر و نہی و کلام کے احکام جاری کرنا تلبیس ابلیس ہے. علمہ گر فرقِ مراتب نہ کنی زندیقی. مولوی محمد احمد صاحب نے اگر جان بوجھ کر یہ دھوکا دینے کی کوشش کی ہے تو یہ قابلِ مذمت ہے اور اگر جہالت کی وجہ سے ایسا کر بیٹھے ہیں تو رجوع کی امید رکھی جا سکتی ہے.

(۲) قدمی کا قول الہامی امرِ الٰہی سے فرمایا گیا اور یہ شطح نہیں ہے

مولوی محمد احمد صاحب نے حضرت ابنِ عربیؒ اور حضرت قاضی برخوردار ملتانیؒ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ محقق و عارف کا حق کے ساتھ ایسا دعوٰی کرنا جو امرِ الٰہی یا اذنِ الٰہی کے بغیر ہو شطح کہلاتا ہے. (۲۷۶) جب کہ قدمی ھٰذہ کے فرمان سے پہلے کے بزرگ، معاصر بزرگ اور بعد کے بزرگوں کی اکثریت کا بیان ہے کہ سیدنا جیلانیؒ کا فرمان قدمی ھٰذہ علٰی رقبۃ کل ولی اللہ الہامی امرِ الٰہی سے ہے. ماضی کے لحاظ سے حضرت حماد دباسؒ (م ۵۲۵ھ) نے پیش گوئی میں فرمایا کہ اس عجمی کو ضرور حکم دیا جائے گا کہ کہے قدمی ھٰذہ علٰی رقبۃ کل ولی اللہ. (۲۷۷) یہ روایت حضرت ابو النجیب سہروردیؒ اور شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ کی سند سے بہجۃ الاسرار میں درج ہے اولیائے معاصرین میں سے مندرجہ ذیل نے قدمی کے فرمان کو الہامی امر سے مانا ہے:- حضرت ابو سعید قیلویؒ (۲۷۸) حضرت احمد رفاعی (۲۷۹) حضرت عدی بن مسافرؒ (۲۸۰) حضرت علی بن ہیتیؒ، حضرت ابو القاسم بن عبد اللہ البصریؒ اور حضرت حیات بن قیس حرانیؒ (۲۸۱) جمیع اولیائے عصر نے سرِ تسلیم خم کر کے، اطاعتِ اولی الامر کا عملی مظاہرہ کیا. اگر سکر و شطح مانتے تو یوں اطاعت کا مظاہرہ نہ

کرتے حضرت ابو سعید قیلوی کا کشفی بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھیجی ہوئی خلعت پہن کر سیدنا جیلانیؒ نے قدمی ھٰذہٖ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ کے الفاظ کا اعلان فرمایا اس مجلس میں تمام اگلے پچھلے اولیاء اللہ کی ارواح بھی موجود تھیں۔ (۲۸۲) گویا یہ خلعت الہامی امر الٰہی کی معیت میں تھی حضرت شیخ خلیفہ اکبرؒ نے خواب میں دیدار مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت میں قدمی ھٰذہٖ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ صدق الشیخ عبد القادر. کیف ولا وھو القطب وانا ارعاہ یعنی شیخ عبد القادر نے سچ کہا، اور وہ کیوں نہ سچ کہیں کہ وہ قطب حقیقی (یعنی محبوبِ خاص) ہیں اور میں ان کی نگہبانی کرتا ہوں۔ (۲۸۳) یہ تصدیق بھی ہے اور یہ بھی ظاہر کرتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زیرِ نگرانی ان سے یہ کلمات کہلوائے ہیں۔ اس نگہبانی و نگرانی کی تصدیق اس قول سے بھی ہوتی ہے جو صاحبِ عوارف المعارف نے سیدنا جیلانیؒ سے نقل کیا ہے کہ میں نے اس وقت شادی کی جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم شادی کرلو۔ (۲۸۴)

جس کی اتنی نگہبانی ہو رہی ہو وہ الہامی امر الٰہی کے بغیر قدمی ھٰذہٖ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ کے الفاظ کیسے کہہ سکتا ہے۔ الہامی امر الٰہی کی پیروی کے باعث سیدنا جیلانیؒ نے قدمی ھٰذہٖ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ کہہ کر اطاعتِ امرِ الٰہی کی ہے جس سے شکر شطح یا تو بہ کے قول کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی۔

(۳) صاحبِ عوارف المعارف کا قَدَمِیْ کے قول کو سُکریہ کہنا

صاحبِ عوارف المعارف نے قَدَمِیْ هٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہ کو بقایائے سکر سے شمار کیا ہے۔ مگر بہجۃ الاسرار میں متصل سند سے صاحبِ عوارف المعارف کو حضرت حماد دباس کی الہامی امرِ الٰہی والی روایت کا راوی بتایا گیا ہے۔ مولوی محمد احمد صاحب نے عوارف المعارف کو معیار بناکر بہجۃ الاسرار کی اس روایت پر طعن کیا ہے۔ حالانکہ اس کے برعکس بھی کلام کی گنجائش موجود ہے یعنی بہجۃ الاسرار کی متصل سند کو بنیاد بنایا جائے تو عوارف المعارف میں جملہ قَدَمِیْ هٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہ کا اندراج مشکوک قرار پاتا ہے فوائد الفواد جلد اول مجلس نمبر ۲۵ میں بھی علامہ عوارف المعارف کے ناقص و سقیم ہونے کا ذکر ہے اور درویشوں کو تصحیح کا حق بھی دیا گیا ہے۔ (۲۸۵) اسی طرح جمیع اولیائے عصر کا سر تسلیم خم کرنا بھی درست قرار پائے گا۔ ثانیاً صاحبِ عوارف المعارف نے قَدَمِیْ هٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہ کے قول کا قائل صراحتہً ذکر نہیں کیا ہے ممکن ہے یہ کوئی اور غیر معروف بزرگ ہوں جنہوں نے امرِ الٰہی کے بغیر ہی یہ الفاظ کہے ہوں کیونکہ مولوی محمد احمد صاحب کی تحقیق یہ ہے کہ راکبین (اولیاء) کی ایک بہت بڑی جماعت ہے جو کہ ہر زمانہ میں موجود ہوتے ہیں۔ (۲۸۶) چنانچہ مولوی محمد احمد نے دو اور بزرگوں سے صراحتاً بھی قدمی کے الفاظ نقل کیے ہیں۔ جن پر آگے کلام کیا جائے گا۔ ثالثاً انہوں نے یہ قول مخالفینِ اولیاء کے تکبر وغرور کے اعتراض کو بزرگوں سے دفع کرنے کیلئے، برسبیلِ تنزل پیش کیا ہے۔ الہامی امرِ الٰہی کا قول اس لیے ذکر نہ کیا کیونکہ کشف والہام مخالفین پر حجت نہیں ہوتا

آپ نے اس وجہ کو صاف صاف ذکر کیا ہے کہ "تاہم ایسے مخلص حضرات کے کلام کو قابلِ عذر سمجھنے کی ایک وجہ نکالی جائے گی اور یوں کہا جائے گا کہ ان کا یہ جوش کلام مستی کی حالت میں ہے اور متوالوں کا کلام برداشت کر لیا جاتا ہے۔" (۲۸۷) صاحبِ عوارف نے بقایائے سُکر کا قول بزرگوں کی عزت بچانے کے لیے بر سبیلِ تنزل اختیار کیا تھا مگر مولوی محمد احمد وغیرہ نے یہ قول بزرگوں کی عزت گھٹانے کیلئے اختیار کیا ہے۔ رابعاً اگر اس قول میں دلیل کو دیکھا جائے تو وہ یہ ہے کہ کسی صحابی سے اس طرح کے الفاظ منقول نہیں ہیں یہ دلیل بھی درست نہیں کیونکہ اپنے دورِ خلافت میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اعلان فرمایا تھا کہ انا الصدیق الاکبر لا یقولہا بعدی الا کذاب۔ یعنی اس وقت میں صدیق اکبر ہوں۔ میرے اس دعویٰ کے بعد میرے ہوتے ہوئے یہ دعویٰ سوائے کذاب کے اور کوئی نہیں کرے گا (۲۸۹) صدیق اکبر اور امام الصدیقین مترادف الفاظ ہیں۔ حضرت جعفر علیہ السلام نے سیدنا جیلانی کو امام الصدیقین قرار دیا (اپنے وقتِ ولایت میں) عام قاعدہ یہی ہے کہ مقامِ قرب و سجدہ میں امام الصدیقین کے پاؤں باقی سب صدیقین کے سروں سے (اپنے وقتِ امامت میں) وقتِ سجدہ میں مقدم اور آگے ہوتے ہیں یہی دعویٰ قدمی ھٰذہٖ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ میں بیان کیا گیا ہے مولوی محمد احمد صاحب کو چاہیے کہ جس طرح انہوں نے عوارف المعارف کے شافعی مسائل کو محتمل خطا مانتے ہوئے ترک کر دیا اسی طرح اس کمزور قیاس سے بیان کو ترک کر دیں اس سے عوارف المعارف کی عظمت و شان میں کوئی کمی نہیں آئے گی اگرچہ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ عوارف المعارف کی وجہ سے چشتیوں کے لیے استاد کا درجہ رکھتے ہیں۔ مگر ان کی اپنی روحانیت

سیدنا جیلانیؒ کے ہاتھ مبارک کی ممنونِ احسان ہے۔ سیدنا جیلانیؒ کا مقام صاحب عوارف المعارف سے اتنا اونچا اور بلند ہے کہ اُس بلند مقام کے بارے میں صاحب عوارف المعارف کی شاذ قیاسی رائے قبول نہیں کی جاسکتی۔

(۴) قدمی کے قول سے توبہ کرنے کا دعوٰی بے بنیاد ہے

سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ سے منقول ہے کہ وفات کے قریب انہوں نے اپنا رخسار زمین پر رکھا اور کہا کہ هٰذَا هُوَ الْحَقُّ الَّذِیْ کُنَّا عَنْهُ فِیْ غَفْلَةٍ (یہ وہ حق ہے جس سے ہم غفلت میں پڑے ہوئے تھے) اور اظہارِ ندامت کیا اور استغفار کیا۔ (۲۸۹) چونکہ یہ وقتِ موت کے قریب کہا گیا تھا۔ لہٰذا هٰذَا کا اشارہ موت کی طرف ہے۔ اور معنی یہ ہوا یہ موت وہ حق ہے جس سے ہم غفلت میں پڑے ہوئے تھے یہ صراحتاً عاجزی انکساری کسرِ نفسی اور اظہارِ عبودیت کے الفاظ ہیں اس طرح کے الفاظ اہل اللہ سے عام منقول ہیں۔ اس قول کو قدمی کے قول سے توبہ کی دلیل بنانا حضرت ابن عربیؒ کا قیاس ہے۔ اور اگر قیاس کا یہی پیمانہ درست مان لیا جائے تو ہر شخص اپنی مرضی سے اپنا ناپسندیدہ قول مراد لے کر دعویٰ کرسکتا ہے کہ حضرت جیلانیؒ نے اس قول سے توبہ واستغفار کیا تھا پھر مثلاً شیعوں کا منہ کون بند کرسکتا ہے وہ بھی کہہ دیں گے کہ حضرت جیلانیؒ نے شیعوں کے خلاف جو کچھ لکھا تھا بوقت وفات اس سے رجوع کیا تھا الغرض یہ قیاس درست نہیں ہے اور قول سے توبہ کرنے کا دعوٰی بالکل بے بنیاد ہے۔ بفرضِ محال اگر قائل نے قول سے توبہ کرلی تھی تو سر جھکا کر قول کی تصدیق کرنے والے جمیع اولیائے کرام کو بھی اپنی اپنی تصدیق سے توبہ کرنا چاہیے تھی۔ اب مولوی محمد احمد

صاحب کو وہ توبہ نامے بھی تلاش کرنے پڑیں گے ورنہ اسی ایک "توبہ نامے" سے انہیں دستبردار ہونا پڑے گا۔ جو مجیب اور بیانے عصر کو ایک واجب التعظیم کلام کی تصدیق کا مجرم بنا رہا ہے۔

(۵) قدمی کے قول کے وقت سیدنا جیلانی شجرِ موسیٰؑ کی طرح نہ تھے

سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کے بارے میں یہ کہنا کہ قَدَمِی هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ کے الفاظ از خود نہیں کہے تھے بلکہ اس وقت ان کو زبان پر اللہ تعالیٰ بول رہا تھا یا اس موقع پر ان کی زبان پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بول رہے تھے۔ وہ محض شجرِ موسیٰ علیہ السلام یا ریڈیو کی مانند آلۂ کار تھے۔ جیسا کہ حضرت میاں میرؒ یا حضرت شیخ الاسلام سیالویؒ سے نقل کیا گیا ہے (۲۹۰) ان دونوں صورتوں میں بھی توبہ کا قول پھر غلط بنتا ہے کیونکہ متکلم کوئی اور ہو اور توبہ کوئی اور کرے۔ یہ انصاف کے خلاف ہے۔ نیز اس قول کی صورت میں لازم آتا ہے کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے سیدنا جیلانیؒ کے لیے معاذ اللہ یا رسول اللہ (جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے حقیقتاً سر جھکایا ہو۔ مگر یہ قول روایات سے ثابت نہیں ہے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے شایانِ شان نہیں ہے بلکہ اُنکی شان بظاہر گھٹانے کے انداز پر ہے۔ اور یہی قول مولوی ارشد کلاچوی اور مولوی ثناء اللہ جیسے افراد کی راہ ہموار کرتا ہے جن کے نظریات مولوی محمد احمد نے بھی ذکر کیے ہیں۔ (۲۹۱)

(۶) قدمی کا سنِ صدور اور سیدنا اجمیریؒ کی عمرِ مبارک

مولوی محمد احمد صاحب کی تحقیق شریف یہ ہے کہ قدمی ھذہ

علیٰ رقبۃِ کلِّ وَلیِّ اللہ کا قول ۵۲۲ھ یا ۵۲۱ھ یا ۵۲۰ھ میں ظہور پذیر ہوا۔ ...... بوقت صدورِ ایں کلام حضرت خواجہ بزرگ اجمیریؒ قدس سرہٗ کی ولادت بھی نہ ہوئی تھی۔ (۲۹۲) آپ یہ بھی بتاتے ہیں کہ سیدنا شہاب الدین سہروردیؒ قدمی کی محفل میں شامل تھے۔ (۲۹۳) اس نادر تحقیق کی بنیاد یہ ہے اس وقت شیخ حمادؒ کا وصال ہو چکا تھا اور حضرت یوسف ہمدانیؒ اس محفل میں شریک تھے اور ۵۳۵ھ میں فوت ہوئے (۲۹۴) سیر الاقطاب، سفینۃ الاولیا، اور خزینۃ الاصفیا نے شیخ حماد دباس، شیخ یوسف ہمدانی، شیخ بقا بن بطو، شیخ شہاب الدین سہروردیؒ وغیرہ کو قدمی کی محفل کے حاضرین میں شمار کیا ہے۔ مولوی محمد احمد صاحب شیخ حماد دباس کو خارج سمجھتے ہیں مگر شیخ یوسف ہمدانیؒ اور اُن کی وفات کے ایک سال بعد پیدا ہونے والے شیخ شہاب الدین سہروردیؒ دونوں کو اس محفل میں شامل مانتے ہیں حالانکہ شیخ یوسف ہمدانی ۵۳۵ھ میں فوت ہوئے اور ۵۳۶ھ میں شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کی ولادت ہوئی صاحب بہجۃ الاسرار نے باسند متصل روایت پیش کی ہے وہ ان تاریخی تضادات سے پاک ہے۔ بہجۃ الاسرار کی روایت کے مطابق قدمی کی محفل میں حضرت شہاب الدین سہروردی (۵۳۲-۶۳۲ھ) کو موجود اور جوان بتلایا گیا ہے حضرت ابوالقاسم عمر بن مسعود بزاز (۵۳۲-۶۰۸) کو موجود اور جوان بتلایا گیا ہے مگر حضرت حماد دباس (م ۵۲۵ھ) اور حضرت یوسف ہمدانیؒ (۵۳۵) کا ذکر تک موجود نہیں ہے۔ سیر الاقطاب اور سفینۃ الاولیاء میں بھی حضرت شہاب الدین سہروردی اور حضرت ابوالقاسم عمر بن مسعود بزازؒ کو موجود بتلایا گیا ہے۔ دوسری طرف اُنہیں۔ سیدنا معین الدین اجمیریؒ کی ولادت کے سن میں عام مورخین و تذکرہ نگاروں کا اختلاف ہے۔ ۵۲۲ھ، ۵۲۷ھ، ۵۳۳ھ، ۵۳۵ھ، ۵۳۶ھ اور ۵۳۷ھ تک کی روایتیں ملتی ہیں بقول بعض غالب رجحان ۵۳۰ھ کا ہے۔ (۲۹۵)

اکثر مؤرخین نے ۵۳۶ھ کے قول کو ذکر کیا ہے۔ مولوی محمد احمد صاحب کا بیان ہے کہ "حضرت خواجہ بزرگ اجمیری قدس سرہ کی ولادت کثیر اور معتبر روایات کے مطابق ۵۳۷ھ میں ہوئی بعض روایات میں سن ولادت ۵۳۶ھ منقول ہے۔ ایک نہایت ہی ضعیف روایت ۵۳۰ھ کی بھی ہے"۔(۲۹۶) مفتی ولی اللہ لاہوریؒ کی تحقیق کے مطابق حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ قَدَمِی ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ کے فرمانِ غوث پاک کے وقت سترہ سال کی عمر کے تھے۔(۲۹۷)۔ حضرت خواجہ غلام فریدؒ نے حضرت خواجہ اجمیریؒ اور سنِ قدمی کے بارے میں یوں فرمایا کہ "میرا خیال ہے کہ اُس وقت آپ کی عمر شریف اٹھارہ سال ہو ہوگی"۔(۲۹۸) کثرتِ اقوال کی روشنی میں سیدنا اجمیریؒ اور سیدنا شہاب الدین سہروردیؒ ہم عمر تھے اور قدمی کے فرمان کے وقت تقریباً اٹھارہ سالہ نوجوان تھے۔ حضرت شیخ بقا بن بطوہ بھی قدمی کی محفل میں بالاتفاق شامل تھے اور آپ کا انتقال ۵۵۳ھ میں ہوا۔ جب کہ حضرت شہاب الدین سہروردیؒ (پیدائش ۵۳۶ھ) اٹھارہ سال کے تھے حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ (پیدائش ۵۳۷ھ) سترہ سال کے تھے پس ۵۵۳ھ کے اوائل میں قدمی ھٰذِہٖ علیٰ رقبۃ کُلِّ ولیِّ اللّٰہ فرمایا گیا تھا۔ مولوی محمد احمد صاحب کو تسلیم ہے کہ "اکابر مشائخ مادرزاد اولیاء اللہ ہوتے ہیں"۔(۲۹۹)۔ مولوی محمد احمد صاحب تسلیم کرتے ہیں کہ "حضرت خواجہ بزرگ اجمیری قدس سرہ نے پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا"۔(۳۰۰) خوب واضح ہو گیا کہ سیدنا اجمیریؒ ۵۵۳ھ میں نوجوان ولی اللہ تھے۔ مولوی محمد احمد صاحب نے دوسری بات یہ لکھی ہے کہ "حق پرست اور معتدل حضرات اسی بات کے قائل ہیں کہ آپ کا قدم اس

وقت کے اولیائے کرام پر تھا۔" (۲۰۱) مولوی صاحب کی ان دونوں باتوں کو دوبارہ پڑھ لیا جائے، صغریٰ کبریٰ بنانے حدِ اوسط گرانے اور نتیجہ نکالنے کی اب کوئی ضرورت نہیں۔ صاف ثابت ہو چکا ہے کہ روئے زمین کے تمام اولیائے وقت کی طرح خواجہ معین الدین اجمیریؒ نے بھی قدمی کے الفاظِ مبارکہ پر سرِ تسلیم خم کیا تھا۔ اِس بات کے انکار کا مطلب یہ ہے کہ مولوی محمد احمد وغیرہ درحقیقت حضور خواجہ اجمیری کو نہ تو مادر زاد ولی اللہ مانتے ہیں اور نہ ہی سترہ سال کی عمر تک اُن کو ولی اللہ جانتے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔

⑦ قدمی کا فرمان منسوخ نہیں ہوا لہٰذا یہ وقتِ ولایت سیدنا جیلانیؒ کا ہے

مولوی محمد احمد صاحب کے پیر بھائی حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری نے مقدمہ شرح قصیدہ غوثیہ کے شروع میں حضرت شاہ حبیب اللہ چشتیؒ کی مناقب الاولیاء کے حوالہ سے لکھا ہے کہ "ہیچ حکمے ناسخ آں بظہور نہ پیوستہ۔ ہمیشہ وقت اوست تا کہ ولایت باقی است" (۲۰۲) یعنی سیدنا جیلانی کے فرمان قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ کے لیے کوئی اسی درجہ کا الہامی امر تاخّر ظاہر نہیں ہوا ہے۔ اس لیے ہمیشہ سیدنا جیلانیؒ کا وقت ہے جب تک ولایت باقی ہے۔ اس کے جواب میں مولوی محمد احمد صاحب نے دو بزرگوں کے ناسخ ارشادات پیش کئے ہیں۔ شیخ ابو المکارم شمس الدین محمد بن ابی الحسن البکری الصدیقی المصری الشافعی (م ۹۵۲ھ) نے ۹۳۶ھ میں کہا کہ "مجھے حکم ہوا ہے کہ میں کہوں قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیٍّ لِلّٰہِ تَعَالٰی مَشْرِقًا کَانَ اَوْ مَغْرِبًا"۔ اس پر صرف شیخ محمد المغربی الشاذلیؒ نے اُن کی قدم بوسی کی اور بیعت ہوئے۔ انہی کا بیان ہے کہ میں نے

اولیاء کو ان پیر گر نے دیکھا زندہ جسموں کے ساتھ اور مردہ روحوں کے ساتھ ۔(۲۰۳) غوثِ زماں سیدنا خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی ؒ (۱۱۸۴-۱۲۶۷ھ) (۱۷۷۰-۱۸۵۰ء) فرماتے تھے کہ "حق تعالیٰ نے مجھے قدمی هذه علی رقبة کل ولی اللہ " میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے" کا مقام دیا ہوا ہے"۔(۲۰۴)۔ اس کا جواب بھی خود مولوی محمد احمد صاحب کے بیان کردہ قاعدہ کی روشنی میں دیا جارہا ہے۔ وہ قاعدہ یہ ہے کہ "ناسخ کا منسوخ کے ساتھ قوت میں کم از کم برابر و مساوی ہونا ضروری ہے۔ دیکھئے کتبِ اصولِ فقہ"۔(۲۰۵)۔

یہ بڑی واضح بات ہے کہ سیدنا جیلانی کا فرمانِ کشفی جمیع اولیائے عصر کا تصدیق شدہ ہے جب کہ حضرت شیخ محمد اکبری ؒ کا فرمانِ کشفی اس وقت کے صرف ایک شخص کا تصدیق شدہ ہے اور وہ بھی ان کا مرید ہونے والا شخص۔ اسی طرح حضرت شاہ محمد سلیمان تونسوی ؒ کے فرمان کی تصدیق بھی جمیع اولیائے عصر سے ثابت نہیں ہے۔ لہٰذا یہ دونوں اقوال سیدنا جیلانی ؒ کے قولِ مبارک کے ناسخ قرار نہیں دیئے جاسکتے۔ کیونکہ یہ دونوں قول اس ایک قول کے ساتھ قوت میں کم از کم برابر و مساوی بھی نہیں ہیں۔

(۹) ہر مرید کا اپنے پیر کو افضلِ زمانہ قرار دینا درست نہیں ہے

عام طور پر لوگوں کی زبانی معلوم ہوتا ہے کہ " میرا شیخ تمام اولیائے زمانہ سے میرے نزدیک افضل بڑھ کر اور زائد کمال والا ہے"۔ مولوی محمد احمد نے ایک بزرگ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ "مرشد اپنے کی اس کے معاصرین پر فضیلت باعتبار محبت کے دینا مضائقہ

نہیں ہو۔(۳۰۶) مولوی محمد احمد نے ایک اور بزرگ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ "اگر سُست اعتقاد مرید کے دل میں یہ خطرہ گزرے کہ دنیا میں میرے پیر جیسا کوئی ہے کہ جو خدا تک پہنچا سکتا ہے تو یقیناً ایسے مرید کے دل پر شیطان ملعون قبضہ کو لیتا ہے"۔(۳۰۷) حالانکہ یہ نظریہ بالکل درست نہیں اور اگر واقعی کسی ولی اللہ کی زبان سے عین وعن یہی الفاظ صادر ہوئے ہوں تو یقیناً غلبۂ حال میں صادر ہوئے ہوں گے اور یہ قول فَقَدْ اَخْطَاءَ مِنْ شِدَّۃِ الْفَرْحِ کے قبیل سے شمار ہوگا۔ اس قول کے مفاسد ان گنت ہیں۔ پہلا مفسدہ یہ ہے کہ اس نظریے کی رُو سے حضرت علیؓ کے مریدوں پر لازم آتا ہے۔ کہ وہ حضرت علیؓ کو خلفائے ثلاثہؓ سے افضل مانیں۔ حالانکہ اس نظریہ کے فاسد ہونے پر اہلِ سنّت کا اجماع منعقد ہو چکا۔ دوسرا مفسدہ یہ ہے کہ اپنے پیر سے افضل بزرگوں کو مفضول قرار دینا ایک طرف غلو کرنا اور دوسری طرف تنقیص کرنا ہے اور یہ دونوں باتیں ظلم اور گناہ ہیں۔ تیسرا مفسدہ یہ ہے کہ ہر مرید اپنے پیر کو دوسرے کے پیر سے بلا دلیل افضل مانے گا اور دوسرے کے پیر کو بلا دلیل مفضول قرار دے گا تو اس سے اہلِ سنّت میں پھوٹ اور تفرقہ پیدا ہوگا اس طرح اہلِ سنّت اتحاد واتفاق اور مرکزیت سے محروم ہوجائیں گے اور اس کا فائدہ باطل کو پہنچے گا۔ اس نظریے کی اصل روحانی حقیقت دراصل یہ تھی کہ "مرید جب تک یہ اعتقاد نہ رکھے کہ میرا شیخ تمام اولیائے زمانہ میں میرے لیے بہتر (نافع) ہے نفع نہ پائے گا"۔(۳۰۸)

⑨ مرید بھی پیر سے افضل ہو سکتا ہے

قدامی سے متقدمین اولیاء کرام کو خارج کرنے کیلئے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سیدنا جیلانیؒ کے پیرانِ سلسلہ بھی متقدمین میں شامل ہیں۔ اس طرح تو سیدنا جیلانیؒ کا مقام اپنے پیرانِ سلسلہ سے بھی اونچا قرار پائے گا۔ جو کہ خلاف قیاس ہے۔ یہ استدلال خواجہ غلام فریدؒ سے بھی نقل کیا گیا ہے (۲۰۹) اس کا جواب بھی مولوی محمد احمد کے اس استفہام انکاری میں موجود ہے۔ مولوی صاحب پوچھتے ہیں کہ وہ کیا کوئی مرید اپنے پیر سے بلند پایہ نہیں ہو سکتا؟ (۲۱۰) حضرت سری سقطیؒ سے پوچھا گیا کہ کیا کسی مرید کا درجہ اپنے پیر و مرشد سے بڑھ سکتا ہے؟ فرمایا ہاں دیکھو جنید بغدادی کا درجہ مجھ سے بہت بلند ہے۔ (۲۱۱)۔ اسی طرح حضرت باقی باللہ نقشبندیؒ نے اپنے مرید حضرت مجدد الف ثانیؒ کے بارے میں فرمایا کہ شیخ احمد ایسے آفتاب ہیں کہ ہم ایسے ہزاروں ستارے ان کے ضمن میں گم ہیں۔ (۳۱۲)۔ اسی طرح سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ حضرت معروف کرخیؒ کی قبر انور پر پہلی بار حاضر ہوئے تو سلام کے بعد انہیں ایک درجہ آگے قرار دیا۔ دوسری بار حاضر ہوئے تو سلام کے بعد انہیں خود سے دو درجے پیچھے قرار دیا۔ (۳۱۳)۔ صاحب اقتباس الانوار نے سیدنا جیلانیؒ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "ثقہ روایات سے یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچ چکی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت پاک مجسم ہو کر آپ پر ظاہر ہوتی تھی اور آپ کی تربیت فرماتی تھی جس کی وجہ سے آپ درجہ کمال و تکمیل تک پہنچ گئے اور آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کی ولایت کبریٰ پر بلا واسطہ فائز ہو گئے جس کا مطلب یہ ہے کہ دراصل آپ کی نسبت اویسیہ تھی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست فیض صحبت حاصل کیا تھا اور کسی شیخ کامل کے آپ مرہونِ منت نہیں ہیں چنانچہ آپ کا فرمان ہے ما اریدُ من الخلق سوی محمد من الارباب غیر ربی عزّوجلّ

اس سے ظاہر ہے کہ آپ بلا واسطہ مرید تربیت یافتہ اور خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور آپ کی ظاہری بیعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق تھی تاکہ آپ کا سلسلہ ظاہری مشائخ کی وساطت سے جاری ہو جائے۔ اس وجہ سے کہ سلسلہ ظاہری کا بیعت کے بغیر جاری نہیں ہو سکتا ؛(۲۱۴)۔ خود مولوی محمد احمد نے شیخ محقق کے حوالہ سے سیدنا جیلانیؒ کا یہ فرمان نقل کیا ہے کہ "میں وہ ہوں جس کی تربیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے اور اللہ اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد کسی کا مجھ پر احسان نہیں"؛ (۲۱۴ الف)۔ اعلیٰ حضرت نے حدائق بخشش میں لکھا کہ فصل منہ فی تفضیلۃ رضی اللہ تعالےٰ عنہ علی مشائخہ الکرام (سیدنا جیلانیؒ کی پیرانِ عظام پر افضلیت)

؎ گو شیوخت را تواں گفت از راہ القائے نور
کافتابانند ایشاں و مہر تاباں توئی

(اگرچہ آپ کے پیرانِ سلسلہ کو نورفیضان دینے کے لحاظ سے قوی کہا جا سکتا ہے۔ کہ وہ سورج ہیں اور آپ چمکتے ہوئے چاند ہیں)

؎ لیک مہرِ شاں بود بر مستقر واز کجب
آں ترقی منازل کاندراں میراں توئی

(مگر ان کی سیر ایک مستقر پر ہے اور وہ ترقیِ منازل ان کے لیے کہاں ہے جو آپ کے لیے ہر لحظہ ہو رہی ہے۔)

ے ماہ و من لا ینبغی للشمس ان تدرک القمر

خاصہ چوں از عاد کالعرجون در اطمینان توئی (۲۱۵)

(آپ وہ چاند ہیں کہ سورج کو نہیں پہنچا کہ اس چاند کو پکڑ لے۔ بالخصوص جب کہ آپ چاند کی طرح کھجور کی ڈال کی طرح ہونے سے اطمینان میں ہیں)

یعنی الفاظِ نور کی فضیلتِ جزوی آپ کے مشائخ کرام کو آپ پر حاصل ہے۔ مگر ہر آن ترقیِ منازل کے لحاظ سے آپؒ ہی افضل ہیں۔ البتہ صحابہ کرام اور ائمہ اہلِ بیت کی افضلیت میں کلام ہی نہیں ہے۔ یہاں باقی پیرانِ سلسلہ مراد ہیں۔ حضرت یوسف ہمدانیؒ اور حضرت حماد دباسؒ نے ابتداء میں آپ کو فیض دیا مگر آخر میں آپ سے فیض لیا۔ اسی طرح نقل کیا جاتا ہے کہ حضرت جنید بغدادی نے سید الطائفہ ہونے کے باوجود اپنی زندگی میں ہی قدمی ھٰذہٖ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ کا قول کشفاً معلوم ہونے پر سرِ تسلیم خم کر دیا تھا۔

(۱۰) حبیب اللہ، محبوبِ الٰہی اور محبوبِ سبحانی کی تراکیب

یہ تراکیب اگرچہ بظاہر مختلف ہیں مگر ان سب کا مفہوم و مدلول ایک ہی ہے۔ کیونکہ اضافت ذات کی طرف ہو یا صفات کی طرف ہو ماحصل ایک ہی ہوتا ہے۔ بعض اوقات کسی اضافی حکمت کے اظہار کے لیے تخصیص بعد تعمیم کے طور پر ذات کی بجائے صفات کو مضاف الیہ بنایا جاتا ہے۔ مثلاً عیسیٰ علیہ السلام کی روحانیت کے لیے روح اللہ کی ترکیب استعمال کی جاتی ہے۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت کیلیے

روح الحق کی ترکیب استقلال کی جاتی ہے۔ (۲۱۶) پھر واضح رہے کہ لفظ اللہ
اسمِ ذات ہے اس کا اطلاق جاہلیت یا اسلام میں معبودِ برحق ذات
واجب الوجود کے سوا کسی پر نہیں ہوا۔ اسی لیے یہ تثنیہ اور جمع سے پاک
ہے برخلاف لفظِ الٰہ کے کہ اسلام میں اس کا مصداق معبودِ
برحق کے سوا کوئی نہیں لیکن مشرکین نے اپنے باطل معبودوں کو الٰہ
سے تعبیر کیا اس لیے لغت میں اس کی تثنیہ اور جمع بھی مذکور ہے۔ اب
سیدنا نظام الدین بدایونی کے لیے تو لوگوں میں محبوبِ الٰہی کا لقب
مشہور ہے مگر فاسق سخی کو اور مزدور کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے خود حبیب اللہ کہا ہے۔ فوائد الفواد میں حدیث شریف درج
ہے کہ اَلسَّخِیُّ حَبِیْبُ اللّٰہِ وَاِنْ کَانَ فَاسِقًا (سخی اللہ کا
پیارا ہوتا ہے خواہ وہ فاسق ہی کیوں نہ ہو۔ (۲۱۷) انیس
الارواح میں حدیث شریف درج ہے کہ اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ
(مزدور خدا کا پیارا ہے)۔ (۲۱۸) ہر ولیِ کامل کاسبِ اعمالِ خیر
اور سخی کامل ہونے کے لحاظ سے یقیناً حبیب اللہ ہے۔ فَاتَّبِعُوْنِیْ
(تم میری اتباع کرو) کا یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ (اللہ تم کو محبوب بنائے گا)
بتلایا گیا ہے۔ (۲۱۹) متبع کامل کو اسمِ ذات اللہ کا محبوب
بتلایا گیا ہے۔ یہ بھی محبوبانِ خدا تبعاً حبیب اللہ ہیں ورنہ اصلی
حبیب اللہ ہونا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی خصوصیت ہے
جس میں کوئی نبی بھی اُن کا شریک نہیں ہے۔ اور سیدنا عبد القادر جیلانی
کیلئے محبوبِ سبحانی کا لقب شہداء اللہ علی الارض کی زبان پر ہے
اور یہ لقب آپ کے لیے بہت ہی موزوں ہے کیونکہ محبوب کا
لفظ اتباعِ کامل، نزولِ تام اور مقامِ عبدیت پر دلالت کرتا ہے

اور سبحانی کا لفظ عروجِ تام پر دلالت کرتا ہے۔ سُبحانَ الَّذی اَسریٰ بجسدہٖ۔ اور (صحابہؓ اور ائمہ اہلِ بیتؓ کے بعد) آپ وہ واحد ولی اللہ ہیں جن کا عروج بھی تام ہے اور نزول بھی تام ہے اس لیے آپ کے لیے محبوب سبحانی کا لقب ہی موزوں ہے۔ اگر نزول تام نہ ہوتا تو محبوبیت کا لقب نہ ملتا اور اگر عروج تام نہ ہوتا تو لفظِ سبحان استعمال نہ کیا جاتا۔ مولانا محمد یار فریدیؒ فرماتے ہیں کہ

؎ چہ گویم از عروجت غوثِ اعظم پیرِ لاثانی
کہ سُبحانَ الَّذی اَسریٰ عجب محبوب سبحانی (۳۲۰)

(میں آپکا عروج کیا بیان کروں اے سب سے بڑے فریادرس ولی۔ اے لاثانی پیر کیونکہ آپ سبحان الذی اسریٰ کے مظہر ہیں۔ اس لیے آپ عجیب محبوب سبحانی (ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع کامل ہونے کی وجہ سے ازروئے قرآن آپ حبیب اللہ اور محبوب الٰہی ہیں۔ یہ تعمیم ہے۔ عروج تام ہونے کی وجہ سے (اور آپ کی روح کا شبِ معراج بوساطتِ سواری موجود ہونے کی وجہ سے) آپ محبوب سبحانی ہیں۔ یہ تخصیص بعد تعمیم ہے۔ آپ کو حضرت خضر علیہ السلام نے فردِ احباب (محبوبوں میں یکتا) قرار دیا ہے۔ مولوی محمد احمد صاحب اور اُن کے ہم نواؤں کا حبیب اللہ، محبوب الٰہی اور محبوب سبحانی کی ترکیب پر موشگافی کرنا قیاسِ فاسدہ ہے۔ ورنہ اسے درست ماننے کی صورت میں قائل سنی کو حضرت خواجہ غریب نوازؒ اور حضرت نظام الدین محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کا ہم سر ماننا لازم آئے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ماننا لازم آئے گا۔ اور ان نتائج کے فاسد اور باطل ہونے میں کسی کو شبہ نہیں ہو سکتا۔

(۱۱) سیدنا جیلانیؒ سے افضل ہونے کے دعوے اور اُنکی حقیقت

سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ سے کسی اور ولی اللہ کو افضل ماننے کے دعوے یا تو تعصب پر مبنی ہیں یا سکر واستغراق پر مبنی ہیں۔ یا نا واقفیٔ مقام کی وجہ سے صادر ہوئے ہیں۔ حضرت عبدالرحمٰن طفسونجیؒ نے دعویٰ فرمایا تھا کہ میں اولیاء میں ایسے ہوں جیسے اونچی گردن والا کلنگ۔ پھر جب حقیقت کھلی تو سیدنا جیلانیؒ کے مقام کی برتری کھل کر سامنے آگئی۔ (۳۲۱) یہ نا واقفیٔ مقام تھی۔ حضرت ابن عربیؒ نے اپنے پیر حضرت ابو السعود ابن شبلؒ کو حضرت عبدالقادر جیلانیؒ سے عِندیٰ اکمل (میرے نزدیک زیادہ کمال والا ہے) کہا۔ (۳۲۲) وجہ یہ بتائی کہ حضرت ابوالسعود ابن شبلؒ کا "ترکِ اختیار" افضل ہے سیدنا جیلانیؒ کے تصرفات سے۔ حالانکہ خود ہی سیدنا جیلانیؒ کو مامور بالتصرف قرار دیا۔ اور یہ واضح ہے کہ مامور بالتصرف کیلئے تصرف افضل ولازم ہے۔ مگر غیر مامور بالتصرف کے لیے ترکِ اختیار افضل ہے۔ اور مامور افضل ہوتا ہے غیر مامور سے ایسے معاملات میں۔ پھر واضح رہے کہ سیدنا ابوالسعود ابن شبلؒ کا ترکِ اختیار بھی سیدنا جیلانیؒ کا عطا کردہ ہے۔ (۳۲۳) پھر ایک وقت حضرت ابن عربیؒ کو سیدنا جیلانیؒ کے مقام پر فائز شخص کا علم ہی نہیں تھا۔ تو وہ اپنے سے اونچے مقام کے بارے میں کلام کر دیتے ہیں اور وہی نا واقفیٔ مقام آڑے آرہی ہے۔ ورنہ تو واضح بات ہے کہ سیدنا جیلانیؒ کا مقام محبوبیت تھا لہٰذا تصرفات پر آپ حق تعالیٰ کی جانب سے مامور تھے (۳۲۴) یہی نا واقفیٔ مقام تھی کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے آپ سے مقامِ عروج میں کامل مدد ملنے اور آپ کی کثرتِ کرامات

دیکھنے پر یہ قول کر دیا کہ آپ کا نزول مقامِ روح تک تھا اس کے نیچے عالمِ اسباب ہے۔ کرامات کی گنجائش نہیں۔ حالانکہ اگر آپ کا نزول مقامِ روح تک ہوتا تو آپ حضرت نوح اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کے قدم پر ہوتے۔ مگر آپ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر ہوں۔ ظاہر ہے کہ یہ مقام روح نہیں بلکہ مقام اخفیٰ ہے۔ خود وہ بزرگ قدمِ موسیٰ علیہ السلام پر یعنی مقامِ سر پر تھے۔ مقامِ سر والے بزرگ کو مقامِ اخفیٰ والے بزرگ کے بارے میں ناواقفی ہونا باعثِ حیرت نہیں ہے۔ دوسری وجہ کو سامنے رکھیں تو مقامِ سر مقامِ خفی اور مقامِ اخفیٰ کے بزرگوں سے کرامت صادر ہونا ممکن نہ رہے حالانکہ یہ غلط ہے۔ لہٰذا توجیہ میں اجتہادی خطا واقع ہوئی ہے البتہ شاہ غلام علی دہلوی مجددی ؒ نے اس بات کی توجیہ اور انداز سے کی ہے۔ ان کا موقف یہ ہے کہ حضرت مجدد صاحب نے سیدنا جیلانی کا نزول مقامِ روح تک ذکر کیا ہے۔ مزید نزول کے بارے میں یہاں عدمِ ذکر ہے، نہ کہ ذکرِ عدم۔ (جیسے قرآن مجید میں سفرِ معراج میں ایک جگہ مسجد اقصیٰ تک ذکر ہے۔ مگر دوسری جگہ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی تک ذکر ہے۔ پھر واپسی اور نزول کا صراحتہً ذکر کہیں نہیں ہے) شاہ غلام علی نے حضرت مجدد الف ثانی ؒ کے بارے میں لکھا ہے کہ "ایں ہم در کلام ایشان کہ ہر کہ عروج بلند تر نزول او کامل تر خواہد بود" (۲۱۴، الف)۔ یعنی یہ بھی اُن کے کلام میں ہے کہ جس کسی کا عروج بلند تر ہوگا۔ اس کا نزول بھی کامل تر ہوگا۔ اسی طرح حضرت شیخ شمس الدین محمد حنفی ؒ نے بھی ناواقفی مقام یا سُکر و استغراق و غلبۂ حال کے سبب کہا ہے کہ میں نے سیدی

ابوالحسن شاذلیؒ کا مقام سیدی عبدالقادر جیلانیؒ سے اعلیٰ پایا۔ اور یہ کہ اگر عبدالقادر ہمارے پاس حاضر ہوتے تو ہمارا ادب کرتے۔ (۳۲۵) حضرت شاہ سلیمان پھلواروی نے ان کی بجائے جمہور کے اتباع کی تلقین کی ہے۔ کیونکہ بے خودی اور شدتِ فرح والے تو یہاں تک غلط کرتے ہیں۔ کہ اللہ کو بھی کہہ دیتے ہیں۔ کہ تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں۔ (۳۲۶) کیا دیکھتے نہیں کہ آخری جنتی دوزخ سے چھٹکارا پاتے ہی پکارے گا کہ "اللہ نے مجھے وہ کچھ عطا فرمایا جو اگلوں پچھلوں میں سے کسی کو عطا نہ فرمایا"۔ (۳۲۷) انفرادی کشفی اندازوں میں خطا کا امکان موجود رہتا ہے۔ جمہور کے اتباع کا حکم دیا گیا ہے اسی طرح سیرال اقطاب کی وہ حکایت جس میں حضرت خواجہ اجمیریؒ نے سیدنا جیلانیؒ سے خلوت میں تعلیم لینے سے انکار کیا اور کہا کہ میں اپنے شیخ سے زیادہ باکمال کسی کو نہیں سمجھتا ہوں ــــ الخ۔ تو اس حکایت کو اقتباس الانوار میں بھی ذکر کیا گیا ہے۔ پھر اس کے مدمقابل روایت پیش کی ہے جس میں تین دن اور تین رات کی خلوت کا قول ہے جس میں باہمی تبادلۂ وظائف بھی بیان کیا۔ اسی روایت میں محفل سماع کا ذکر ہے۔ جس میں خواجہ پر غلبہ حال و استغراق ہے۔ اور غوث اعظم نے عالم صحو میں کائنات کو تھام رکھا ہے۔ انکارِ خلوت کی روایت میں تضاد ہے۔ صاحب اقتباس الانوار نے آخرکار دونوں باتوں کو غیر معتبر قرار دیا ہے۔ بہرحال بر سبیل تسلیم خواجہ غریب نوازؒ کا انکارِ خلوت غلبۂ حال اور عالم استغراق میں تھا۔ اور جب سکر سے صحو میں آئے تو خلوت گزیں بھی ہوئے اور فیض یاب بھی۔ اور تطبیق روایات یونہی ممکن ہے۔

(۱۲) خواجہ اجمیریؒ کا حضرت جیلانیؒ کو وظائف بتلانا ثابت نہیں ہے

مولوی محمد احمد صاحب نے "حقیقتِ گلزار صابری" اور "اقتباس الانوار" کے حوالوں سے یہ ثبوت دینے کی کوشش کی ہے کہ حضرت شیخ جیلانیؒ بھی حضرت خواجہ اجمیریؒ سے فیض یافتہ ہیں۔ (۳۲۸)

اس نے "حقیقتِ گلزار صابری" سے باہمی تبادلۂ وظائف کی بات تو لکھ دی ہے۔ لیکن یہ نہیں لکھا ہے کہ "حقیقتِ گلزار صابری" میں یہ واقعہ ۵۶۹ھ کا لکھا ہے جب کہ سیدنا جیلانیؒ کے انتقال کو تقریباً آٹھ سال گزر چکے تھے۔ سچ ہے کہ محبت آدمی کو اندھا کر دیتی ہے۔

ے شوقِ گل بوسی میں میں نے رکھ دیئے کانٹوں پہ لب
کس قدر رنگین غنچوں نے مجھے دھوکا دیا

اسی طرح اقتباس الانوار کے مصنف نے ہر طرح کے اقوال جمع کرنے کے بعد جو فیصلہ دیا اس میں باہمی تبادلہ وظائف کی روایت کو بھی غیر معتبر بتلایا ہے۔ چنانچہ انھوں نے لکھا ہے کہ "دونوں حضرات کی ملاقات کا قصہ جو کتب معتبرہ اور ثقات سے ماخوذ ہے اور جس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ بلکہ آفتاب سے بھی زیادہ روشن ہے یہ ہے کہ حضرت خواجہ بزرگ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان اور اپنے شیخ خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ کے فرمان کے مطابق حضرت غوث الاعظم قدس سرہٗ کی خدمت میں پہنچے اور تربیت و فیوض حاصل کیے جیسا کہ مرید اپنے پیر صحبت سے اخذِ فیض کرتا ہے......اس کے سوا جو کچھ اس بارے میں بیان کیا گیا ہے غیر معتبر ہے۔ (۳۲۹) جس روایت کو صاحب اقتباس الانوار نے غیر معتبر قرار دے کر رد کر دیا۔ مولوی محمد احمد اسی مردود روایت کو اُنکے نام سے چلا پیش کر رہا ہے۔

(۱۳) اکابر چشت کامل ترین اصحابِ صحو ہونے کے باوجود استغراق و شطح سے محفوظ نہ تھے

مولوی محمد احمد صاحب نے اپنے مخصوص نظریات کے اثبات کے لیے دعویٰ کیا ہے کہ مشائخ چشت کامل ترین اصحابِ صحو تھے مگر سیدنا جیلانیؒ کو کامل ترین اصحابِ صحو سے خارج کیا ہے۔ جب کہ ہمارے نزدیک یہ بھی بزرگ کامل ترین اصحابِ صحو تھے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کا فرمان ہے کہ کامل ترین صحو میں بھی اتنا سکر باقی رہتا ہے جتنا آٹے میں نمک ہونا چاہیے۔ ورنہ صحو خالص تو عوام کا حصہ ہے (۳۳۰)۔ حضرت خواجہ غلام فرید چشتیؒ نے فوائدِ فریدیہ میں حضرت فضیل ابن عیاضؒ، حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ، حضرت نظام الدین محبوبِ الٰہیؒ اور حضرت کلیم اللہ جہان آبادیؒ کی شطحیات بھی درج کی ہیں۔ حضرت معین الدین اجمیریؒ کی ایک شطح یہ بھی لکھی ہے کہ "ایک شخص خواجہ معین الدین چشتیؒ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ مجھے اپنا مرید بنائیں۔ فرمایا کہو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ چِشْتِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔ (۳۳۱)۔ صاف ظاہر ہے کہ ایسا کلام حالتِ سکر میں ہی جائز ہے۔ ورنہ حالتِ صحو میں تو یہ کفر ہے۔ حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ کے بارے میں مولوی محمد احمد نے ہی لکھا ہے کہ "آپ ساری زندگی محبتِ خدا میں ہی محو اور مست رہے"(۳۳۲)۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کے بارے میں فوائد الفواد میں ہے کہ آپ یادِ حق میں اتنا مستغرق تھے کہ خود اپنے صاحبزادہ کا بھی کافی یاد کرانے کے بعد یقین آیا (۳۳۳)

اسی طرح مولوی محمد احمد نے ہی لکھا ہے کہ "حضرت محبوبِ الٰہی فرماتے ہیں کہ ...... مجھے خطاب ہوا کہ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ (۳۳۴)۔ صاف بات ہے کہ یہ آیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کے لیے اتری اور آپ ہی اس کا مصداق ہیں۔ کسی اور کا یہ دعویٰ کہ مجھے خطاب کیا گیا ہے تو اس دعویٰ کی گنجائش عالمِ سکر میں ہی ممکن ورنہ حالتِ صحو میں تو ایسا دعویٰ قابلِ گرفت ہے۔ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی نے فرمایا تھا کہ استغراق کا وقت تمام اولیاء اللہ پر آتا ہے (۳۲۵)۔ صاحب سیر الاقطاب نے حضور غریب نوازؒ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ "آں حضرت اکثر در استغراق می بود و چشم پوشیدہ می داشت" یعنی حضرت خواجہ اجمیریؒ اکثر عالمِ استغراق میں رہتے اور آنکھ بند کئے رہتے (۳۲۶)۔ صاحب سیر الاقطاب نے حضرت بابا فریدؒ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "آں حضرت را در آخر عمر استغراق زیادہ گشت و روز بروز افزوں" یعنی حضرت بابا فرید کا استغراق آخری عمر میں زیادہ ہو گیا بلکہ روز بروز ترقی کرتا گیا (۳۲۷)۔ اس میں شک نہیں کہ سلسلۂ چشتیہ میں عشق کا غلبہ ہوتا ہے۔ انفاس العارفین میں حضرت خواجہ معین الدین سے حاصل ہونے والی نسبت کو عشق کے زیادہ نزدیک قرار دیا گیا ہے (۳۲۸)۔ اور عشق و مستی کا باہمی تعلق بھی واضح ہے۔ مرآۃ الاسرار میں خواجگان چشت کا طریق لکھا ہے کہ "ہمیشہ مست ہوشیار رہتے ہیں یعنی سکر و صحو کے جامع ہوتے ہیں۔ خلاف طیفوریوں اور جنیدیوں کے کیونکہ جنیدی صحو کو سکر پر ترجیح دیتے ہیں اور طیفوری سکر کو صحو سے افضل سمجھتے ہیں (۳۲۹)۔ واضح رہے کہ قادری درحقیقت جنیدی ہی ہیں۔ جو صحو کو سکر پر ترجیح دیتے ہیں جب کہ چشتی سکر و صحو کے جامع ہوتے ہیں۔ مگر مولوی محمد احمد صاحب ان باتوں کا انکار کرتے ہیں۔

(۱۴) سیدنا جیلانی اور سکر و صحو

جنیدی سلسلے میں صحو غالب اور سکر مغلوب ہوتا ہے۔ اور سیدنا عبدالقادر جیلانی کا تعلق اسی سلسلۂ طریقت سے تھا۔ قَدَمِی ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہ کے مبارک الفاظ الہامی امر سے ارشاد فرمائے تھے۔ ناواقفِ مقام کے سبب یا منکرینِ الہام و کشف کے اعتراض کو دفع کرنے کے لیے بعض اکابر نے بقایائے سکر کا قول پیش کیا مگر اس میں بھی صحو اور بقایائے سکر میں وہی نسبت بتائی گئی جو آتے میں نمک کی ہوتی ہے۔ اسی طرح قصیدہ غوثیہ کے الفاظِ سکر و خمر کا استعمال مجازی معنوں میں ہے ورنہ جو لُتّے یا سکر میں ہُو تا ہُو تا ہے تو یہ ہوش نہیں ہوتا۔ یہ عجیب مصادرہ علی المطلوب ہے کہ جس کلام کو سکر یہ ثابت کرنا مطلوب ہے اُسی کو اس کے دلیلِ سکر کے ثبوت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ صاحبِ گلشنِ راز فرماتے ہیں کہ

کہ رُخصت اہلِ دل را در سہ حال است
فنا و سکر دیگر ہم دلال است

(کہ اہل اللہ کو تین حال میں رخصتِ کلام ہے۔ ایک فنا۔ دوسرے سکر اور تیسرے ادلال و ناز)

مولوی محمد احمد کا قصیدہ غوثیہ کے علاوہ ایک اور قصیدہ کا نقل کرنا اور اُسے دلیلِ سکر سمجھنا فنا یا ادلال سے غفلت کرنے کے مترادف ہے یا وہ سمجھا ادلال اور اذن کا جمع ہونا ممکن ہے۔ البتہ امر کے بعد ادلال نہیں رہے گا۔ پھر مولوی صاحب کے نقل کردہ اشعار میں توجیہ و تاویل کی گنجائش بھی موجود ہے۔ اسی طرح انبیاء کو لقبِ نبوت ملا مگر نہیں

شریعتِ محمدی علی (صلی اللہ علیہ وسلم) جو اُن کو نہ ملی۔ یہ بات بھی سید جیلانیؒ نے مقام ادلال میں فرمائی ہے۔ مگر مولوی محمد احمد صاحب نے اسے سکر کی دلیل سمجھا ہے۔ اسی طرح اولیائے امت کا بحرِ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں غوطہ زن ہونا اور انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا اس کے کنارے پر رہنا بھی حقیقت ثابتہ ہے۔

(۱۵) خلافتِ روحانی پر موت کا اثر

مولوی محمد احمد نے خلافتِ روحانی کو خلافتِ ظاہری کی طرح سمجھ کر اس کیلئے جسم ظاہری کو لازمی قرار دیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ غوث اعظم وقطب اعظم نہ زندہ غائب ہو سکتا ہے نہ فوت شدہ"۔ (۳۴۰) اگر یہ قاعدہ علی الاطلاق درست مانا جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ خلیفۃ اللہ الاعظم ہیں اُن کی خلافتِ روحانی کا انکار کرنا پڑے گا۔ جب کہ یہ مسئلہ حقیقت ہے کہ غوثِ ہر غوث حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ عام ابدال واقطاب کا زمانۂ ابدالیت وقطبیت وقت موت تک ہوتا ہے۔ چنانچہ مولوی محمد احمد صاحب نے ابو نعیم کی حلیۃ الاولیاء سے جو حدیث نقل کی ہے وہ اسی عموم کی دلیل ہے۔ (۳۴۱)۔ اس خبر واحد کے عموم سے بعض افراد کو مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ خواجہ امام بخش مہارویؒ چشتی نے مخزن چشت میں بحرِ بخشی کے چار محافظ بتلائے ہیں۔ اُن میں چوتھے بابا فریدؒ ہیں۔ بابا فرید کی زبان سے بیان درج کیا ہے کہ "ہم چاروں افراد وجودِ عنصری اور جسد خاکی کے ظہور سے قبل ہی اس خدمت پر متعین چلے آئے ہیں۔ اور آئندہ بھی ہمی متعین رہیں گے"۔ (۳۴۲)۔ اسی طرح حضرت مجدد الف ثانیؒ، حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ، شاہ غلام علی دہلوی، شاہ فقیر اللہ علوی مجددی

حضرت حاجی فضل اللہ قندھاری، شاہ سلامت اللہ رامپوری، حضرت نور بخش زکی۔ قاضی برخوردار چشتی، شاہ حبیب اللہ چشتی، حضرت محمد اکرم چشتی صاحب اقتباس الانوار رحمہم نے سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کے روحانی خلافت عظمٰی کو وقت کو موت کے بعد بھی مانا اور بیان کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کے غوثِ اعظم اور قطبِ اعظم ہونے کی حیثیت پر اُن کی موت سے کوئی فرق نہیں آیا کیونکہ یہ ایک روحانی اور باطنی عہدہ ہے اور ایسا کیوں نہ ہوتا جب کہ اللہ تعالیٰ نے ساٹھ سے زائد الہامات میں سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کو یا غوث الاعظم کے الفاظ سے مخاطب فرمایا ہے (۳۴۳)۔ ان تمام الہامات کی شرح حضرت سید محمد حسینی بندہ نواز گیسو درازؒ نے جواہر العشاق کے نام سے لکھی ہے جو کہ قابل دید ہے (۳۴۴)۔ چنانچہ اب بھی اگر کسی جگہ غوثِ پاک یا غوثِ اعظم کے الفاظ بولے جائیں تو سامعین کے ذہن میں فوراً سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کا نام آتا ہے۔ کسی اور بزرگ کے لیے یہ الفاظ استعمال کرنے ہوں تو ساتھ ہی اس بزرگ کا نام بھی لینا پڑتا ہے۔ ورنہ مفہوم صحیح ادا نہیں ہوتا کیا خوب ہے کہ حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ نے آپ کی شان میں لکھا ہے کہ

زہے غوثے کہ غوثیت مدام اورا مسلم شد
زہے قطبے کہ قطبیت مر اُو را ثابت ارزانی

(کیا بات ہے اس غوث کی کہ غوثیت کبریٰ دائمی طور پر اس کے سپرد ہو گئی۔
اور کیا مرتبہ ہے اس قطب کا کہ قطبیت حقیقی اس کو ملی ہے)

مولوی محمد احمد صاحب کا کہنا ہے کہ زندہ و غائب غوثِ اعظم نہیں ہو سکتا تو اس کا صاف مطلب یہ ہوا۔ جس جگہ سے غوثِ اعظم کا جسم غائب ہے وہاں ایک اور غوثِ اعظم ماننا چاہیے۔ جو وہاں سے غائب نہ ہو بلکہ

وہاں حاضر ہو ۔ اس طرح کئی ہزار غوث اعظم بیک وقت ماننے پڑیں گے مگر مولوی محمد احمد کو اس سے کیا مطلب۔ ان کا حال تو یہ ہے کہ :۔

؎ برق گرتی ہے گرے صابر مجھے کیا واسطہ
کون سے دل آشیاں کو آشیاں سمجھا تھا میں

مولوی محمد احمد صاحب خود ہی لکھتے ہیں کہ " ہر زمانے میں ایک غوث الاعظم ہوتا ہے "(۲۲۵)۔ آپ چشتیوں کے ماسوا کسی کو غوث اعظم نہیں مانتے چنانچہ لکھتے ہیں کہ " تمام مشائخ چشت غوث اعظم کے مقام پر فائز ہیں " (۲۲۶)۔ مگر آج سے چھ سو سال پہلے حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی نے لطائف اشرفیہ میں لکھا کہ " خواجگان چشت کے سردار حضرت خواجہ ابو احمد ابدال سے لے کے آج تک بہالے اکثر خواجگان چشت ابدال تھے "(۲۲۷)۔ جو بیچارے کو سیدنا جیلانی اس وقت تک غوث اعظم کے مقام پر فائز رہیں گے ۔ جب تک اجماع اولیائے عصر یا دلیل مافوق سے کسی اور ولی اللہ کی اس مقام پر فائز ہونے کی تصدیق نہیں ہو جاتی ۔ انفرادی دعووں سے اظہار عقیدت تو ہو سکتا ہے مگر کسی کو مقام سیدنا جیلانی پر ماننا ہو تو اس کیلئے اجماع اولیائے عصر یا دلیل مافوق درکار ہے ۔

(۱۶) قطب الاقطاب اہل بیت سے یا قریش سے ہوتا ہے

مولانا احمد رضا خان نے حضرت جابر بن عبد اللہ ، حضرت سلمہ بن الاکوع اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے حدیث مرفوع نقل فرمائی ہے کہ اَھْلُ بَیْتِیْ اَمَانٌ لِّاُمَّتِیْ (میرے اہل بیت میری امت کے لیے امان ہیں) ۔(۲۲۸)۔ اسی طرح ابدالِ خاص کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حدیث مرفوع مروی ہے کہ فھو لاء

اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یعنی یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت ہیں۔ (۳۴۹) سید محمود آلوسیؒ نے لکھا ہے کہ وہ قطب کبھی اہل بیت کے بغیر ہوتا ہے مگر قطب الاقطاب ان میں سے ہی ہوتا ہے۔ (۳۵۰) شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ "نور ولایت خاندانِ نبوت سے کبھی جدا نہیں ہوتا اور آسمانِ ولایت ان قطبوں کے بغیر کسی اور چیز پر قائم رہ سکتا ہے"۔ (۳۵۱) سید نعیم الدین مراد آبادیؒ نے لکھا ہے کہ حضراتِ صوفیہ کا ایک گروہ جزم کرتا ہے کہ ہر زمانہ میں قطبِ اولیاء آل رسول ہی میں سے ہوں گے۔ (۳۵۲) آل رسول اور اہل بیت کی معنویت کے دائرہ کار میں اختلاف ہے۔ محدود کرنے والے بہت محدود کر دیتے ہیں وسعت دینے والے ہر متقی کو بھی شامل کر دیتے ہیں۔ اور دونوں ایک لحاظ سے درست ہوتے ہیں۔ تاہم ظاہری و باطنی امامت کے لیے یہ حدیث معناً متواتر کا درجہ رکھتی ہے کہ الائمۃ من قریش یعنی امام وقت کے لیے نسلِ قریش سے ہونا لازمی ہے (۳۵۳) اور یہ کوئی نسلی تعصب نہیں بلکہ فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے لہٰذا اب جس غیر قریشی بزرگ کو روحانی امام وقت سمجھا جاتا ہے وہ دراصل روحانی امام وقت (غوثِ اعظم) کا نائب ہوتا ہے۔

(۱۰) پیر و مرید کا فقہی طور پر ہم مسلک ہونا لازمی نہیں ہے

مولوی محمد احمد نے انتہائی عامیانہ انداز میں حنفی حنبلی اختلاف کا ذکر کر کے بطور طعن کہا ہے کہ بہت سے اعمال میں یہ (قادری حنفی) اپنے شیخ کی متابعت نہیں کرتے۔ (۳۵۴) اس سلسلے میں تفصیلی جواب کی ضرورت ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ کا ذکر کرتے ہوئے صاحب سفینۃ الاولیاء

نے لکھا ہے کہ "اس سلسلے کے اکثر مشائخ حنفی المذہب گزرے ہیں"۔
(۳۵۵) سلسلہ چشتیہ کا ذکر کرتے ہوئے مولوی محمد احمد صاحب نے
لکھا ہے کہ "تمام مشائخ چشت اہل بہشت مسلکاً حنفی تھے"۔(۳۵۶)
صاحب مرآۃ الاسرار نے لکھا ہے کہ "مشائخ چشت نے اکثر معاملات
میں امام ابو حنیفہ کے مذہب کی اقتداء کی ہے"۔(۳۵۷) تاہم کتب
چشتیہ میں یہ بھی درج ہے کہ "اَلصُّوفِیُّ لَا مَذْهَبَ لَهُ"
(۳۵۸) اس کی مختلف توجیہات کی گئی ہیں۔ تاہم راجح قول یہی ہے
کہ اس سے مراد یہ ہے کہ تصوف میں پیر کا فقہی مذہب مرید کے
لیے لازمی نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت مخدوم جہانیاںؒ کے ملفوظات میں
ہے کہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ شافعی نے جب حضرت
بہاء الدین ذکریا حنفی کو بیعت کیا تو شیخ نے بیعت کے بعد پوچھا کہ
تم کون (سے) مذہب پر عمل کرتا ہے۔ جواب دیا کہ جس مذہب پر کہ
مخدوم ہیں۔ پھر شیخ نے پوچھا کہ تیرے باپ دادا کون (سا) مذہب رکھتے
تھے۔ اور تم کس مذہب پر چھوڑ گئے ہیں۔ جواب دیا کہ مذہب
پر امام اعظم ابو حنیفہ کوفی قدس اللہ روحہ کے۔ پس شیخ شیوخ نے
فرمایا کہ فرزندم بہاء الدین تو اُسی مذہب پر عمل کر"۔(۳۵۹) بہیں
سے واضح ہوا کہ فقہی مذہب بچپن سے معمول بہ ہوتا ہے۔ جب کہ پیر
بالعموم بچپن کے بعد ڈھونڈا جاتا ہے۔ اور چونکہ بلا وجہ فقہی مذہب
بدلنا درست نہیں ہے۔ اس لیے صوفی پر پیر کا فقہی مذہب لازم
نہیں ہے۔ سیدنا جیلانیؒ کے فقہی مذہب کے بارے میں دو قول ملتے
ہیں۔ مشہور اور راجح قول یہ ہے کہ آپ حنبلی المذہب تھے غنیۃ
الطالبین (جس کی نسبت مطلقاً طور پر نہیں لیکن ظنی طور پر آپ کی طرف درجۂ شہرت تک

پہنچی ہوئی ہے) میں لکھا ہے کہ قال الامام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی واماتنا علی مذھبہ اصلا و فرعا وحشرنا فی زمرتہ یعنی فرمایا امام ابو عبداللہ احمد بن محمد بن حنبل شیبانی نے اور اللہ ہمیں اس حال میں موت دے کہ اصلاً و فرعاً ان کے مذہب پر ہوں۔ اور ہمارا حشر انہی کے زمرہ میں ہو (۲۶۰) اسی کتاب میں ہے کہ شافعی یا حنبلی فقیہ کو حنفی مقلد پر اعتراض کرنا درست نہیں ہے۔ ولما اذا کان الشئ مما اختلف الفقہاء فیہ وساغ فیہ الاجتہاد کشرب عامی النبیذ مقلد الابی حنیفۃ وتزوج امراۃ بلا ولی علی ماعرف من مذھبہ لم یکن لاحد ممن ھو علی مذھب الامام احمدؒ والشافعی الانکار علیہ (۲۶۱) دوسرا موقف اور قول یہ ہے کہ سیدنا جیلانیؒ اجتہاد کے مرتبے پر فائز ہو گئے تھے اس لیے مقلد نہ رہے تھے اور آپ کا اجتہاد اور فتوی کبھی امام شافعی اور اکثر امام احمد بن حنبل کے فتوی کے موافق ہوتا تھا۔ ان دو اقوال کے علاوہ ایک تیسرا قول بھی ہے کہ آپ حنفی تھے۔ اس کی دلیل یہ دی جاتی ہے کہ پانی پر چلنے والے ولی اللہ کا سن کر سیدنا جیلانیؒ نے فرمایا تھا کہ اس وقت اس شخص کے سوا روئے زمین پر کوئی ولی حنفی نہیں ہے۔ بعض حضرات نے اس شخص سے مراد پانی پر چلنے والا ولی اللہ مراد لیا ہے (اس صورت میں کمال ولایت اور کمال حنفیت کا جمع ہونا مراد ہے یعنی وہ اعلیٰ درجہ کا ولی اللہ جو من کل الوجوہ امام ابو حنیفہ کا مقلد کامل ہے) اور بعض حضرات نے اس شخص سے مراد یہ لیا ہے کہ متکلم نے اپنی طرف اشارہ کیا ہے یعنی

خود سیدنا جیلانیؒ مراد ہیں۔ اس لحاظ سے حنفیت کو فقہی اصطلاح کے طور پر نہیں بلکہ قرآنی مفہوم کے طور پر استعمال کیا گیا ہے اور حنفیت اور ولایت دونوں کے نقطۂ کمال کا جامع ہونا مراد لیا گیا ہے۔ بہرصورت یہ موقف صحیح نہیں ہے کہ آپ فقہی لحاظ سے حنفی تھے۔ البتہ آپ کے پیران سلسلہ میں سے حضرت داؤد طائیؒ حنفی تھے۔ حضرت ابوبکر شبلی مالکی تھے اور حضرت جنید بغدادیؒ امام شافعیؒ یا سفیان ثوریؒ کے مقلد تھے۔ سیدنا جیلانیؒ کے شاگردِ خاص حضرت شیخ ابو القاسم عمر بن مسعود بزازؒ کہا کرتے تھے کہ ”بشارت ہو ان کے لیے جن کا پیر عبد القادرؒ اور جن کا امام ابو حنیفہؒ اور جن کا پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔“ (۳۶۲) کیا مولوی محمد احمد صاحب نے چشتیت کو حنفیت میں منحصر کر کے یہ ظاہر کیا ہے کہ باقی تین مسالکِ فقہ کے پیروکار جن قطعاتِ ارضی پر قیام پذیر ہیں وہاں چشتی یا نظامی فیض نہیں پہنچ پایا؟ اور سیدنا جیلانیؒ کے پیرانِ سلسلہ میں جس طرح چاروں فقہی مسالک کے پیروکار موجود ہیں۔ اسی طرح ان کے مریدوں میں بھی چاروں فقہی مسالک کے افراد شامل ہو کر فیض یاب ہو رہے ہیں۔

(۱۸) تفریح الخاطر کی کسی روایت سے اختلاف ممکن ہے مگر جھوٹ ثابت کرنا غلط ہے

مولوی محمد احمد نے تفریح الخاطر کو جھوٹ کا پلندہ کہا ہے۔ مگر تفریح الخاطر کی کسی بات کو نقلاً یا عقلاً خلافِ واقع ثابت نہیں کر سکے۔ پانچ باتوں پر اعتراض کیا ہے مگر کہیں بھی جھوٹ ثابت نہیں کیا جا سکا۔

★ پہلی بات یہ لکھی کہ جس وقت سیدنا جیلانیؒ نے قَدَمِی ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ کے الفاظ فرمائے تھے۔ اس وقت اگرچہ حضرت شہاب الدین

سہروردی تو محفل میں ساتھ مل چکے تھے اور گواہی دینے کی عمر کے تھے مگر سیدنا معین الدین اجمیریؒ ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ تفریح الخاطر میں سیدنا اجمیریؒ کا غائبانہ سر جھکانا منقول ہے لہذا تفریح الخاطر جھوٹی ہے۔ اس اعتراض کا جواب دینے کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ سیدنا شہاب الدین سہروردیؒ اور سیدنا معین الدین اجمیریؒ تقریباً ہم عمر ہیں۔ اگر ایک گواہ موجود ہو سکتا ہے تو دوسرے کے نوجوان ہونے میں کیا شبہ رہ جاتا ہے
تفریح الخاطر پر جھوٹ کا فتویٰ دینے والے خود کتنا سچ بول رہے ہیں۔ یہ مقام عبرت ہے۔

★ دوسری بات یہ لکھی ہے کہ "سیدنا محبوب الٰہیؒ برصغیر پاک و ہند سے باہر نکلے ہی نہیں نہ ہی آپ نے حج کیا ہے" (۲۶۳)۔ نظامی بنسری میں یہ لکھا ہے مگر تفریح الخاطر میں ہے کہ سیدنا نظام الدین محبوب الٰہی مکہ کو متوجہ ہوئے پھر بغداد پہنچے۔ تفریح الخاطر کی بات نظامی بنسری کی روشنی میں جھوٹ ہے۔ جواباً اس کے برعکس بھی کہا جا سکتا ہے کہ نظامی بنسری کی بات تفریح الخاطر کی روشنی میں جھوٹ ہے۔ پھر اس کی حمایت میں یہ بھی کہا جائے گا کہ مولانا جامیؒ نے نفحات الانس میں اور دارا شکوہ نے سفینۃ الاولیاء میں حضرت امیر خسروؒ کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ "منقول ہے کہ آپؒ نے اپنے شیخ حضرت نظام الدین اولیاء کے طے ارض کی صورت میں حج کیا تھا" (۲۶۴)۔ نظامی بنسری کے مصنف کا انکار اپنے دائرہ علم کے اندر ہے۔ ایسے نادر واقعات میں اثبات نفی پر مقدم ہوتا ہے۔
تاہم اس بحث پر ظاہری احکام مرتب نہیں ہو سکتے۔

★ تیسری بات یہ لکھی کہ سیدنا خواجہ نقشبندؒ جیسے مادرزاد ولی اللہ کو سیدنا جیلانیؒ کی مدد ملنے کا قول عقلاً ناممکن ہے۔ لہذا جھوٹ اور گستاخی

ہے۔ اگر یہ دلیل سلامت ہے تو مبدأ و معاد کے اندر ہے کہ سیدنا مجدد الف
ثانیؒ جیسے مادر زاد ولی اللہ نے سیدنا جیلانیؒ کی روحانی امداد سے کئی روحانی
مقامات طے کیے۔ (حوالہ پہلے گذر چکا ہے) اگر یہ ممکن و واقع ہے تو وہ
کیونکر عقلاً ناممکن ہو گیا۔ پھر حضرت محبوب الٰہیؒ مادر زاد ولی اللہ تھے
آپ نے بھی عالم خواب میں سیدنا جیلانیؒ سے کسب فیض کیا۔ (اور یہ بات
مولوی محمد احمد کو بھی تسلیم ہے) یہ سوال بھی قابل غور ہے کہ حضرت
شاہ نقشبندؒ نے مادر زاد ولی اللہ ہو کر حضرت امیر کلالؒ سے فیض کیوں
حاصل کیا۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ اور حضرت محبوب الٰہیؒ کی طرح حضرت
شاہ نقشبندؒ نے بھی سیدنا جیلانیؒ سے فیض حاصل کیا ہے۔ اور شاہ
نقشبند کے سیدنا جیلانیؒ سے فیض پانے کا یہ واقعہ تو مرزا عبدالستار
سہسرامی مجددیؒ نے بھی مسالک السالکین ج ۱ ص ۳۴۹ پر ذکر کیا ہے۔

* چوتھی یہ بات لکھی کہ سیدنا جیلانیؒ نے موت کے فرشتے سے تکرار
کی اور روحیں واپس لیں۔ حالانکہ بطور کرامت احیاء موتیٰ ثابت ہے چھوٹے
بچے بزرگوں سے تکرار کرتے ہیں۔ اور کوئی چیز چھیننے کی کوشش کرتے
ہیں تو بزرگ پیار یا لحاظ سے چیز چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ برتری نہیں بلکہ
محبوبیت ہوتی ہے۔ پیاروں کا رب سے تکرار کرنا بھی ثابت ہے۔ قرآن
میں ہے یجادلنا فی قوم لوط یعنی ابراہیم ہم سے جھگڑنے
لگا قوم لوط کے بارے میں (۲۶۵)۔ اسی طرح حضرت علی رضی اللہ
عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ ان السقط لیراغم ربہ اذا
ادخل ابویہ النار۔ فقیل ایھا السقط المراغم
ربہ ادخل ابویک الجنۃ۔ یعنی بے شک کچا
گرا ہوا بچہ ضرور اپنے رب سے جھگڑا کرے گا جب اس کے والدین

کو دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اے اپنے رب سے جھگڑا کرنے والے گرے ہوئے کچے بچے! جا اپنے ماں باپ کو جنت میں لے جا (۲۶۶)۔ ظاہر ہے نہ تو موت کے فرشتہ کا درجہ اللہ سے بڑا ہے اور نہ ہی سیدنا جیلانیؒ کا مرتبہ سقط (حمل) سے کم تر ہے۔ مولانا ارشاد حسین رامپوری نقشبندیؒ نے اس کرامت کی حمایت میں فتویٰ دیا تھا۔ جب کہ مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی وغیرہ نے وہ فتویٰ نقل کر کے اس کی تردید کی تھی۔ (۲۶۷)۔ مولوی محمد احمد صاحب غور فرمائیں کہ وہ کس مسلک کی جنگ لڑ رہے ہیں۔

★ پانچویں بات یہ لکھی کہ شب معراج روح غوث پاک پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قدم مبارک نہیں رکھا۔ یہ شرف روح غوث پاک کو حاصل نہیں ہے۔ تفریح الخاطر میں یہ جھوٹ لکھا ہے ورنہ یہ بات کتب حدیث میں ہونی چاہیے تھی۔ کتب حدیث میں نہ ملنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ جھوٹ ہے۔ اور من کذب علی متعمدا فلیتبوا مقعدہ من النار کی حدیث کی ذیل میں آتا ہے (۲۶۸)۔ حالانکہ تفریح الخاطر میں حرز العاشقین وغیرہ کے حوالہ سے یہ بات لکھی تھی۔ یہ بات تحفہ قادریہ اور اقتباس الانوار اور قاضی برخوردار ملتانی کی کتاب غوث اعظم میں درج ہے اجمالاً و اشارتاً مرآت العاشقین میں بھی یہ بات لکھی ہے (۲۶۹)۔ کتب حدیث میں نہ ہونا اور بات ہے تاہم عدم ذکر سے ذکر عدم لازم نہیں آتا۔ پھر کتب حدیث میں نہیں ہے مگر مولوی محمد احمد مانتا ہے کہ شب معراج نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خرقہ خاص ملا جو سلسلہ چشتیہ نظامیہ میں عدا نسل منتقل ہوتا رہا (۲۷۰)۔ کتب حدیث میں نہیں مگر مولوی محمد احمد لکھتا ہے کہ شب معراج حکم ہوا کہ ہمارے محبوب نظام الدین کو

ہمارا سلام پہنچانا (۲۷۱)۔ اسی طرح کتب حدیث میں نہیں مگر مولوی محمد احمد مانتا ہے کہ حضرت محبوب الٰہیؒ کی شان دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دُعا مانگی کہ اے اللہ! (مجھے) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بنا دے (۲۷۲)۔ کتب حدیث میں روایت نہ ملنے پر حدیث مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ ۔۔۔ (الخ) کو فِٹ کرنے والا شخص خود بھی زِچ کر نہ جا سکا۔ خدا ہی جانتا ہے کہ جو شخص ایک حدیث کا بھی صحیح مفہوم نہ جانتا ہو اُسے شمس الفقہا، کہلوانا کہاں تک درست ہے۔ رہ گئی حدیث مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ (جو جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولتا ہے اُس کا ٹھکانہ دوزخ ہے) تو اس حدیث کا مصداق وہ شخص ہے جو حدیث گھڑتا ہے یا جھوٹ کو عمداً حدیث کا نام دیتا ہے۔ یا جو (مولوی محمد احمد کی طرح) غیر مصداق کو عمداً کسی حدیث کا مصداق بناتا ہے۔ اور وہاں ایسی روایت جو خلافِ حق نہ ہو وہ علمائے اسلام بیان کریں یا بنی اسرائیل۔ اُسے قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ حدیث شریف میں ہے حدثوا عن بنی اسرائیل ولا حرج۔ (۲۷۳) یعنی جہاں حرج نہ ہوتا ہو وہاں بنی اسرائیل کی روایت بھی بیان کر سکتے ہو۔

✱ تفریح الخاطر کی ایک روایت پر بحث کر کے علامہ محمد برخوردار ملتانی محشی نبراس نے اُسے خرافات کی ذیل میں شمار کرتے ہوئے افراط قرار دیا ہے پھر کہا کہ تفریح الخاطر ایسی حکایات سے بھری ہوئی ہے پھر دُعا مانگی کہ اللہ ہمیں گمراہی سے بچائے۔ (۲۷۴) اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قاضی برخوردار کے نزدیک تفریح الخاطر گمراہ کن کتاب ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اوّلاً تو قاضی صاحب نے صراحتۃً اسے گمراہ کن کتاب

قرار نہیں دیا ہے تو کسی اور کو قاضی صاحب کا موقف دینے کا کیا حق ہے؟ قرآن پاک سے کثیر لوگ ہدایت پاتے ہیں تو کثیر لوگ گمراہ بھی ہوتے ہیں۔ یضل بہ کثیرا ویھدی بہ کثیرا۔ اسی طرح حدیث شریف کے بارے میں ایک بزرگ کا کہنا ہے کہ الحدیث مضلۃ الا للفقہاء یعنی حدیث سے عام آدمی گمراہ بھی ہو سکتا ہے مگر فقہاء مستثنیٰ ہیں۔ اس لیے گمراہی سے بچنے کی دعا ہر جگہ کرنی چاہیے۔ ثانیاً قاضی صاحب نے یہ بات نبراس کے حاشیہ القسطاس میں لکھی ہے جو ۱۳۱۶ھ میں شائع ہوا۔ اس کے سترہ سال بعد ۱۳۳۲ھ میں قاضی صاحب نے کتاب غوثِ اعظم لکھی اس میں جگہ جگہ علامہ اربلیؒ اور تفریح الخاطر کے حوالے دیتے ہیں اور ان پر اعتماد کرتے ہیں۔ بلکہ ایک جگہ اپنے قاری کو نصیحت کرتے ہیں کہ اگر آپ کی کرامتیں کوئی شخص دیکھنا چاہے اور کتب اُسے دستیاب نہ ہوں تو اُسے رسالہ تفریح الخاطر جو صرف ۵/ کو ہر شہر میں مل سکتا ہے اُسے خرید کر بطور نمونہ مشتے از خروارے دیکھ سکتا ہے یہ رسالہ مطبوعہ مصر ہے جو بہجۃ سے ماخوذ ہے۔ (۳۷۵)۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آخر کار قاضی برخوردارؒ نے تفریح الخاطر کی مخالفت ترک کر دی تھی اور اس کے مشتہر بن گئے تھے۔ اور اصول یہ ہے العبرۃ بالخواتیم۔ اعتبار آخر کار کا ہوتا ہے۔

(۱۹) لاشعوری غلطیاں کتب چشتیہ میں بھی ہیں

دلیل العارفین کی پہلی مجلس میں لکھا ہے کہ ۵۱۲ھ میں حضرت غریب نوازؒ کے ہاتھ پر حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ بیعت ہوئے۔ مخزن چشت میں حضرت خواجہ امام بخش مہارویؒ نے لکھا ہے کہ بیعت کا یہ

واقعہ ۵۱۲ھ میں ہوا۔ مگر سیرالاولیاء میں حضرت امیر خورد کرمانی نے لکھا ہے کہ بیعت کا یہ واقعہ ۵۲۲ھ میں ہوا ہے (۲۷۶)۔ جبکہ مستند ترین قول کے مطابق حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ ۵۳۶ھ میں پیدا ہوئے تاہم ضعیف اقوال میں ایک قول ۵۲۲ھ کا بھی ہے۔ اس سے پہلے کا کوئی قول میری نظر سے نہیں گزرا۔ اسی طرح سبع سنابل میں فوائد السالکین (ملفوظات حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ) کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ نے فرمایا کہ "میں شیخ یوسف چشتیؒ (م ۴۵۹ھ) کی خدمت میں موجود تھا" (۲۷۷)۔ ظاہر ہے کہ تاریخی لحاظ سے بات درست نظر نہیں آتی۔ اسی طرح فوائد السالکین میں ہے کہ "بیعت رضوان سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سفیر بنا کر بھیجا ان دونوں کے قتل کی غلط خبر آئی تو بیعت رضوان کا واقعہ رونما ہوا (۲۷۸)۔ جبکہ تمام روایات میں صرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں ہے۔ اسی طرح راحت القلوب میں ہے کہ حضرت بابا فریدؒ نے فرمایا کہ ایک دفعہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ یزید پلید کو کندھے پر چڑھائے ہوئے لیے جا رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور فرمایا سبحان اللہ! دوزخی بہشتی کے کندھے پر سوار ہوئے جا رہا ہے (۲۷۹)۔ تاریخ بتاتی ہے کہ یزید تو پیدا ہی دور عثمان غنی رضی اللہ عنہ میں ہوا۔ فوائد الفواد کے مستند ہونے میں شبہہ نہیں ہے۔ مگر اس میں لکھا ہے کہ عبدالرحمن ابن ملجم حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا طرف دار تھا (۲۸۰)۔ حالانکہ وہ حضرت معاویہ کا بھی دشمن تھا۔ اسی فوائد الفواد میں لکھا ہے کہ "رافضی

کو ناصبی کہتے ہیں۔ (۲۸۱)۔ جب کہ رافضی اور ناصبی میں بُعدالمشرقین ہے ان غیرارادی خطاؤں کا حصر مقصود نہیں ہے۔ ہر طرح کی خطا سے محفوظ تو صرف ایک ہی کتاب ہے اور وہ قرآن مجید ہے، تاہم دوسری کتاب میں کوئی چند ایک خطائیں پاکر اُسے جھوٹ کا پلندہ قرار دے تو یہ بھی درست نہیں ہے۔

(۲۰) بہجۃ الاسرار ایک مستند اور معتبر کتاب ہے

اس کتاب کے بارے میں الدرالکامنہ کے حوالے سے مولوی محمد احمد صاحب نے جمال جعفر کا قول پیش کیا ہے کہ فطعن الناس فی کثیر من حکایاتہ وفی اسانیدہ فیہا (۲۸۲)۔ یعنی لوگوں نے اس کی کئی حکایات اور اس کی کئی سندوں پر طعن کیا ہے۔ عالی جناب! وہ کون سے لوگ ہیں جنہوں نے طعن کیا ہے۔ ذرا اُن افراد کی نشاندہی تو فرما لیجیے تاکہ ان کی حیثیت پر غور کیا جائے۔ پھر "بعض" لوگوں نے کس کتاب پر طعن نہیں کیا ہے۔ کیا مجہولین کی جرح مبہم (غیر مفسّر) اور متعصبین کی جرح کوئی وزن رکھتی ہے! حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے زبدۃ الآثار (خلاصہ بہجۃ الاسرار) میں کتاب بہجۃ الاسرار کو عظیم و شریف و مشہور کتاب قرار دیا۔ اور اس کے مصنف کی عظمت کو بیان کیا۔ مشہور محدث امام شمس الدین ذہبی نے اپنی کتاب طبقات المقرئین میں مصنف بہجۃ الاسرار کے مدائح لکھے ہیں۔ امام محمد بن محمد بن محمد محدث جزری مصنف حصن حصین نے احوال قراء میں لکھا ہے کہ میں نے بہجۃ الاسرار کو مصر میں پڑھا تھا اور مجھے باقاعدہ اس کی اجازت ملی تھی۔ (۲۸۳)۔ مولوی عبدالحی لکھنوی نے کتاب الآثار المرفوعہ فی الاخبار الموضوعہ میں

شیخ محقق" امام ذہبی" اور محدث جزری کے بیان لکھنے کے بعد لکھا ہے کہ امام جلال الدین سیوطی" نے حسن المحاضرۃ باخبار مصر والقاھرہ میں مصنف بہجۃ الاسرار کو الامام الاوحد لکھا ہے۔ (۲۸۴) اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہل سنت مولانا احمد رضا خان" نے الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ میں شیخ محقق" امام ذہبی"، محدث جزری" اور امام سیوطی" کے اقوال لکھنے کے علاوہ لکھا کہ امام عبداللہ یافعی" نے مرآت الجنان میں مصنف بہجۃ الاسرار کو امام لکھا ہے۔ پھر شیخ عمر بن عبد الوہاب عرضی حلبی" اور شمس الدین الزکی حلبی" اور کشف الظنون سے بہجۃ الاسرار کی توثیق نقل فرمائی ہے (۲۸۵) علامہ قاضی برخوردار ملتانی چشتی نے بہجۃ الاسرار کے متعلق لکھا ہے کہ ھو کتاب معتبر مشھور۔ (۲۸۶) یعنی وہ اعتبار اور شہرت والی کتاب ہے۔ مولانا سید احمد علی شاہ بٹالوی نقشبندی چشتی نظامی" (م ۱۳۴۵ھ) نے اپنی کتاب سرور الخاطر الفاتر فی نداء یا شیخ عبدالقادر" میں لکھا ہے کہ "بہجۃ الاسرار میں جو نہایت معتبر کتاب ہے جس کو اکابر علماء محدثین نے مستند مانا ہے جیسے شیخ شہاب الدین قسطلانی، امام عبداللہ یافعی"۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی و صاحب حصن حصین و غیرھم" (۲۸۷)۔ مولانا غلام قادر بھیروی چشتی سیالوی" بحث و تکرار کرنے کیلئے بہجۃ الاسرار پیش کرتے ہیں۔

سے یہ سب کچھ ہے بہجت میں جا کر کے دیکھو

نہ حاجت ہے تکرار و بحث و بیاں کی: (۲۸۸)

بہجۃ الاسرار پر تاریخ ابن الوردی وغیرہ میں بعض لوگوں کی طرف سے مبالغہ آرائی کا الزام تھا۔ مولانا عبدالحی لکھنوی" نے الآثار المرفوعہ میں اور مولانا نور بخش توکلی" نے اپنی کتاب سیرت غوث اعظم میں علامہ کاتب

چلپیؒ کی کشف الظنون سے یہ جواب نقل فرمایا ہے "میں کہتا ہوں ایسے مبالغے کو نسے ہیں جو آپ سے منسوب کر دیئے گئے ہیں اور اُن کا اطلاق آپ پر جائز نہیں۔ میں نے ہر چند تلاش کی مگر مجھے ان میں کوئی نقل ایسی نہیں ملی جس میں دوسروں نے بہجۃ الاسرار کی متابعت نہ کی ہو۔ حصہ کثیر اُن حالات کا جن کو صاحب بہجۃ الاسرار نے ذکر کیا ہے وہی ہے جسے امام یافعی نے اسنی المفاخر اور نشر المحاسن اور روض الریاحین میں اور شمس الدین الزکی الحلبی نے بھی کتاب الاشراف میں نقل کیا ہے اور بڑی سے بڑی شئے جو آپ سے منقول ہے یہ ہے کہ آپ نے مُردوں مثلاً مرغی کو زندہ کر دیا۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم کہ اس قصے کو علامہ تاج الدین سبکی نے نقل کیا ہے اور ابن الرفاعی وغیرہ سے بھی منقول ہے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنے اولیاء کو دنیا اور آخرت میں جو تصرف عطا فرمایا ہے اُسے وہ غبی جاہل حاسد کیونکر سمجھ سکتا ہے۔ جس نے اپنا عمر معضامین کتب کے سمجھنے میں ضائع کی اور تزکیہ نفس اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف توجہ کو چھوڑ کر اسی پر قناعت کی"(۲۸۹) دیکھا آپ نے کہ کس طرح بہجۃ الاسرار پر مبالغہ آرائی کا الزام لگانے والوں کو غبی جاہل اور حاسد قرار دیا جا رہا ہے۔ مولوی محمد احمد نے بہجۃ الاسرار کی بابت طَعَنَ النَّاسُ تو نقل کیا تھا۔ کیا اب وہ غبی جاہل اور حاسد کے القاب بھی اُن مجہول طاعنین تک پہنچائیں گے۔ ہمارا کام تو مولوی محمد احمد صاحب وغیرہ تک ان حقائق کو پورے خلوصِ دل کے ساتھ پہنچانا تھا۔ سو ہم نے حسب استطاعت اپنا فرض سرانجام دے دیا ہے۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ۔

نمبروار حوالہ جات مع ضروری حواشی

(۱) حکایتِ قدمِ غوث کا تحقیقی جائزہ ۱- ۱: ص ۵۰، ۲: ص ۲۴، ۳: ص ۲۷-۲۸، ۴: ص ۱۵۱-۱۵۲، ۵: ص ۱۶۶، ۶: ص ۲۲۳-۲۲۹، ۷: ص ۲۴۵، ۸: ص ۲۵۵، ۹: ص ۲۹۲، ۱۰: ص ۳۰۰، ۱۱: ص ۳۰۲، ۱۲: ص ۳۱۰، ۱۳: ص ۳۱۴، ۱۴: ص ۲۷۶، ۲۳: ۱۲۱، ۱۵: ص ۱۱۴

(اضافہ) بلکہ جناب مرزا عبدالستار بہرامی مجددی نے اپنی کتاب "مسلک السالکین" ج ۱: ص ۲۶۸ میں لکھا ہے کہ سیدنا جیلانیؒ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ خلفائے ثلاثہ کے سلسلوں سے بھی فیض حاصل ہوا چنانچہ وہ لکھتے ہیں "پس جو خلافت کہ حضرت احمد اسود دینوریؒ سے ہے اس کا سلسلہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے اور جو خلافت کہ حضرت ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ اس کا سلسلہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے اور جو خلافت کہ حضرت حماد الدباس رحمۃ اللہ علیہ سے ہے وہ حضرت ذوالنورین رضی اللہ عنہ سے ملتی ہے۔ یہ سب سلسلے کتاب جواہر السلوک میں مذکور ہیں"۔ خلفائے راشدین کا اجتماعی فیض سلسلہ قادریہ میں اب صاف نظر آرہا ہے اگرچہ مولوی محمد احمد وغیرہ کو ناگوار گزرے۔

(۲) تفریح الخاطر ص ۴۶-۴۷ بحوالہ لطائف الغرائب ملفوظات حضرت نصیر الدین چراغ دہلیؒ جمع کردہ حضرت بندہ نواز گیسو درازؒ (یہ کتاب آجکل نایاب ہے) نیز بحوالہ مشکات الاسرار از حضرت سید آدم بنوری مجددیؒ۔ یہ روایت حضرت فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

(قلمی نسخے اس کے کئی کتب خانوں میں ہیں) نفحات المحبوب فی احیاء القلوب (ملفوظات حضرت سید غلام حیدر جلالپوری چشتی سیالوی) ص۱۵۱ پر جامع ملفوظات صوفی نور عالم شمس پوری چشتی نے قلمبند کیا ہے کہ "خواجہ قطب الدین کاکی سے منقول ہے کہ میں اس وقت خواجہ معین الدین کے حضور موجود تھا۔ ناگاہ خواجہ بزرگ نے سر جھکایا اور فرمایا بَلْ عَلٰی حَدَقَةِ عَيْنِي۔ اور خواجہ نصیر الدین سے منقول ہے کہ خواجہ بزرگ کے یہ الفاظ سن کر حضرت غوث الاعظم کی زبان مبارک سے نکلا کہ ہو سکتا ہے۔ یہ شخص عنقریب سلطان الہند ہو جائے گا"
مسالک السالکین فی تذکرۃ الواصلین حصہ اول ص۳۴۰ پر لطائف الغرائب کا حوالہ درج ہے۔ واضح رہے کہ مسالک السالکین مرزا محمد عبدالستار بیگ سہسرامی مجددی کی تصنیف ہے۔

(۳) اقتباس الانوار ص۳۵۳ از محمد اکرم چشتی صابری۔ آپ نے سیدنا غریب نواز اجمیری سے انکار خلوت کی روایت لکھی۔ پھر اس کی منتفادر روایت سہ روزہ خلوت کی لکھی۔ پھر آگے حتمی فیصلہ لکھا۔ اس میں ان دونوں روایات کی تردید کی گئی ہے۔ مگر ہمارے کرم فرما آپ کے نام سے وہ روایات آج بھی پیش کر رہے ہیں۔ جو آپ کے نزدیک مردود ہیں۔
مرآۃ الاسرار ص۵۹۲ از شیخ عبدالرحمن چشتی۔ سیر الاقطاب ص۱۶۰ از شیخ الہ دیہ چشتی۔ سیر العارفین ص۴ از حامد بن فضل اللہ جمالی سہروردی، خزینۃ الاصفیاء ج۲ ص۲۶۳ از مفتی غلام سرور لاہوری سہروردی۔ نیز آئین اکبری میں اور قاضی محمد اقام الدین چشتی کی معین اولیاء میں ملاقات واستفادہ کا قول ہے اور محمد نظام الدین

صدا اسلطنہ ص۵۷-۵۸)

(۴) مہر منیر ص۴۲ از مولانا فیض احمد فیض چشتی نظامی تذکرہ سیدنا غوث اعظم ص۱۱ از طالب ہاشمی۔ مظہر جمال مصطفائی ص۹۲ از سید نصیر الدین ہاشمی۔

ابیاتِ باہو مع ترجمہ و شرح ص۲۸۵ از پروفیسر سلطان الطاف علی۔ تذکرہ مشائخ قادریہ ص۲۴ از محمد دین کلیم۔

(۵) (الف) مہر منیر ص۴۲ از مولانا فیض احمد فیض چشتی نظامی۔ تذکرہ سیدنا غوث الاعظمؒ ص۱۲ از طالب ہاشمی۔ مظہر جمال مصطفائی ص۹۰ از سید نصیر الدین ہاشمی۔ کلام الاولیاء فی شان سلطان الاولیاءؒ ص۱۸ از حافظ برکت علی لاہوری (بحوالہ سیرت محبوب) تذکرہ مشائخ قادریہ ص۲۴ از محمد دین کلیم۔ نام و نسب ص۲۰۹ از سید نصیر الدین چشتی گولڑوی (بحوالہ سیرت محبوب)

(ب) کلام الاولیاء فی شان سلطان الاولیاء ص۱۹ از حافظ برکت علی لاہوریؒ۔ نام و نسب ص۲۰۱ از سید نصیر الدین چشتی گولڑوی (بحوالہ تحفہ منیفیہ) غوث اعظمؒ ص۵۵ از احتشام الحق کاندھلوی (واضح ہو کہ کاندھلوی نے ۷ اشعار نقل کیے ہیں)

(۶) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص۲۱۲ بحوالہ مجموعۃ الاسرار مکتوبات حضرت شیخ عبد الغنی شامی نقشبندیؒ۔

(۷) تفریح الخاطر ص۴۲ بحوالہ نکات الاسرار از حضرت سید آدم بنوری مجددی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۷ الف) راقم نے یہ بات گلزار فریدی (قلمی) میں بھی دیکھی ہے جو مولانا

گل محمد شیرونیؒ کی تصنیف ہے اور اسد نظامی صاحب کے پاس ہے
مجلہ نظام الدین ملتان شمارہ اپریل مئی ۱۹۷۵ء سلسلۂ تبلیغ نمبر ۵-۵۸
صہ ۱۰ (بحوالہ جواہر فریدی از مولانا اصغر علی)

(۸) منظر جمال مصطفٰی صہ ۹۵ از سید نصیر الدین ہاشمی ۔ کلام الاولیاء فی شان سلطان اولیاء صہ ۲۲ از حافظ برکت علی لاہوریؒ (بحوالہ سیرت محبوب دیوان حضرتؒ) نام و نسب صہ ۱۳ از سید نصیر الدین چشتی گولڑوی (بحوالہ سیرت محبوب و دیوان حضرت)

(۸، الف) مجلہ نظام الدین ملتان سلسلۂ تبلیغ نمبر ۵-۵۸ صہ ۱۰ (بحوالہ آثار چشتیہ از سید عتیق اللہ چشتی صابری م ۱۳۱۱ھ)

(۹) فوائد الفواد صہ ۳۶ (ملفوظات حضرت محبوب الٰہی ۔ جلد اول ۔ مجلس اول)

(۱۰) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ صہ ۲۱۹ مہر منیر صہ ۳۷ از فیض احمد فیض چشتی نظامی (بحوالہ نظام القلوب) ۔ غوث اعظم صہ ۱۲۵ از مولانا قائم برخوردار چشتی ملتانی ۔

(۱۱) تفریح الخاطر صہ ۹۱ (بحوالہ اسرار السالکین از حضرت جنید فریدی حصاری رحمۃ اللہ علیہ) ۔

(۱۲) نفحات الانس صہ ۸۷۳ از حضرت عبدالرحمٰن جامی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (حضرت امیر خسرو کے ذکر میں لکھا ہے) ۔ سفینۃ الاولیاء صہ ۱۳۴ از دارا شکوہ ۔

(۱۲، الف) مجلہ نظام الدین ملتان ۹۔ سلسلہ تبلیغ نمبر ۵۵ صہ ۱۱ (بحوالہ محبوب القلوب) نمبر ۵-۵۸ صہ ۹-۱۰ (فروری ۱۹۷۵ء)

(۱۳) مسالک السالکین فی تذکرۃ الواصلین ج ۱ صہ ۳۴۰ از مرزا عبدالستار

بیگ سہرامی مجددی" (بحوالہ لطائف الغرائب)۔
(۱۳ الف) مجلہ نظام الدین ملتان بسلسلہ تبلیغی ۵۸-۵۷ صـ ۹۔
(۱۴) اقتباس الانوار صـ ۹۰-۱۹۷ از شیخ محمد اکرم چشتی صابری" (بحوالہ تحفۃ الراغبین و رسالہ واقعات محمدیہ)
(۱۵) بحر المعانی۔ اخبار الاخیار صـ ۲۹ مراۃ الاسرار صـ ۴۷۶۔ تکملہ سیر الاولیاء صـ ۸۵ مکتوبات امام بخش مہاروی صـ ۳۱۱
(۱۶) سیر الاقطاب صـ ۷-۱۱۶
(۱۷) سیر الاقطاب صـ ۱۱۴
(۱۸) سیر الاقطاب صـ ۱۱۹
(۱۹) سیر الاقطاب صـ ۱۱۵
(۲۰) سیر الاقطاب صـ ۱۱۹
(۲۱) سیر الاقطاب صـ ۱۰۹
(۲۲) سیر الاقطاب صـ ۱۰۶۔۱۰۷
(۲۳) سیر الاقطاب صـ ۱۱۴۔۱۱۵
(۲۴) مرآۃ الاسرار صـ ۷۹۔۷۹
(۲۵) مرآۃ الاسرار صـ ۵۷۰
(۲۶) مرآۃ الاسرار صـ ۱۰۱۔۱۰۲
(۲۷) مرآۃ الاسرار صـ ۵۹۴
(۲۸) مرآۃ الاسرار صـ ۵۶۹
(۲۹) اقتباس الانوار صـ ۵۹، صـ ۱۹۲، صـ ۹۰-۴۷۶، صـ ۱۹۲-۲۵۰، صـ ۲۰۹
(۳۰) اقتباس الانوار صـ ۱۹۳
(۳۱) اقتباس الانوار صـ ۲۱۰

(۲۲) اقتباس الانوار صد ۱۹۴

(۲۳) اقتباس الانوار صد ۳۱

(۲۴) اقتباس الانوار صد ۲۵۰ - ۲۵۱

(۲۵) اقتباس الانوار صد ۲۵۲ - ۲۵۳

(۲۶) اقتباس الانوار صد ۲۵۲

(۲۷) تکملہ سیرالاولیاء صد ۷ (بروایت خواجہ قاضی محمد عاقلؒ و بحوالہ خلاصۃ الفوائد)۔ خلاصۃ الفوائد مولوی محمد علم شیخ پوریؒ خلیفہ مولانا نور محمد نارووالہؒ کی کتاب ہے اس میں حضرت قبلہ عالم مہارویؒ کے حالات و ملفوظات ہیں۔ مخزن چشت صد ۳۲۹ از خواجہ امام بخش مہارویؒ (بحوالہ خلاصۃ الفوائد) تاریخ مشائخ چشت صد ۱۴۲ از پروفیسر خلیق احمد نظامی

(۲۸) حکایتِ قدمِ غوث کا تحقیقی جائزہ صد ۲۸۹ (بحوالہ نظام القلوب مہر منیر صد ۴۷ غوث اعظمؒ صد ۲۵ از قاضی برخوردار ملتانی چشتیؒ۔

(۲۹) انیس المساکین صد ۲۴

(۳۰) نام و نسب صد ۲۶۷

(۳۱) حضور قبلہ عالمؒ احوال و مناقب صد ۳۹۹ از پروفیسر افتخار احمد چشتی (بحوالہ مثنوی فخریۃ النظام)

(۳۲) انوار الرحمان لتنویر الجنان صد ۱۰۵ غوث اعظم صد ۲۴۹ از قاضی برخوردار ملتانی چشتیؒ

(۳۳) غوثِ اعظم صد ۲۹۹ از قاضی برخوردار چشتیؒ (بحوالہ انوار الرحمان لتنویر الجنان)

(۳۴) تکملہ سیرالاولیاء صد ۸۵

(۴۵) تکملہ سیر الاولیاء صـ ۸۳

(۴۶) تکملہ سیر الاولیاء صـ ۸۲

(۴۷) فوائد فریدیہ صـ ۸۱

(۴۷ الف) مسالک السالکین فی تذکرۃ الواصلین ج ۱ صـ ۲۴۱ از مرزا وحید التہ بیگ مجددیؒ (بحوالہ مقامات دستگیری و محبوب المعانی) غوث اعظم صـ ۴۹ از قاضی برخوردار ملتانی چشتیؒ۔ اسی طرح مکتوبات امام ربانیؒ کے دفتر دوم کے مکتوب نمبر ۹۶ میں لکھا ہے کہ "ہیچ ولی بمرتبہ صحابی نرسد" یعنی کوئی ولی صحابی کے مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا۔

(۴۸) فوائد فریدیہ صـ ۵۴

(۴۹) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ صـ ۲۱۰ مقابیس المجالس صـ ۸۸۹

(۵۰) خواجہ غلام فریدؒ صـ ۵۲ از مسعود حسن شہاب دہلوی۔

(۵۰ الف) مقابیس المجالس صـ ۷۹۰

(۵۰ ب) مقابیس المجالس صـ ۶۹۸

(۵۰ ج) مقابیس المجالس صـ ۲۷۷

(۵۱) دیوان محمدی صـ ۸۸

(۵۲) دیوان محمدی صـ ۹۱

(۵۳) دیوان محمدی صـ ۹۱

(۵۴) دیوان محمدی صـ ۱۱۴

(۵۵) مخزن چشت صـ ۴۲۰ ـ ۴۳۱ (بحوالہ اسرار کمالیہ از سید زاہد شاہ صاحبؒ)

(۵۶) مقدمہ انیس الارواح صـ ۲۳۳ ـ ۲۳۴ از اسد نظامی (بحوالہ کتاب "لزوم حسن ظن بر سخن ہائے معتبر لا لن ذوالمنن" از خواجہ عبید اللہ ملتانی چشتی رحمۃ اللہ علیہ)

(۵۷) مکتوباتِ مہاروی صہ ۲۱۱ مکتوب نمبر ۲۲ ۔ از خواجہ امام بخش مہاروی
(۵۸) انیس المساکین صہ ۱۱۶ ۔ ۱۱۹
(۵۹) انیس المساکین صہ ۱۲۴
(۶۰) دیباچہ غوثِ اعظم صہ ۱۱ از قاضی برخوردار ملتانی چشتی
(۶۱) مہر منیر صہ ۲۰۶ مولانا فیض احمد فیض چشتی نقشبندی ۔
(۶۲) ملفوظاتِ حضرت شاہ سلیمان تونسوی صہ ۲۴ (قلمی) از مولوی غلام حیدر صاحب ۔ راقم السطور نے جس قلمی نسخہ کا عکس سامنے رکھا ہوا ہے اس میں کسی نے تحریف کرنے کی کوشش کی ہے ۔ مگر اپنی کم عقلی کے سبب کامیاب نہیں ہوا ۔ ایک تو تحریف کنندہ کا قلم اصل کتابت سے باریک تھا جو واضح نظر آرہا تھا ۔ دوسرا اس عبارت کے بعد والا حصہ اس تحریف کا راز فاش کر رہا تھا ۔ اصل عبارت حاضر خدمت ہے ۔ تحریف شدہ الفاظ خطوط وحدانی میں دیئے گئے ہیں : "ہمدراں وقت یارے عرض کرد کہ حضرت خواجہ خواجگان شیخ المشائخ معین الحق والدین در کدام زمان بودند فرمودند ہم زمانِ حضرت پیرِ پیران حضرت پیر عبد القادر جیلانی کہ حضرت خواجہ بزرگ برائے زیارت ایشاں در بغداد نیز رفتہ (نرفتہ) اند ۔ وملاقات کردہ (نکردہ) اند ۔ اما حضرتِ خواجہ از خویشاں پیر نیست " اہل علم اس ناپاک تحریف کرنے والے شخص کے تعصب کا خود ہی اندازہ فرما سکتے ہیں ۔
(۶۳) مناقب المحبوبین صہ ۱۸۰ از حاجی نجم الدین سلیمانی " ۔ حاجی صاحب نے اس تشبیہ کی غرض آگے یوں بیان کی ہے کہ "چونکہ سائل سلسلۂ چشتیہ کو سلسلۂ قادریہ سے حقیر خیال کرتا تھا ۔ اس لیے آپ نے اُسے یہ جواب دیا اور (اسے سلسلۂ قادریہ میں) اس کی خواہش کے مطابق

بیعت کرنے کی بجائے) سلسلۂ چشتیہ میں ہی بیعت کیا۔"

(۶۴) تکملہ سیر الاولیاء صـ۲۹ از حضرت خواجہ گل محمد احمد پوری خلیفہ قاضی محمد عاقل صاحبؒ۔

(۶۵) مرآت العاشقین صـ۵۳ ملفوظاتِ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی

(۶۶) مرآت العاشقین صـ۲۱۲

(۶۷) مرآت العاشقین صـ۱۵۳

(۶۸) مرآت العاشقین صـ۲۵۳

(۶۹) نفحات المحبوب فی احیاء المحبوب (معروف ملفوظاتِ حیدری) صـ۳۶۲ مرتبہ صوفی نور عالم شمس پوریؒ ذکر حبیب صـ۲۷ مرتبہ ملک محمد دینؒ

(۷۰) غوثِ اعظم صـ۲۸۹ از قاضی برخوردار چشتی ملتانی رحمۃ اللہ علیہ بحوالہ انوار الرحمٰن۔

(۷۱) مرآۃ الاسرار صـ۷۸ ـ ۷۹

(۷۲) اقتباس الانوار صـ۵۸

(۷۳) بہجۃ الاسرار صـ۵۲ (شیخ صدقہ بغدادیؒ کے لیے فرمانِ غوث پاکؒ)۔ اخبار الاخیار صـ۴۲۔

(۷۴) اقتباس الانوار صـ۲۴۲

(۷۵) فوائد الفؤاد (جلد چہارم۔ مجلس نمبر ۱۶) صـ۲۸۲۔ سیر العارفین صـ۱۶۱ از حامد بن فضل اللہ جمالی سہروردیؒ۔ حضرت مخدوم جہانیاںؒ کے ملفوظات میں ہے کہ" ولایت شیخ کبیر بہاء الدین قدس اللہ سرہٗ کی اودے پور سے کیچ مکران تک ہے۔ اور ہریو تک بھی۔ اور ولایت شیخ فرید الدین کی قدس اللہ سرہٗ اودے پور سے ہندوستان تک۔" (الدر المنظوم فی ترجمۃ المخدوم ج۱ صـ۲۷۰) اسی طرح الدر المنظوم صـ۹۹

پر ہے کہ "شیخ کبیرؒ سندھ کی ولایت رکھتے تھے اور شیخ قطب الدین بختیار رضی اللہ تعالے عنہما کی ولایت ھند کی"

(۷۶) مخزنِ چشت صہ ۲۴۳ و صہ ۲۹۹ (از خواجہ امام بخش مہاروی)۔ روضۂ اقطاب صہ ۶۹ (از سید محمد بلاق)۔ مرآۃ الاسرار صہ ۶۷۹ (بحوالہ راحت القلوب لکھا ہے کہ یہ واقعہ ۱۰ رجب ۶۵۵ھ کا ہے) سیر الاولیاء صہ ۲۲۵ پر امیر خورد کرمانی نے لکھا ہے کہ حضرت بابا فریدؒ نے حضرت محبوب الٰہیؒ سے فرمایا کہ "ہم نے دین و دُنیا تجھ کو دے ہیں۔ اسی جگہ لے مت کہ یہی ہے ہندوستان جا اور اس ملک کو لے"۔ یہ الفاظ ۲۵ رجب الاوّل ۶۶۹ھ کے ہیں۔ پھر یہی ولایتِ ہند آپ سے حضرت نصیر الدین محمود چراغِ دہلیؒ کو ملی۔ چنانچہ حضرت مخدوم جہانیاں کے ملفوظات میں ہے کہ "میں نے شیخ مدینہ عبداللہ مطری رحمۃ اللہ علیہ سے سُنا ہے کہ شیخ رکن الدینؒ قطبِ سندھ ہیں اور شیخ نصیر الدین قطبِ ہند۔ جس وقت ان دونوں نے وفات پائی تو شیخ نے کہا۔ ما بقی الشیخ فی السند والھند یعنی سندھ وہند میں شیخ نہیں رہا"۔ (الدر المنظوم فی ترجمہ ملفوظ المخدوم ج ۱ صہ ۹۶) واضح رہے کہ یہاں حکومتِ باطنی اور فیضان کا فرق ملحوظ رکھا جائے گا۔ چنانچہ سندھ میں سلسلۂ چشتیہ کا فیضان تو ہے۔ مگر حکومت باطنی سہروردیہ کی ہے اسی طرح بخارا وغیرہ میں سلسلہ چشتیہ کا فیضان ہو سکتا ہے مگر حکومتِ باطنی سلسلۂ نقشبندیہ کی ہے۔ اسی طرح ہندوستان میں سلسلہ سہروردیہ اور سلسلہ نقشبندیہ کا فیضان موجود ہے مگر حکومت باطنی سلسلۂ چشتیہ کی ہے۔ اگر اس کے مقابلے پر کہا جائے کہ بابا فریدؒ نے سات اقلیموں کا انتظام حضرت نظام الدینؒ کے سپرد کیا تھا۔ (مخزنِ چشت) تو اس کی شرح یہ ہے کہ مرآۃ الاسرار

لکھا ہے کہ "آپ کے زمانے میں سات بادشاہوں نے دہلی کے تخت پر حکومت کی"۔ گویا ان سات بادشاہوں کا تعلق ہندوستان ہی سے ہے لہٰذا کوئی تضاد نہ رہا۔

(۷۷) تذکرۂ خواجگان تونسوی ج ۱ ص ۸۵ از پروفیسر افتخار احمد چشتی۔ مناقب المحبوبین ص ۱۳۱ از حاجی نجم الدین سلیمانی۔ تاریخِ مشائخ چشت ص ۲۱۹ از پروفیسر خلیق احمد نظامی۔

(۷۸) بہجۃ الاسرار ص ۷۵ از امام علی بن یوسف لخمی شطنوفی"۔ مرآۃ الاسرار ص ۵۶۹ از شیخ عبدالرحمٰن چشتی صابری"۔ اقتباس الانوار ص ۲۰۹ از شیخ محمد اکرم چشتی صابری"۔

غالباً یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی قطعۂ زمین ایسا نہیں ہے کہ جہاں کا کوئی فرد اگر سیدنا نظام الدین بدایونی محبوب الٰہی" کو جانتا ہے اور آپ سے محبت رکھتا ہے تو وہ یقیناً سیدنا عبدالقادر جیلانی" کو بھی جانتا ہوگا اور محبوب مانتا ہوگا۔ مگر بعض قطعاتِ ارض ایسے بھی ہیں جہاں سیدنا عبدالقادر جیلانی" تو جانے پہچانے بھی جاتے ہیں اور محبوب بھی مانے جاتے ہیں۔ مگر سیدنا نظام الدین محبوب الٰہی" کا نام بھی لوگ نہیں جانتے (محبوب ماننا تو نام جاننے کی فرع ہے) اور یہ بالکل بدیہی بات ہے۔ جس کی تصدیق کسی بھی علاقے میں سروے کر کے کی جاسکتی ہے۔ اسی لئے پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی" نے صاف صاف فرما دیا کہ "محبوبیت قادریہ عالم گیر ہے اور محبوبیتِ نظامیہ کئی قطعاتِ ارض تک نہیں پہنچی"۔ (مہر منیر ص ۲۴۰ وغیرہ)۔ اور مولوی محمد احمد صاحب وغیرہ کو وہ قطعاتِ ارض ڈھونڈنے کیلئے کہیں دُور جانے کی ضرورت نہیں۔ اس پاس کے کئی قطعاتِ ارض انہیں نظر آسکتے ہیں۔ جہاں ایسے افراد

موجود ہوں گے جن کو سیدنا عبدالقادر جیلانی" تو کسی نام یا لقب سے معلوم و محبوب ہوں گے۔ مگر انہیں سیدنا نظام الدین بدایونی کسی نام یا لقب سے معلوم نہیں ہوں گے محبوب ہونا تو بعد کی بات ہے۔ اتنی صاف واضح اور بدیہی بات سے آنکھیں چرانا اور اتنے علم و عقیدے کا مظاہرہ کرنا دانا ؤں کو زیب نہیں دیتا۔ اور یہ حقیقت بھی واضح اور مدلل ہے کہ روئے زمین پر جس ولی اللہ کو سب سے زیادہ محبت ملی ہے اس کو اللہ بھی کیونکہ سب اولیاء اللہ سے زیادہ محبوب رکھتا ہے۔

مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہؓ سے مرفوعاً حدیث شریف میں ہے کہ ان اللہ اذا احب عبدا دعا جبریل فقال انی احب فلانا فاحبہ قال فیحبہ جبریل ثم ینادی فی السماء فیقول ان اللہ یحب فلانا فاحبوہ فیحبہ اھل السماء ثم یوضع لہ القبول فی الارض (الحق)

بے شک اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو محبوب بنا لیتا ہے تو جبریل کو بُلا کر فرماتا ہے میں نے اپنے فلاں بندے کو محبوب بنا لیا ہے تو بھی اُسے محبوب بنا۔ تو جبریل بھی اُسے اپنا محبوب بنا لیتا ہے۔ پھر آسمان میں منادی ہوتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ بے شک اللہ نے فلاں کو محبوب بنا لیا ہے تم بھی اُسے اپنا محبوب بنا ؤ۔ پھر آسمان والے اُسے اپنا محبوب بنا لیتے ہیں۔ پھر زمین پر اُسے محبوبیت و مقبولیت دی جاتی ہے یہی حدیث صاف واضح کر رہی ہے کہ روئے زمین پر کسی مومن کی محبوبیت آئینہ ہے۔ اُس کی محبوبیت عنداللہ کا۔ جو ولی اللہ کا جتنا زیادہ محبوب ہے وہ روئے زمین پر بھی اُتنا ہی زیادہ محبوب ہے۔ واضح رہے کہ مسلمان تا اہل سنت زمین پر اللہ تعالیٰ کے گواہ ہیں۔

(۷۹) زجاجۃ المصابیح (مشکوٰۃ حنفی) ج۴ صـ۱۹۳ باب البکاء والسمعہ
(۸۰) نور ربانی فی مدح المحبوب السبحانی صـ۲۳ از مولانا غلام قادر بھیروی چشتی رحمۃ اللہ علیہ۔
(۸۱) نور ربانی فی مدح المحبوب السبحانی صـ۲۷
(۸۲) نور ربانی فی مدح المحبوب السبحانی صـ۲۰
(۸۳) نور ربانی فی مدح المحبوب السبحانی صـ۲۷
(۸۴) غوثِ اعظم صـ۲۵۳ ـــ ۲۴۷ قاضی برخوردار ملتانی چشتی" یہ حوالہ اس کتاب سے دیا جا رہا ہے جو (۱۳۳۴ھ۔۱۹۱۵ء) میں لکھی گئی اور مولوی محمد احمد کے مسلّمہ علامہ کی زبان و قلم سے صادر ہوئی تاکہ وہ بد اعتقادی ختم اور دعوائے تحریف باطل ہو۔ جس کی مولوی محمد احمد نے کوشش کی ہے۔
(۸۵) مہر منیر صـ۲۵-۲۸ بحوالہ مہر چشتیہ (مکتوبات) وفتاویٰ مہریہ۔
(۸۶) حقیقتِ گلزار صابری صـ۷ از شاہ محمد حسن چشتی رامپوری"۔
(۸۷) گیارہویں نامہ صـ۱۲ از خواجہ حسن نظامی دہلوی"۔
(۸۸) غوثِ اعظم صـ۲۲۶-۲۲۹ از قاضی برخوردار ملتانی چشتی"۔
(۸۹) غوثِ اعظم صـ۲۲۹
(۹۰) غوثِ اعظم صـ۲۳۶
(۹۱) غوثِ اعظم صـ۲۴۶
(۹۲) غوثِ اعظم صـ۲۴۷
(۹۳) غوثِ اعظم صـ۲۵۰
(۹۴) غوثِ اعظم صـ۲۶۰-۲۶۱
(۹۵) غوثِ اعظم صـ۲۱۳

(۹۶) شمس المعارف صہ ۶۰۲ (ملفوظات شاہ سلیمان پھلواری) میں نے یہ
حوالہ محمد الیاس اعظمی کی کتاب جواہر غوثیہ صہ ۱۲۳ سے نقل کیا ہے۔

(۹۷) انوار ی نذر ب الجمہور صہ ۱۲۳ - ۹۴ از خواجہ حسن نظامی دہلوی۔ یہ حوالہ
جمہور گرباق اثر مکتوب شمس المعارف سے مولوی محمد احمد نے "حکایتِ قدم
غوث کا تحقیقی جائزہ" میں صفحہ نمبر ۲۲۷ - ۲۲۸ پر درج کیا ہے۔ مولوی محمد
احمد مجبور تھے کیونکہ ان کی کتاب جمہور کے خلاف تھی۔ اس لیے یہ حوالہ لیے
گئے۔ حالانکہ یہ بنیادی بات تھی اسے لکھنا چاہیے تھا۔

(۹۸) محامد خاتم النبیین ۲۰م ولنب صہ ۲۴۷ کلام الاولیاء فی سلطان الاولیاء صہ ۲۰

(۹۹) نور و نکہت صہ ۴ از حضرت سید محمد خلیل کاظمی چشتی صابریؒ

(۱۰۰) خطباتِ کاظمیؒ - حصہ اوّل صہ ۱۲۳

(۱۰۱) خطباتِ کاظمیؒ - حصہ اوّل صہ ۱۸۶

(۱۰۲) التبشیر بر اعتراضات کا علمی جائزہ صہ ۳۱ مقالات کاظمیؒ حصہ سوئم صہ ۵۱۳

(۱۰۳) ماہنامہ السعید - فروری ۱۹۹۹ء - صہ ۱۱۵

(۱۰۴) تسکین الخواطر فی مسئلۃ الحاضر والناظر صہ ۳

(۱۰۵) ماہنامہ السعید فروری ۱۹۹۷ء صفحہ نمبر ۹۷ - ۹۸

(۱۰۶) زیاراتِ مقاماتِ مقدسہ صہ ۲۱ مرتبہ شیخ سردار محمد صاحب ہوشیار پوری
نیز مولوی محمد احمد صاحب نے "حکایتِ قدمِ غوث کا تحقیقی جائزہ" کے صفحہ نمبر
۲۲۰ - ۲۲۱ پر یہ حکایت نقل کی ہے۔ اس سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ میاں
صاحبؒ پہلے حضور غوث پاکؓ سے استمداد کرتے تھے اور پھر حضور غریب
نوازؒ سے استمداد کرنے لگے۔ رہ گیا کشفِ حجاب بوقتِ طواف کا معاملہ تو
وہ حضور غریب نواز سے ویسے ہی حل ہوتا۔ جیسے حضرت ابوبکر رضی
اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ

کے ہاتھ سے خیبر فتح ہوا تھا۔ (اخرج النسائی فی الخصائص عن ابی بریدة)

(۱۰۷) مقدمہ شرح قصیدہ غوثیہ صفحہ ۱۱ از شرح و تفسیر عنصر صابری و مقدمہ از حکیم محمد موسیٰ امرتسری)

(۱۰۸) مقدمہ مکتوبات مجدد الف ثانی صفحہ ۲۹ (مقدمہ از حکیم محمد موسیٰ امرتسری مکتوبات کا ترجمہ مولانا سعید احمد نقشبندی نے کیا ہے۔)

(۱۰۹) مے خانۂ عرفان صفحہ ۵۹ از سکندر لکھنوی چشتی نظامی

(۱۱۰) مے خانۂ عرفان صفحہ ۶۰

(۱۱۱) مے خانۂ عرفان صفحہ ۵۵

(۱۱۲) مے خانۂ عرفان صفحہ ۵۹

(۱۱۳) مے خانۂ عرفان صفحہ ۶۳

(۱۱۴) آجدارِ طریقت صفحہ ۱۸ سکندر لکھنوی

(۱۱۵) مے خانۂ عرفان صفحہ ۵۴

(۱۱۶) مدحتِ رسول صفحہ ۲ مرتبہ حافظ عطاء الرسول

(۱۱۷) حکایتِ قدمِ غوث کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۲۰۳، ۲۰۸

(۱۱۸) غوثِ اعظم صفحہ ۲۴۹ از قاضی برخوردار ملتانی چشتی۔

(۱۱۹) غوثِ اعظم صفحہ ۲۵۴ از قاضی برخوردار ملتانی چشتی۔

(۱۲۰) غوثِ اعظم صفحہ ۵۵ از محمد احتشام الحسن کاندھلوی، مولوی محمد احمد صاحب تھانوی امداد یہ وغیرہ کے حوالہ پر اعتماد کرتے ہیں، جتنا اعتماد اس حوالہ پر کرتے ہیں، اتنا اعتماد یہاں بھی کر لیں تو آخر اس میں کیا قباحت ہے؟

(۱۲۱) بہجۃ الاسرار صفحہ ۸

(۱۲۲) بہجۃ الاسرار صفحہ ۲۲ مولانا نور بخش توکلی نقشبندی نے سیرتِ غوثِ اعظم

صـ۵۲ - ۵۵ پر یہ واقعہ لکھا ہے۔ آگے شیخ ابن حجر مکی کے فتاوی حدیثیہ سے اسی واقعہ کا حوالہ دے کر ایک سبق دیا ہے۔ جو منکرین کے لیے قابل دید ہے
نفحات الانس صـ۵۹ ۷ - ۷۶۰ خلاصۃ المفاخر صـ۱۳۰ - ۱۳۲ نزہۃ الخاطر الفاتر صـ۸۰ - ۸۲ مرآۃ الاسرار صـ۵۶۹ - ۵۷۰ ۔

(۱۲۳) بہجۃ الاسرار صـ۴۲۷ - ۴۲۸ قلائد الجواہر صـ۲۵۴ ۔ ۲۵۵

(۱۲۴) بہجۃ الاسرار صـ۶۲ - ۹۳ زبدۃ الآثار صـ۹۵ قلائد الجواہر صـ۴۳ خلاصۃ المفاخر صـ۱۳۶ ۔ ۱۳۷ مرآۃ الاسرار صـ۵۶۹ اقتباس الانوار صـ۱۸۷

(۱۲۵) قلائد الجواہر صـ۹۸ - ۱۰۱

(۱۲۶) اقتباس الانوار صـ۱۹۴

(۱۲۷) سکینۃ الاولیا صـ۲۷

(۱۲۸) سیر الاقطاب صـ۱۱۴ سفینۃ الاولیاء صـ۶۷ - ۶۸ خزینۃ الاصفیا صـ۱۲۲/۱۲

(۱۲۹) تفریح الخاطر صـ۴۴ (بحوالہ خوارق الاحباب فی معرفۃ الاقطاب از عبداللہ بلخی)

(۱۳۰) تفریح الخاطر صـ۴۵ (بحوالہ خوارق الاحباب فی معرفۃ الاقطاب از عبداللہ بلخی)

(۱۳۱) خصائص القادریہ فی فضائل الغوث یہ صـ۵۲ (بحوالہ خوارق الاحباب فی معرفۃ الاقطاب از عبداللہ بلخی)

(۱۳۲) تفریح الخاطر صـ۴۲ خصائص القادریہ صـ۵۲ (بحوالہ خوارق الاحباب فی معرفۃ الاقطاب از عبداللہ بلخی)

(۱۳۳) کلام الاولیاء فی شان سلطان الاولیاء صـ۲۲ (بحوالہ فتح المبین)۔ نیز یہ رباعی سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ پاک پر عرصہ دراز سے مرقوم ہے۔

(۱۲۴) نفحات الانس صد ۵۹ ۔

(۱۲۵) نفحات الانس صد ۶۰ ۔

(۱۲۶) نفحات الانس صد ۶۰ ۔

(۱۲۷) نفحات الانس صد ۶۱ ۔

(۱۲۸) کلام الاولیاء فی شان سلطان الاولیاء صد ۲۶

(۱۲۹) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ صد ۱۱۳، ۱۱۷ بحوالہ مکتوبات امام ربانی ج ۱ صد ۲۹۳

(۱۳۰) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ صد ۱۱۵، ۱۱۸ بحوالہ مکتوبات امام ربانی ج ۱ صد ۲۹۳

(۱۳۱) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ صد ۱-۲۸۰ بحوالہ مکتوبات امام ربانی ج ۱، مکتوب نمبر ۲۱۶

(۱۳۲) مکاشفات عینیہ ۔ مکاشفہ نمبر ۱۶ ۔

(۱۳۳) مبدا و معاد صد ۵

(۱۳۴) مکتوبات امام ربانی ج ۱ ۔ مکتوب نمبر ۲۱۲ ۔ عبارت کا ترجمہ یہ ہے کہ "بہت مدت تک دل میں کھٹکتا رہا کہ اس امت میں اکمل اولیاء بہت گزرے ہیں مگر جس قدر خوارق حضرت سیدنا محی الدین جیلانی ؓ سے ظاہر ہوئے ویسے خوارق ان میں سے کسی سے ظاہر نہیں ہوئے ۔ آخر کار حق تعالٰی نے اس کا بھید ظاہر کر دیا اور جتلا دیا کہ ان کا عروج اکثر اولیاء اللہ سے بلند تر واقع ہوا ہے ۔ اور نزول کی جانب میں مقام روح تک نیچے اُترے ہیں جو عالم اسباب سے بلند تر ہے الخ

(۱۳۵) اقتباس الانوار صد ۲۱۰

(۱۳۶) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ صد ۲۴-۲۶ بحوالہ مکتوبات امام ربانی ج

(۱۴۷) حضرت مجدد الف ثانی صـ۲۲۹ از سید زوار حسین شاہ نقشبندی۔ بحوالہ سید نصیر الدین گولڑوی صاحب نے نام و نسب صـ۶۵۹-۶۶۰ پر نقل کیا ہے۔

(۱۴۸) مقدمہ مکتوبات مجدد الف ثانی صـ۲۹ از حکیم محمد موسیٰ امرتسری
بحوالہ روضۃ القیومیہ۔

(۱۴۹) مقدمہ مکتوبات مجدد الف ثانی صـ۳۰ از حکیم محمد موسیٰ امرتسری
بحوالہ مکتوبات خواجہ محمد معصوم۔ مکتوب نمبر ۱۹۳۔ صـ۲۷۳ مطبوعہ مطبع نظامی کانپور

(۱۵۰) مقدمہ مکتوبات مجدد الف ثانی صـ۲۸ از حکیم محمد موسیٰ امرتسری۔
بحوالہ تعلیمات مجددیہ از ملک حسن علی جامعی صاحب و مکتوب جامعی صاحب

(۱۵۱) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ صـ۱۵۹

(۱۵۲) مکتوبات مجدد الف ثانی۔ دفتر اول۔ مکتوب نمبر ۲۵۱

(۱۵۳) مکتوبات مجدد الف ثانی۔ دفتر اول مکتوب نمبر ۲۵۱

(۱۵۴) مکاشفات عینیہ۔ مکاشفہ نمبر ۱۶

(۱۵۵) مکاشفات عینیہ۔ مکاشفہ نمبر ۱۶

(۱۵۶) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ صـ۱۱۵-۱۱۹ بحوالہ مکتوبات امام ربانی۔

(۱۵۷) مکتوبات امام ربانی دفتر سوم۔ مکتوب نمبر ۱۲۳

(۱۵۸) مکتوبات امام ربانی۔ دفتر اول۔ مکتوب نمبر ۲۵۱

(۱۵۹) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ صـ۱۵۹-۱۶۰

(۱۶۰) مقدمہ مکتوبات مجدد الف ثانی صـ۳۰ از حکیم محمد موسیٰ امرتسری۔
بحوالہ مکتوبات خواجہ محمد معصوم۔ مکتوب نمبر ۱۹۳

(۱۶۱) مقدمہ مکتوبات مجدد الف ثانی صـ۳۲ از حکیم محمد موسیٰ امرتسری۔
مقدمہ شرح قصیدہ غوثیہ صـ۱۵ از حکیم محمد موسیٰ امرتسری۔

(۱۶۲) تفریح الخاطر صـ۴۲ بحوالہ مشکوٰۃ الاسرار۔

(۱۶۳) مقاماتِ مظہری صہ ۲۹۸ ۔ (التحقیق فی الحدائق صہ ۱۵۰ از علامہ فیض احمد اویسی صاحب)۔

(۱۶۴) سیف المسلول صہ ۵۲۵ از قاضی ثناء اللہ پانی پتی، مترجم، مطبوعہ فاروقی کتب خانہ، ملتان ۔ (میں نے عبارت کا ترجمہ از خود کیا، پھر یہ حوالہ سامنے آیا)

(۱۶۵) مکتوباتِ شریفہ صہ ۱۳ ۔ ۲۱ ۔ ۴۳ ۔ ۸۸ ۔ ۱۱۵ ۔ ۱۲۴ ۔ ۲۰۰ ۔ ۲۱۲

از حضرت عبداللہ دہلوی المعروف شاہ غلام علی دہلوی ۔

(۱۶۶) حکایتِ قدمِ غوث کا تحقیقی جائزہ صہ ۲۱۹ بحوالہ دُرّ المعارف ۔ یہاں لکھا ہے کہ "ایک کو دوسرے پر فضیلت نہیں دینی چاہیے اور ایک کے کمال کو دوسرے کے کمال سے زیادہ جاننا زیب نہیں دیتا" مگر یہی مولوی محمد احمد اپنی کتاب کے صہ ۲۵۵ پر ایک بزرگ سے نقل کرتا ہے کہ " میں اپنے اعتقاد میں کسی کا کمال اپنے پیر کے کمالات سے زیادہ نہیں جانتا" اسی صفحہ پر نیچے ایک اور کلیہ درج کیا گیا ہے کہ " اگر سستِ اعتقاد مُرید کے دل میں یہ خطرہ گزرے کہ دنیا میں میرے پیر جیسا کوئی ہے کہ جو خدا تک پہنچا سکتا ہے تو یقیناً ایسے مرید کے دل پر شیطان ملعون قبضہ کر لیتا ہے "

مجھے تمہیں انصاف ہے کہہ دو یہ عُقدہ کیسے حل ہو گا ؟ ۔

(۱۶۷) دُرّ المعارف ۔ مجلس نمبر ۱۲ ۔ صہ ۲۵۳ ۔ ۲۵۴ ۔ مجلس نمبر ۱۵۹ ۔ صہ ۲۹۷ ۔ ۲۹۸ ۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو صاحب فرمان اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِیْ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اس دور کے نائب کا تعین کیا جا رہا ہے ۔

(۱۶۸) مکاتیب شریفہ شاہ غلام علی صہ ۱۱۰

(۱۶۹) انوارِ محی الدین صہ ۷۱ از صاحبزادہ سید شبیر احمد شاہ

(۱۶۹) انوارِ محی الدین صہ ۷۹ ۔ ۸۰ ۔ تحفہ رسولیہ صہ ۹ از حضرت غلام محی الدین قصوری

(١٧٠) انوار محی الدین صـ ٩٧

(١٧١) انفاس العارفین صـ ١٢٤ از شاہ ولی اللہ

(١٧٢) ہمعات - ہمعہ نمبر ١١ - صـ ٦١ از شاہ ولی اللہ (جواہر غوثیہ صـ ٩٨ از محمد الیاس اعظمی)

(١٧٣) ہمعات ہمعہ نمبر ١١ - صـ ٦٢ از شاہ ولی اللہ (جواہر غوثیہ صفحہ ٩٧ از محمد الیاس اعظمی)

(١٧٤) مکتوبات شاہ فقیر اللہ علوی مجددی شکار پوری . مکتوب نمبر ٣٩ - (خصائص القادریہ فی فضائل الغوثیہ صـ ٥٣ نیز آخری جملہ کے لیے دیکھو مقدمہ شرح قصیدہ غوثیہ صـ ١٦ از حکیم محمد موسیٰ امرتسری)

(١٧٥) مکتوبات شاہ فقیر اللہ علوی . مکتوب نمبر ٣٩ طبع لاہور صـ ٢١١ (مقدمہ قصیدہ شرح غوثیہ صـ ١٩ - ٢٠ از حکیم محمد موسیٰ امرتسری - خصائص القادریہ فی فضائل الغوثیہ صـ ١٠٥)

(١٧٦) عمدۃ المقامات صـ ١١٤ از خواجہ فضل اللہ قندھاری .

(١٧٧) تذکرہ مشائخ نقشبندیہ صـ ٣٧٦ از علامہ نور بخش توکلی (جواہر غوثیہ صـ ١٢٩ از محمد الیاس اعظمی)

(١٧٨) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ صـ ٢١٦ . رکن الدین . حصہ اول توضیح العقائد صـ ١٠٥

(١٧٩) تبشیر الوری بحضور المصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم صـ ٣٣ - ٣٤ یہ کتاب قسطوار تحقیق ملقب بہ تحفۂ حنفیہ میں چھپی تھی - اس کے جمادی الاولیٰ ١٣٢٣ھ میں چھپنے والے پرچہ نمبر ٥ جلد ٨ کے صفحات نمبر ٢٥ - ٢٦ سے یہ حوالہ میں نے نقل کیا ہے

(١٨٠) غوث اعظم صـ ٩ - ٢٧٧ قاضی بہ خود دار ملت انی چشتی

(بحوالہ قرۃ الدرالی علی ردۃ القادیانی از مولانا حبیب اللہ قدرانی نقشبندی مجددی)

۱۸۰ الف) مسلکِ شیرِ ربانی صہ ۲۱۔ ۲۶ از خلیل احمد رانا

۱۸۱) مسلکِ شیرِ ربانی صہ ۱۹ (بحوالہ مجموعہ خطباتِ حضرت شیر ربانی ماخوذ از بیاضِ حضرت میاں خدا بخش صہ ۱۹۶) .

۱۸۲) مسلکِ شیر ربانی صہ ۲۷ (بحوالہ خزینہ کرم صہ ۲۰۰ از نور احمد مقبول)

۱۸۳) مقیاسِ حنفیت صہ ۱۶۰ از مناظرِ اسلام مولانا محمد عمر اچھروی .

۱۸۴) سیرتِ غوثِ اعظم صہ ۱۳۵ - ۱۴۰ از مولانا نور بخش توکلی .

۱۸۵) معارفِ عنایتیہ ترجمہ مقاماتِ ارشادیہ صہ ۵۹ (از مولانا عنایت اللہ خان رامپوری و مولانا حامد علی خان نقشبندی)

۱۸۶) معارفِ عنایتیہ ترجمہ مقاماتِ ارشادیہ صہ ۶۰ - ۶۲

۱۸۷) مکتوباتِ امام ربانی ۔ دفتر سوم ۔ مکتوب نمبر ۱۲۵ ۹

۱۸۸) حضرت غوث صمدانی کی مقدس زندگی پر ایک تحقیقی تبصرہ صہ ۱۳ - ۱۴ از حضرت ابوالحسن زید فاروقی مجددی دہلوی .

۱۸۹) نغمۂ حبیب صہ ۴۳ - ۴۷ از مولانا محمد شفیع اوکاڑوی نقشبندی

۱۹۰) مجددی عقائد و نظریات صہ ۱۲ از مولانا عبد الحکیم خان اختر شاہ جہان پوری .

۱۹۱) حکایتِ قدمِ غوث کا تحقیقی جائزہ صہ ۲۲۱ - ۲۲۲

۱۹۲) بہجۃ الاسرار صہ ۱۰

۱۹۳) بہجۃ الاسرار صہ ۱۴

۱۹۴) بہجۃ الاسرار صہ ۳۰

۱۹۵) نفحات الانس صہ ۶۴

۱۹۶) فوائدِ فریدیہ صہ ۴۳ - ۴۴ تکملہ سیر الاولیاء صہ ۸۱ - ۸۶

(۱۹۷) بہجۃ الاسرار صد ۸۴ - الدر المنظوم فی ترجمۃ ملفوظ المخدوم صد ۳۲۲ از حضرت مخدوم جہانیاں سہروردی"۔

(۱۹۸) بہجۃ الاسرار صد ۱

(۱۹۹) بہجۃ الاسرار صد ۱۵ - حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ صد ۱۲۱،۹۳

(۲۰۰) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ صد ۶۵ عوارف المعارف صد ۲۶۷-۲۶۸

(۲۰۱) غوث اعظم صد ۲۵۴ از قاضی برخوردار ملتانی چشتی"

(۲۰۲) اسرار التوحید صد ۲۳ - ۲۴ از پیر غلام محمد جلوانی۔

(۲۰۳) قصیدہ مطبوعہ صد ۸ از حضرت بہاء الدین ملتانی سہروردی"

(۲۰۴) کلام الاولیاء فی شان سلطان الاولیاء صد ۲۹

(۲۰۵) الدر المنظوم فی ترجمۃ ملفوظ المخدوم صد ۳۲۲

(۲۰۶) الدر المنظوم فی ترجمۃ ملفوظ المخدوم صد ۳۰۹

(۲۰۷) حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت صد ۸۰ - ۸۱ از پروفیسر محمد ایوب قادری۔ (بحوالہ اخبار الاخیار۔ لیکن اخبار الاخیار میں شیخ شرف الدین محمود تستری کا نام نہیں لکھا بلکہ فلاں لکھا ہے)

(۲۰۸) اقتباس الانوار صد ۵۴۶

(۲۰۹) اخبار الاخیار صد ۳۰۹

(۲۱۰) مقدمہ خزینۃ الاصفیاء صد ۱۹ - ۲۳ - ۲۶ از مفتی محمود عالم ہاشمی نبیرہ مفتی غلام سرور لاہوری")

(۲۱۱) خزینۃ الاصفیاء صد ۱۹۹ (اضافہ مترجم از کلام مصنف"۔ قوسین میں اضافہ کیا ہے)

(۲۱۲) حضرت غوث صمدانی کی مقدس زندگی پر ایک تحقیقی تبصرہ صد ۱۹۔ (آخری صفحہ پر ناشر نے یہ نظم لکھی ہے)

(۲۱۳) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص۲۱۳

(۲۱۴) حکایتِ قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص۲۸۵

(۲۱۵) حکایتِ قدمِ غوث کا تحقیقی جائزہ ص۲۱۶

(۲۱۶) حکایت قدم غوثِ کا تحقیقی جائزہ ص۲۷-۲۸

(۲۱۷) انہار الانوار من یم صلوٰۃ الاسرار ص۱۴ از اعلیٰ حضرت (بحوالہ گوہر تمام)

(۲۱۸) انہار الانوار من یم صلوٰۃ الاسرار ص۱۲-۱۱۳ از اعلیٰ حضرت (بحوالہ الواقع الاول)

(۲۱۹) مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ مکتوب نمبر ۹۔ عبارت ملاحظہ ہو مختار شیخ جلال الدین سیوطی کہ از علماء متاخرین حدیث است در شان شیخ آمنت کہ اعتقاد ولایۃ وتحریم النظر فی کتبہ۔ وتحریم نظر در کتب ایشان مذہب ایشان ست۔ می گوید ونحن قوم یحرم النظر فی کتبنا الا لمن ــــ (الخ)

(۲۲۰) مکتوبات مجدد الف ثانی۔ دفتر اول۔ مکتوب نمبر ۱۰۰۔

(۲۲۱) حدائق بخشش حصہ دوم صفحہ نمبر ۸

(۲۲۲) مرآۃ الاسرار ص۵۴ از شیخ عبدالرحمٰن چشتیؒ۔

(۲۲۳) دُرُّ المعارف۔ مجلس نمبر ۱۱۳۔ ص۲۴۵

(۲۲۴) حکایتِ قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص۲۷

(۲۲۵) حکایتِ قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص۱۱۴

(۲۲۶) حکایتِ قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص۹۶

(۲۲۷) حکایتِ قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص۲۴، ۲۱ اس قول کے منسوخ ہونے کا صریح ثبوت نہیں ملتا لہٰذا دعوائے منسوخیت باطل ہے۔ نیز واضح ہوا کہ اولیاء کو الہامی امر ملنا ختم نبوت کے منافی نہیں ہے۔ غوثِ اعظم ص۲۴۹ از قاضی برخوردار ملتانی چشتیؒ (بحوالہ فتوحاتِ مکیہ۔ باب الشذ ئین)۔

(۲۲۸) مظہر جمالِ مصطفائی صد ۱۲۴ از سید نصیر الدین ہاشمی

(۲۲۹) مظہر جمالِ مصطفائی صد ۱۲۴ از سید نصیر الدین ہاشمی،

(۲۳۰) حکایتِ قدمِ غوث کا تحقیقی جائزہ صد ۲۸۵ (بحوالہ فتوحاتِ مکیہ۔ باب ۳۷۳)۔ مکمل عبارت میں نے تفریح الخاطر صد ۱۱۵ پہ بحوالہ فتوحات دیکھ کر ترجمہ کر دیا ہے۔ میرا استدلال اس عبارت سے صرف اتنا ہے کہ شیخ اکبرؒ اپنے سے بھی بڑے مقام کے بارے میں کلام کر رہے ہیں جو ان کو حاصل نہیں ہوا بلکہ دمِ تحریر اس عہدے پہ فائز شخص سے بھی بے خبر ہیں۔ اپنے سے اتنے بلند مقام اور اوجھل شخص کے بارے میں ان کا کلام ظن و تخمین پر مبنی ہے۔

(۲۳۱) حکایتِ قدمِ غوث کا تحقیقی جائزہ صد ۵۵

(۲۳۲) بہجۃ الاسرار صد ۱۷

(۲۳۳) بہجۃ الاسرار صد ۵۱۴ ـ ۵۱۵۔

(۲۳۴) حکایتِ قدمِ غوث کا تحقیقی جائزہ صد ۲۲۴

(۲۳۵) حکایتِ قدمِ غوث کا تحقیقی جائزہ صد ۲۱۶

(۲۳۶) اخبار الاخیار صد ۲۹

(۲۳۷) زبدۃ الآثار صد ۶۸

(۲۳۸) زبدۃ الآثار صد ۴۳

(۲۳۹) غوث اعظم صد ۲۱۴ قاضی برخوردار چشتی ملتانی"۔

(۲۴۰) اخبار الاخیار صد ۶۱۳ ـ ۶۱۴

(۲۴۱) حکایتِ قدمِ غوث کا تحقیقی جائزہ صد ۲۱۴ (بحوالہ سکینۃ الاولیاء)

(۲۴۲) سکینۃ الاولیاء صد ۲۳ ـ ۲۴ حکایتِ قدمِ غوث کا تحقیقی جائزہ صد ۲۱۷ پر بھی حضرت میاں میرؒ سے قدم بعینہٖ طریقہ ہی منقول ہے۔

(۲۴۳) تحفۂ رسولیہ صـ۹ از میاں محمد بخشؒ

(۲۴۴) ہدایت المسلمین صـ۹۱ از میاں محمد بخشؒ

(۲۴۵) جاء الحق ج۲ صـ۲۵۱

(۲۴۵الف) حدائق بخشش ج ۱ صـ۵ (حاشیہ)

(۲۴۶) حدائق بخشش حصہ دوم صـ۲۷۔ اگلا شعر یوں ہے۔

؎ بہر پابت خواجۂ ہنداں شہ کیواں جناب
بل علیٰ رأسی و عینی گوید آں خاقان تو ئی۔

(آپ کے قدم مبارک کیلئے خواجۂ ہند جیسا شہنشاہ کہہ رہا ہے بلکہ میرے سر اور آنکھوں پر آپ کا قدم ہے)۔

(۲۴۷) حدائق بخشش حصہ دوم صـ۹۔ ۱۰

(۲۴۸) ملفوظات اعلیٰ حضرتؒ حصہ اول صـ۱۲۹ ـ ۱۳۰

(۲۴۹) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ صـ۶۰

(۲۵۰) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ صـ۲۱۶

(۲۵۱) مسالک السالکین فی تذکرۃ الواصلین ج۱ صـ۲۴۱ از مرزا عبدالستار بیگ بہسرائی مجذوبی۔ خصائص القادریہ فی فضائل الغوث ہیہ صـ۲۴ الحقائق فی الحدائق ج۱ صـ۲۴۰ ـ ۲۶۱ از مولانا فیض احمد اویسی صاحب (غالباً بحوالہ میلاد از شیخ برحق از قیامت نامہ تصنیف ظہیر العلوم لکھنوی مرحوم)

(۲۵۲) مسالک السالکین فی تذکرۃ الواصلین ج۱ صـ۲۴۱ ـ خصائص القادریہ فی فضائل الغوث ہیہ صـ۵۰ (بحوالہ خلاصۃ القادریہ)

(۲۵۳) تفریح الخاطر صـ۵۹ ـ ۶۰ (بحوالہ مکاشفات جنیدیہ از شیخ موسیٰ نہتوی سہروردی) خصائص القادریہ فی فضائل الغوثیہ صـ۵۱ (بحوالہ مکاشفات اولیاء) تذکرہ سیدنا غوث اعظم صـ۲۶ از طالب ہاشمی (بحوالہ المنازل الغوثیہ)

ترتیب الناظر)

(۲۵۴) حیات الموات فی بیان سماع الاموات صـ۲۳-۲۴ (بحوالہ کتب حدیث)

(۲۵۵) تفریح الخاطر صـ۶۲-۶۴ (بحوالہ منازل الاولیاء فی فضائل الاصفیاء)

خصائص القادریہ فی فضائل الغوث بھجیہ صـ۵۲-۵۳ (بحوالہ مناقب الاولیاء

فی فضائل الاصفیاء از شیخ ابو عبداللہ محمد بن علی اعدل)

جب صحابہ کرامؓ کے لیے دعائے مغفرت کرنا حضرت اویس قرنیؓ سے ثابت

ہے تو باقی امت تو صحابہ کرامؓ سے کم تر ہے اس سے واضح ہوا کہ افضل

مفضول سے دعائے مغفرت کرنے کے لیے کہہ سکتا ہے۔

(۲۵۶) اخبار الاخیار صـ۴۵

(۲۵۷) تفریح الخاطر صـ۳۲ (بحوالہ روضۃ النواظر- باب پنجم)

تذکرہ سیدنا غوث اعظم صـ۲۹ از طالب ہاشمی۔ (بحوالہ روضۃ النواظر و

نزہۃ الخواطر فی مناقب شیخ عبد القادر - باب پنجم)

(۲۵۸) تفریح الخاطر صـ۵۰ (بحوالہ مخزن القادریہ)

(۲۵۹) بہجۃ الاسرار صـ۵۱۴-۵۱۵

(۲۶۰) بہجۃ الاسرار صـ۵۶ زبدۃ الاسرار صـ۴۰

(۲۶۱) زبدۃ الاسرار صـ۳۹-۴۰

(۲۶۲) بحر المعانی - اخبار الاخیار صـ۲۹ مرآۃ الاسرار صـ۲۰ اقتباس الانوار

صـ۴۷ تکملہ سیر الاولیاء صـ۸۵ مکتوبات امام بخش بہاروی صـ۳۱۱

حضرت خضر علیہ السلام کا یہ قول ظاہر کرتا ہے کہ صرف اولیاء اللہ میں

سیدنا عبد القادر جیلانیؒ اور سید نظام الدین بدایونیؒ کا مرتبہ بلند اور

اعلیٰ ہے کم از کم متقدمین اولیاء اللہ سے لے کر صاحب بحر المعانی کے

دور تک حضرت خضر علیہ السلام کا یہی فیصلہ ہے۔ دیگر حضرات

نے بھی اپنے اپنے پیروں کو محبوب قرار دیا ہے ۔ مگر حضرت خضر علیہ السلام کی اس روایت میں صاحب طراز المسانی کے دور تک اور کسی کو شمل نہیں بتلایا گیا ۔ حالانکہ محبوبانِ خدا کی تعداد کا تعین ہمارے لیے مشکل و محال ہے یہ مقام رجماً بالغیب کا نہیں ہے ۔ یہاں حضرت خضر علیہ السلام نے محبوبیتِ خاصہ کی نشاندہی بتائی ہے ۔

سے اور محبوب ہیں ، ہاں پر بگا یک ساں تو نہیں

یوں تو محبوب ہے ہر چاہنے والا میرا

(۲۶۳) تفریح الخاطر صد ۵۴

(۲۶۴) حکایت قدمِ غوث کا تحقیقی جائزہ صد ۲۴۶، ۳۰۶

(۲۶۵) غوثِ اعظم صد ۲۲۹ از قاضی برخوردار ملتانی چشتی تفریح الخاطر صد ۲۹

(۲۶۶) غوثِ اعظم صد ۲۲۸ ۔ ۲۲۹ ۔ ۲۲۶ از قاضی برخوردار ۔ تفریح الخاطر صد ۲۹ ۔ ماہنامہ نورِ اسلام ۱۹۷۶ء ش ۱۰ صد ۱۸ صاحب مضمون ۔ پروفیسر خالد بشیر بحوالہ مناقب غوثیہ منقول از حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی!

(۲۶۷) غوثِ اعظم صد ۲۲۹ ۔ ۲۳۰ از قاضی برخوردار تفریح الخاطر صد ۱۸، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۵

(۲۶۸) حکایت قدمِ غوث کا تحقیقی جائزہ صد ۲۳۴ ۔ ۲۳۷ (بحوالہ مقالات کاظمی اور الکوکبۃ الشہابیہ)

(۲۶۹) حکایت قدمِ غوث کا تحقیقی جائزہ صد ۲۳۴

(۲۷۰) مرآۃ الاسرار صد ۶۲۶ نفحات الانس صد ۸۰۰

(۲۷۱) الدر المنظوم ترجمہ ملفوظ المحذوم صد ۳۸۲، ۱۲۳، ۳۶۹ ۔

(۲۷۲) قرآن مجید ۔ سورۃ طٰہٰ ۔ آیت نمبر ۳۹ ۔

(۲۷۳) حکایت قدمِ غوث کا تحقیقی جائزہ صد ۲۸۳

(۲۷۴) قرآن مجید ۔ سورۂ کہف ۔ آیت نمبر ۸۲

(۲۷۵) تسکین الخواطر فی مسئلۃ الحاضر والناظر صہ ۱۴۹ مقالاتِ کاظمی حصہ سوم ۔ صہ ۲۱۹

(۲۷۶) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ صہ ۹۶ ، ۱۰۵

(۲۷۷) بہجۃ الاسرار صہ ۱۰ قلائد الجواہر صہ ۵۵ زبدۃ الآثار صہ ۲۲ نزہۃ الخاطر الفاتر صہ ۳۵ ۔ ۳۶ سفینۃ الاولیاء صہ ۶۹ نفحات الانس صہ ۵۹۹ ، مکتوبات امام ربانی ج ۱ صہ ۲۹۳ حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ صہ ۱۱۷ مرآۃ الاسرار صہ ۵۴۶

(۲۷۸) بہجۃ الاسرار صہ ۲۳ زبدۃ الآثار صہ ۲۴

(۲۷۹) بہجۃ الاسرار صہ ۲۳ قلائد الجواہر صہ ۷۹

(۲۸۰) بہجۃ الاسرار صہ ۲۲ ۔ ۲۳ قلائد الجواہر صہ ۷۸ ۔ ۷۹ زبدۃ الآثار صہ ۲۳ اقتباس الانوار صہ ۱۹۲

(۲۸۱) بہجۃ الاسرار صہ ۲۴ ۔ ۲۵

(۲۸۲) بہجۃ الاسرار صہ ۱۷ ۔ قلائد الجواہر صہ ۸۷ ۔ نفحات الانس صہ ۵۹۰ ، مرآۃ الاسرار صہ ۵۰۷ ۔ اقتباس الانوار صہ ۱۹۲ ۔ سفینۃ الاولیاء صہ ۶۴ سیر الاقطاب صہ ۱۱۵ تکملہ سیر الاولیاء صہ ۱۳ سیرتِ غوثِ اعظم از توکلی صہ ۷

(۲۸۳) بہجۃ الاسرار صہ ۲۱ قلائد الجواہر صہ ۱۸ زبدۃ الآثار صہ ۲۳ اقتباس الانوار صہ ۱۹۲

(۲۸۴) عوارف المعارف صہ ۲۰۲

(۲۸۵) فوائد الفواد صہ ۹۷ ۔ ۸۹

(۲۸۶) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ صہ ۱۱

(۲۸۷) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ صہ ۶۵

(۲۸۸) سنن ابن ماجہ۔ حدیث نمبر ۱۲۵

(۲۸۹) حکایتِ قدمِ غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۸۱، ۸۲ (بحوالہ فتوحاتِ مکیہ والجواہر والدرر)

(۲۹۰) حکایتِ قدمِ غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۲۱۴-۲۰۶

(۲۹۱) حکایتِ قدمِ غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۲۴-۲۵

(۲۹۲) حکایتِ قدمِ غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۲۷۶

(۲۹۳) حکایتِ قدمِ غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۶۳-۱۲۱

(۲۹۴) حکایتِ قدمِ غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۲۷۵

(۲۹۵) ہند کے راجہ یعنی سوانحِ خواجہ ص ۲۰

(۲۹۶) حکایتِ قدمِ غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۲۷۶

(۲۹۷) مقدمہ انیس الارواح ص ۳۲۶ از علامہ اسد نظامی صاحب

(۲۹۸) الحقائق فی الحدائق حصہ اول ص ۲۵۴ از علامہ فیض احمد اویسی صاحب
مقابیس المجالس۔ جلد اول۔ مقبوس نمبر ۱۰۔ ص ۲۷۹

(۲۹۹) حکایتِ قدمِ غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۳۱۳

(۳۰۰) حکایتِ قدمِ غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۲۸۳

(۳۰۱) حکایتِ قدمِ غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۵۰

(۳۰۲) مقدمہ شرح قصیدہ غوثیہ ص ۱۲ از حکیم محمد موسیٰ امرتسری

(۳۰۳) حکایتِ قدمِ غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۲۲۰ - ۲۲۱

(۳۰۴) حکایتِ قدمِ غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۲۰۲ - ۲۰۳ (بحوالہ المناقب الغوثیہ)

(۳۰۵) حکایتِ قدمِ غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۱۵۰

(۳۰۶) حکایتِ قدمِ غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۲۱۴

(۳۰۷) حکایتِ قدمِ غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۲۵۵ (بحوالہ سیر الاولیاء)

(۳۰۸) ملفوظات اعلیٰ حضرت بریلوی۔ حصہ سوم صہ ۶۵
(۳۰۹) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ صہ ۲۱ (بحوالہ مقابیس المجالس)
(۳۱۰) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ صہ ۲۳۲
(۳۱۱) مرآۃ الاسرار صہ ۲۴۳ (بحوالہ شیخ الدین عطار) سفینۃ الاولیاء صہ ۶۰۔ تذکرہ مشائخ قادریہ صہ ۸۳ مقابیس المجالس جلد چہارم مقبوس نمبر ۶۵ (بحوالہ کشف المحجوب)
(۳۱۲) جواہر نقشبندیہ صہ ۲۶۳ (بحوالہ زبدۃ المقامات صہ ۵۶۲)
(۳۱۳) بہجۃ الاسرار صہ ۵۵ قلائد الجواہر صہ ۱۴ نزہۃ الخاطر الفاتر صہ ۸ خلاصۃ المفاخر صہ ۱۴۲
(۳۱۴) اقتباس الانوار صہ ۱۷۷
(۳۱۵) حدائق بخشش حصہ دوم صہ ۴۳
(۳۱۶) الشفاء حصہ اول صہ ۱۴۸ دلائل الخیرات صہ ۳۷ انبیائے سابقین اور بشارت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم صہ ۹۶ از مولانا محمد اشرف سیالوی صاحب
(۳۱۷) فوائد الفواد جلد سوم مجلس نہم صہ ۲۲۵
(۳۱۸) انیس الارواح مجلس نہم صہ ۳۲۲
(۳۱۹) قرآن مجید۔ سورۃ آل عمران۔ آیت نمبر ۳۱
(۳۲۰) دیوان محمدی صہ ۹
(۳۲۱) بہجۃ الاسرار صہ ۶۷۔ ۶۸ قلائد الجواہر صہ ۲۶۶۔ ۲۲۸ نفحات الانس صہ ۶۲۷ مرآۃ الاسرار صہ ۵۷۵۔ ۵۷۷ نزہۃ الخاطر الفاتر صہ ۱۳
(۳۲۲) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ صہ ۲۱
(۳۲۳) بہجۃ الاسرار صہ ۶۸۔ ۹۷ زبدۃ الآثار خلاصۃ المفاخر صہ ۱۵۲۔ ۱۵۳
(۳۲۴) اقتباس الانوار صہ ۲۱۰ (۳۲۴) مکتوبات شاہ غلام علی صہ ۶۵ مکتوب ۶۷

(۲۲۵) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ صد۲۰۱

(۲۲۶) زجاجۃ المصابیح (مشکوٰۃ حنفی) باب الاستغفار والتوبہ ج۲ ص۱۰۶

(۲۲۷) زجاجۃ المصابیح (مشکوٰۃ حنفی) باب الشفاعہ ج۴ ص۳۳۳، ۳۳۴

قدم غوث کا تحقیقی جائزہ صد۴۳

(۲۲۸) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ صد۲۵۷

(۲۲۹) اقتباس الانوار صد۳۵۳

(۲۳۰) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ صد۷۴ - ۷۶

(۲۳۱) فوائد فریدیہ صد۸۳

(۲۳۲) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ صد۲۴۱

(۲۳۳) فوائد الفواد - جلد پنجم مجلس سوئم صد۳۱۷ - ۳۱۸

(۲۳۴) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ صد۲۴۵ - ۲۴۶

(۲۳۵) مرآت العاشقین - مجلس نمبر ۳۶ - صد۲۴۵

(۲۳۶) سیر الاقطاب صد۱۰۱

(۲۳۷) سیر الاقطاب صد۱۷۷

(۲۳۸) انفاس العارفین صد۱۲۴ - ۱۲۵

(۲۳۹) مرآۃ الاسرار صد۳۷۲

(۲۴۰) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ صد۱۸۴

(۲۴۱) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ صد۱۷۹

(۲۴۲) مخزن چشت صد۲۲۱

(۲۴۳) مظہر جمال مصطفائی صد۱۵۹ - ۱۸۱ (رسالہ غوث اعظم سارا درج شدہ ہے)۔ نور ربانی فی مدح المحبوب السبحانی صد۵۳ - ۵۸

(۲۴۴) مرآۃ غوثیہ صد۲۶ از محمد صدیق بیگ قادری۔

(۳۴۵) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ صـ۲۰۵
(۳۴۶) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ صـ۲۰۵
(۳۴۷) مرآۃ الاسرار صـ۸۴ اقتباس الانوار صـ۶۶ (بحوالہ لطائف اشرفیہ)
(۳۴۸) الامن والعلیٰ صـ۶۹
(۳۴۹) احوالِ ابدال صـ۱۴
(۳۵۰) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ صـ۱۶۱
(۳۵۱) اخبار الاخیار صـ۲۵
(۳۵۲) سوانح کربلا صـ۵۰
(۳۵۳) تاریخ الخلفا ، دوام العیش صـ ۷۷
(۳۵۴) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ صـ۲۲۳
(۳۵۵) سفینۃ الاولیا صـ۱۱۱
(۳۵۶) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ صـ۳۰۷ (بحوالہ سید عبدالغنی قادری؛ شیخ محمد اکرم قدوسی ولطائف اشرفیہ)
(۳۵۷) مرآۃ الاسرار صـ۵۴
(۳۵۸) رسالہ اصول السماع صـ از مولانا فخر الدین زرادی" مرآۃ الاسرار صـ۵۵، ۱۰۹ - اقتباس الانوار صـ۱۸۹ مرآۃ العاشقین صـ۲۴
(۳۵۹) الدر المنظوم فی ترجمۃ ملفوظ المخدوم صـ۲۹
(۳۶۰) غنیۃ الطالبین صـ۶۰۵ -
(۳۶۱) غنیۃ الطالبین صـ۹۱
(۳۶۲) سیر الاقطاب صـ۱۱۹ سفینۃ الاولیا صـ۸۱ تذکرہ مشائخ قادریہ صـ۱۱۵ از محمد دین کلیم -
(۳۶۳) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ صـ۲۹۴

(۳۶۴) نفحات الانس ص ۴۷۳۸ سفینۃ الاولیاء ص ۱۳۴

(۳۶۵) قرآن مجید ۔ سورۃ ہود آیت نمبر ۴۳

(۳۶۶) زجاجۃ المصابیح (مشکوٰۃ حنفی) کتاب الجنائز ج ۱ ص ۳۸۱، ۳۸۲، ابن ماجہ حدیث ۱۶۲۱

(۳۶۷) فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۱

(۳۶۸) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۲۰۲

(۳۶۹) اقتباس الانوار ص ۱۹۰ ۔ ۱۹۱ (بحوالہ تحفہ قادریہ) ۔ غوث اعظم ص ۲۲۹ ۔ ۲۳۰ از قاضی برخوردار ملتانی مرآت العاشقین ص ۵۳

(۳۷۰) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۲۴۳

(۳۷۱) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۲۴۴

(۳۷۲) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۲۴۵

(۳۷۳) الموضوعات الکبریٰ ص ۱۴ (بحوالہ مسلم، ترمذی، نسائی عن ابوسعید مرفوعاً)

(۳۷۴) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۲۶۹ ۔ ۲۷۰ (بحوالہ حاشیہ نبراس)

(۳۷۵) غوث اعظم ص ۲۶۱ از قاضی برخوردار ملتانی"

(۳۷۶) دلیل العارفین ص ۱۱۹ ملفوظات حضرت خواجہ معین الدین اجمیری" جمع کردہ قطب الدین بختیار کاکی" مخزن چشت ص ۲۰۴ سیر الاولیاء ص ۱۲۱

(۳۷۷) سبع سنابل ص ۱۳۳

(۳۷۸) فوائد السالکین ص ۱۳ (شوال ۵۸۴ھ بروز کی مجلس)

(۳۷۹) راحت القلوب ص ۲۰۶ ۔ ۲۰۷ ملفوظات بابا فرید"

(۳۸۰) فوائد الفواد ۔ جلد چہارم مجلس نمبر ۲۹ ۔ ص ۳۴۳

(۳۸۱) فوائد الفواد ۔ جلد چہارم مجلس نمبر ۱۵ ۔ ص ۲۷۵

(۳۸۲) حکایتِ قدم غوث کا تحقیقی جائزہ صہ ۶
(۳۸۳) زبدۃ الآثار صہ ۲۶ ـ ۲۷
(۳۸۴) الآثار المرفوعة فی الاخبار الموضوعة صہ ۶۲
(۳۸۵) الدولة المکیة بالمادة الغیبیة صہ ۱۶۰ ـ ۱۶۵
(۳۸۶) غوثِ اعظم صہ ۲۲۶ از قاضی یوغور دار ملتانی
(۳۸۷) سرور الخاطر الفاتر فی تدایا شیخ عبد القادر صہ ۱۷
(۳۸۸) نور ربانی فی مدح المحبوب السبحانی صہ ۱۷
(۳۸۹) سیرت غوثِ اعظم صہ ۹۱ ـ ۹۳ از علامہ نور بخش توکلی
الآثار المرفوعة فی الاخبار الموضوعة صہ ۶۱ ـ ۶۲ ـ

★ فاذا رأیتم اختلافا فعلیکم بالسواد الاعظم۔ (ابن ماجہ)	پس جب تم اختلاف دیکھو تو (مسلمانوں کی) بڑی جماعت کی پیروی کرو۔
★ لیس منا من دعا الی عصبیة ... ولیس منا من مات علی عصبیة (ابوداؤد)	وہ شخص ہم میں سے نہیں جو تعصب (یعنی حقیقت واضح ہونے کے باوجود اپنوں کی بے جا حمایت) کی دعوت دیتا ہے۔ اور نہ وہ شخص ہم سے ہے جو تعصب کرتے ہوئے مرجائے ـ

کتابیات

وہ کتابیں جن سے میں نے حوالے پیش کیے ہیں ان کا ذکر یا تعارف حاضر خدمت ہے

(۱) قرآن مجید

(۲) سنن ابن ماجہ (اردو مترجم) ناشر دینی کتب خانہ۔ اردو بازار لاہور مطبوعہ ۱۹۷۷ء

(۳) زجاجۃ المصابیح (مشکوٰۃ حنفی) ناشر خیریہ کتب خانہ۔ کانسی روڈ کوئٹہ۔ واضح رہے کہ جو حوالے ہم نے دیے ہیں وہ عام مشکوٰۃ میں بھی موجود ہیں۔

(۴) ابیات باہوؒ مع ترجمہ و شرح۔ از پروفیسر سلطان الطاف علی۔ ناشر الفاروق بک فاؤنڈیشن۔ بھیرہ۔ طبع دوم۔

(۵) احوالِ ابدال۔ از حضرت مولانا عبدالعزیز مزنگوی لاہوری۔ ناشر مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ۔ لاہور۔ مطبوعہ ۱۳۹۶ھ

(۶) اخبار الاخیار۔ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ اردو مترجم مولانا سبحان محمود۔ محمد فاضل۔ ناشر مدینہ پبلشنگ کمپنی۔ بندر روڈ۔ کراچی ۱۵

پچھلے چند دنوں میں جناب حاجی محمد صدیق فائق صاحب نے اخبار الاخیار کا فارسی نسخہ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر۔ مطالعہ کے لیے عنایت فرمایا ہے

(۷) اسرار التوحید۔ ملفوظات جناب غلام محمد جتوآنوی۔ جامع محمد یار ونو ناشر کتب خانہ جلوآنہ شریف فیض پور سمندری۔

(۸) اصول السماع (رسالہ)۔ از مولانا فخر الدین زراوی دی۔ یہ رسالہ

مفتی غلام معین الدین نعیمی اشرفی نے ترجمہ کر کے ادارہ نعیمیہ رضویہ سوادِ اعظم موچی گیٹ لاہور سے شائع کیا تھا۔

۹ اعمالِ حزب البحر۔ از خواجہ حسن نظامی۔ ناشر۔ خواجگان پبلی کیشنز ۵۴ عبدالکریم روڈ لاہور۔

۱۰ اقتباس الانوار۔ از شیخ محمد اکرم قدوسی صابری۔ کیفیت تالیف ۱۱۳۰ھ۔ مترجم واحد بخش سیال۔ ناشر بزم اتحاد المسلمین۔ ۸۰/ بی۔ طارق روڈ۔ لاہور کینٹ۔

۱۱ الآثار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ۔ از علامہ عبدالحی لکھنوی ناشر۔ ادارہ احیاء السنۃ۔ گھر جاکھ۔ گوجرانوالہ۔

۱۲ الامن والعلی۔ از مولانا احمد رضا خان۔ ناشر۔ کامیاب دارالتبلیغ ۳۸۔ اردو بازار۔ لاہور۔

۱۳ الدرالمنظوم فی ترجمۃ ملفوظ المخدوم۔ (ترجمہ) ملفوظات حضرت جہانیاں جہاں گشت۔ ناشر۔ محی الدین جدید دواخانہ۔ واقع سرکلر روڈ۔ حرم دروازہ۔ ملتان شریف۔

۱۴ الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ۔ از احمد رضا خان بریلوی۔ ناشر مکتبہ رضویہ۔ آرام باغ روڈ۔ کراچی ۱۔

۱۵ ماہنامہ السعید ملتان۔ فروری ۱۹۹۶ء۔ صاحب مضمون حضرت علامہ سید ارشد سعید کاظمی صاحب۔ عنوان مضمون۔ امام اہل سنت اور اولیائے کاملین۔

۱۶ ماہنامہ السعید ملتان۔ فروری ۱۹۹۶ء۔ محترم حق نواز قمر (حال ایڈووکیٹ بہاول پور) کے نام امام اہلسنت غزالی زماں نے جو پوسٹ کارڈ بھیجا تھا۔ اس کا عکس شائع ہوا ہے۔

(۱۷) الشفاء ۔ از قاضی عیاض مالکی ۔ ناشر۔ عبدالتواب اکیڈمی ۔ بیرون بوہڑگیٹ ملتان ۔

(۱۸) الموضوعات الکبریٰ ۔ از ملا علی القاری ۔ ناشر ۔ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی ۔

(۱۹) انبیائے سابقین اور بشارات سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ۔ از علامہ محمد اشرف سیالوی ۔ ناشر ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور ۔ مطبوعہ ۱۹۸۹ء

(۲۰) انفاس العارفین ۔ از شاہ ولی اللہ ۔ ترجمہ حکیم محمد اصغر اطہر ۔ ناشر نوری کتب خانہ دربار مارکیٹ ۔ گنج بخش روڈ لاہور

(۲۱) انوار الرحمٰن لتنویر الجنان ۔ ملفوظاتِ شاہ عبدالرحمٰن لکھنوی

(۲۲) انوار محی الدین ۔ از سید شبیر احمد شاہ بخاری ۔ ناشر ۔ مکتبہ معصومیہ بھنگ شریف لنگر ۔ دھولوی ۔ براستہ کمالیہ ۔ لائل پور ۔ مطبوعہ ۱۹۶۲ء

(۲۳) انہار الانوار من یم صلوٰۃ الاسرار (نماز غوثیہ) ۔ از امام احمد رضا خان ۔ ناشر ۔ مکتبہ وقار العلوم ۔ نزد لکڑی گراونڈ ۔ کراچی ۔ مطبوعہ ۱۹۶۲ء ۔

(۲۴) انیس الارواح ۔ ملفوظات حضرت عثمان ہرونی ۔ جامع حضرت خواجہ اجمیری ۔ ترجمہ و مقدمہ از اسد نظامی ۔ ناشر قاضی پبلی کیشنز ۱۲۱ ذوالقرنین چیمبرز ۔ گنپت روڈ لاہور ۔

(۲۵) انیس السالکین ۔ از خواجہ حافظ محمد عاقل صاحب ۔ ترجمہ ملک خدا بخش تونسوی ۔ ملنے کا پتہ ۔ جسٹس محمد اکبر اکیڈمی ۔ مبارک پورہ ۔ بہاولپور مطبوعہ ۱۹۷۱ء

(۲۶) بہجۃ الاسرار ۔ از علی بن یوسف لخمی شطنوفی شافعی ۔ ترجمہ سید

حافظ احمد علی شاہ لاہوری ؒ۔ ناشر۔ مکتبہ جام نور۔ ۴۲۲۔ مٹیا محل۔
جامع مسجد۔ دہلی ۶۔

(۲۷) تاجدارِ طریقت۔ از سکندر لکھنوی ؒ۔ ناشر۔ خلیل بک ڈپو۔ ۳/۱۷
لیاقت آباد۔ کراچی ۱۹ (مطبوعہ ۱۴۰۳ھ)۔

(۲۸) تاریخ الخلفاء۔ از امام جلال الدین سیوطی ؒ۔

(۲۹) تاریخ مشائخ چشت۔ از پروفیسر خلیق احمد نظامی۔ ناشر دار المصنفین
اسلام آباد۔ مطبوعہ غالباً ۱۹۸۲ء

(۳۰) تحفۂ حنفیہ (عظیم آباد پٹنہ) جلد ۸ پرچہ ۵۔ مطبوعہ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۳ھ یہ رسالہ
قسط وار کتابیں چھاپتا رہا۔ اس کی کئی فائلیں جناب آسد نظامی صاحب
کے پاس میں نے دیکھی ہیں۔

(۳۱) تحفۂ رسولیہ (منظوم پنجابی)۔ از میاں محمد بخش ؒ۔ ناشر۔ نظامت
اوقاف۔ مظفر آباد۔ آزاد کشمیر۔ مطبوعہ ۱۹۷۰ء۔

(۳۲) تحفۂ رسولیہ (منظوم فارسی)۔ از حضرت علامہ محی الدین قصوری
مجددی ؒ۔ ناشر میاں چراغ دین۔ تاجران کتب لاہور۔ بازار کشمیری۔ لاہور

(۳۳) تذکرہ خواجگان تونسوی ؒ۔ از پروفیسر افتخار احمد چشتی۔ ناشر
چشتیہ اکیڈمی۔ فرحت منزل۔ چنیوٹ بازار۔ فیصل آباد۔ مطبوعہ ۱۹۸۵ء

(۳۴) تذکرہ سیدنا غوثِ اعظم ؒ۔ از طالب ہاشمی۔ ناشر۔ القمر انٹر
پرائزز۔ غزنی سٹریٹ۔ اردو بازار۔ لاہور۔ مطبوعہ ۱۹۹۲ء۔

(۳۵) تذکرہ مشائخ قادریہ۔ از جناب محمد دین کلیم۔ ناشر۔ مکتبہ نبویہ
گنج بخش روڈ لاہور۔ مطبوعہ ۱۹۸۵ء۔

(۳۶) تسکین الخواطر فی مسئلۃ الحاضر والناظر۔ از امام اہل سنت
سید احمد سعید کاظمی صاحب ؒ۔ ناشر۔ مکتبہ نور یہ رضویہ۔ وکٹوریہ مارکیٹ سکھر

(۳۷) تفریح الخاطر۔ از شیخ عبدالقادر ابن محی الدین اربلی بغدادی۔ ترجمہ اردو محمد صادق۔ ناشر۔ سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ۔ ڈجکوٹ روڈ فیصل آباد۔

(۳۸) تکملہ سیر الاولیاء۔ از خواجہ گل محمد احمد پوری۔ (ترجمہ) مسعود حسن شہاب۔ ناشر۔ مکتبہ الہام۔ ۲۳۰۔ سی۔ ماڈل ٹاؤن اے۔ بہاولپور۔

(۳۹) جاء الحق۔ از مفتی احمد یار خان نعیمیؒ۔ ناشر نعیمی کتب خانہ گجرات۔

(۴۱) جواہر نقشبندیہ از محمد یوسف مجددی۔ ناشر۔ مکتبہ انوار مجددیہ ۵۰۵۔ سٹریٹ ۸۔ مین بازار۔ منصور آباد۔ فیصل آباد۔

(۴۰) جواہر غوثیہ۔ از محمد الیاس اعظمی۔ ناشر۔ ذوالنورین پبلشرز ۲۶۵۔ ایم۔ بلاک۔ ماڈل ٹاؤن۔ لاہور۔

(۴۲) حدائق بخشش۔ از امام احمد رضا خانؒ۔ ناشر۔ کامیاب دار التبلیغ۔ ۳۸۔ اردو بازار۔ لاہور

(۴۳) حضرت غوث صمدانی” کی مقدس زندگی پر ایک تحقیقی تبصرہ۔ از شیخ ابوالحسن زید فاروقی”۔ ناشر ادارہ معارف نعمانیہ۔ شاد باغ۔ لاہور۔ مطبوعہ ۱۴۱۲ھ۔

(۴۴) حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ۔ از پروفیسر محمد ایوب قادری ناشر۔ ایچ ایم سعید کمپنی۔ ادب منزل۔ پاکستان چوک۔ کراچی۔ مطبوعہ ۱۹۸۳ء۔

(۴۵) حضور قبلہ عالمؒ۔ (احوال ومناقب)۔ از پروفیسر افتخار احمد چشتی”۔ ناشر چشتیہ اکادمی۔ مکتبہ الفوائد۔ عزت منزل۔ چنیوٹ بازار

فیصل آباد۔ مطبوعہ ۱۹۹۳ء

(۴۶) حقیقت گلزار صابری۔ از شاہ محمد حسن صابری رامپوری۔ ناشر محمد سلطان صابری چشتی۔ کوٹھیہ روڈ۔ بستی چراغ شاہ۔ قصور۔ مطبوعہ ۱۹۸۴ء

(۴۷) حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ از مولوی محمد احمد نظامی۔ ناشر تنظیم غلامان شمس الفقہاء۔ دار العلوم جامعہ فریدیہ نظامیہ۔ بصیر پور اوکاڑہ۔ مطبوعہ ۱۹۹۶ء

(۴۸) حیات الموات فی بیان سماع الاموات۔ از امام احمد رضا خان ناشر حامد اینڈ کمپنی۔ مدینہ منزل۔ ۳۸۔ اردو بازار۔ لاہور۔

(۴۹) خزینۃ الاصفیاء۔ از مفتی غلام سرور لاہوری۔ ترجمہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی۔ ناشر۔ مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ۔ لاہور۔ مطبوعہ ۱۹۷۲ء

(۵۰) خصائص القادریہ فی فضائل النوشاہیہ۔ از سید شریف احمد شرافت نوشاہی۔ ناشر۔ ادارہ معارف نوشاہیہ اعظمیہ۔ مریدکے۔ شیخوپورہ۔ مطبوعہ ۱۹۹۶ء۔

(۵۱) خطبات کاظمی۔ ترتیب از غلام فرید سعیدی کاشف کاظمی۔ ناشر۔ مکتبہ انوار صوفیہ ٹرسٹ / ملک کتاب گھر۔ چوک شاہ فیصل۔ علی پور۔

(۵۲) خلاصۃ المفاخر۔ از امام محمد عبد اللہ یافعی۔ ترجمہ سید محمد فاروق القادری۔ ناشر۔ المعارف۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور۔ مطبوعہ ۱۹۸۳ء۔

(۵۳) خواجہ غلام فرید (حیات وشاعری) از مسعود حسن شہاب۔ ناشر اردو اکادمی۔ بہاولپور۔ مطبوعہ ۱۹۷۳ء۔

(۵۴) درّ المعارف۔ ملفوظات شاہ غلام علی دہلوی۔ ترجمہ۔ اخستشام جہانپوری۔ ناشر۔ نوری بک ڈپو۔ بازار داتا گنج بخش۔ لاہور ۱۹۸۳ء

(۵۵) دلائل الخیرات ۔ از امام محمد بن سلیمان الجزولیؒ ۔ ناشر مکتبہ خیر کثیر آرام باغ کراچی ۔

(۵۶) دلیل العارفین ۔ ملفوظات خواجہ اجمیریؒ ۔ جامع حضرت بختیار کاکیؒ ۔ مترجم ڈاکٹر محمد اختر چیمہ ۔ ناشر علی برادران ۔ جھنگ بازار فیصل آباد مطبوعہ ۱۹۸۲ء

(۵۷) دیوانِ محمدی ۔ از خواجہ محمد ۔ فریدیؒ ۔ ناشر ۔ صاحبزادہ غلام قطب الدین ۔ دارالعلوم محمدیہ فریدیہ ۔ پیر بخش پورہ ٹاؤن ۔ لاہور مطبوعہ ۱۹۹۱ء ۔

(۵۸) ذکرِ حبیب (ذکرِ حضرت غلام حیدر جلال پوری سیالوی) ۔ از ملک محمد دین ایڈیٹر صوفی ۔ ناشر ۔ المعسر بک کارپوریشن ۔ گنج بخش روڈ لاہور نمبر ۲ مطبوعہ ۱۴۰۲ھ ۔

(۵۹) راحت القلوب ۔ ملفوظات بابا فریدؒ ۔ جامع ۔ حضرت محبوب الٰہی ترجمہ غلام احمد بریاں ۔ ناشر مجتبائی دہلی ۔ مطبوعہ ۱۹۱۶ء ۔

(۶۰) رکن دین ۔ حصہ اول ۔ توضیح العقائد ۔ از مولانا رکن الدین الوری مجددی ۔ ناشر مکتبہ نعمانیہ ۔ اقبال روڈ ۔ سیالکوٹ ۔ مطبوعہ ۱۹۷۶ء

(۶۱) روضۃ الاقطاب ۔ از سید بلاق شاہ ۔ ناشر نذیر سنز پبلشرز ۔ ۴۰ اردو بازار لاہور ۔

(۶۲) زبدۃ الآثار ۔ از شیخ عبد الحق محدث دہلوی ۔ ترجمہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ۔ ناشر ۔ مکتبہ نبویہ ۔ گنج بخش روڈ لاہور ۔ مطبوعہ ۱۴۰۱ھ ۱۹۸۱ء

(۶۳) سبع سنابل ۔ از میر عبد الواحد بلگرامی ۔ ناشر ۔ مکتبہ قادریہ ۔ جامعہ نظامیہ رضویہ ۔ لوہاری منڈی ۔ لاہور ۔ مطبوعہ ۱۹۸۲ء ۔

(۶۴) سرور الناظر الفاتر ۔ سید احمد جہالوی ۔ ناشر ۔ حامد اینڈ کمپنی مدینہ منزل ۳۸، اردو بازار لاہور

(۶۵) سفینۃ الاولیاء ۔ از دارا شکوہ ۔ ترجمہ ۔ محمد علی ۔ لطفی ۔ ناشر

نفیس اکیڈمی۔ اردو بازار۔ کراچی۔ مطبوعہ ۱۹۸۶ء

(۶۶) سکینۃ الاولیاء۔ از داراشکوہ۔ ترجمہ پروفیسر مقبول بیگ بدخشانی ناشر پیکیجز لمیٹڈ لاہور۔

(۶۷) سوانح کربلا۔ از سید نعیم الدین مراد آبادی ناشر مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی

(۶۸) سیر الاقطاب۔ از شیخ الہ دیہ چشتی عثمانی۔ ناشر۔ منشی نول کشور لکھنو۔ مطبوعہ ۱۹۱۳ء۔

(۶۹) سیر الاولیاء۔ از میر خورد کرمانی۔ ترجمہ اعجاز الحق قدوسی ناشر۔ اردو سائنس بورڈ۔ ۲۹۹۔ اپر مال۔ لاہور۔ مطبوعہ ۱۹۸۶ء

(۷۰) سیر العارفین۔ از حامد بن فضل اللہ جمالی۔ (ترجمہ) محمد ایوب قادری ناشر۔ اردو سائنس بورڈ۔ ۲۹۹۔ اپر مال۔ لاہور مطبوعہ ۱۹۸۹ء

(۷۱) سیرت غوث اعظم۔ از مولانا نور بخش توکلی مجددی۔ ناشر۔ نعیمی کتب خانہ۔ گجرات۔

(۷۲) سیف المسلول (مترجم) از قاضی ثناء اللہ پانی پتی۔ ناشر رونق کتب خانہ۔ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان۔

(۷۳) شرح حدائق بخشش۔ (المعائق فی الحدائق)۔ از مولانا فیض احمد اویسی۔ ناشر۔ مکتبہ اویسیہ رضویہ۔ سیرانی روڈ۔ بہاولپور۔

(۷۴) شرح قصیدہ غوثیہ۔ از غضنفر صابری۔ مقدمہ از حکیم محمد موسیٰ امرتسری۔ ناشر۔ نوریہ رضویہ پبلی کیشنز۔ ۱۱۔ گنج بخش روڈ لاہور مطبوعہ ۱۹۹۶ء۔

(۷۵) عوارف المعارف۔ از حضرت شہاب الدین سہروردی۔ (ترجمہ) رشید احمد ارشد۔ ناشر۔ شیخ غلام علی اینڈ سنز۔ ادبی مارکیٹ۔ چوک انارکلی لاہور۔ مطبوعہ ۱۹۸۲ء۔

(۷۶) عمدۃ المقامات۔ از خواجہ حاجی محمد فضل اللہ قندھاری۔ ناشر خانقاہ مجددیہ سندھ وسائیں داد (حیدر آباد) مطبوعہ ۱۳۵۵ھ۔

(۷۷) غنیۃ الطالبین۔ از سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ۔ ترجمہ مولانا شمس بریلوی۔ ناشر۔ مکتبہ تعمیر انسانیت۔ اردو بازار۔ لاہور۔

(۷۸) غوث اعظم علیہ الرحمۃ۔ از مولوی احتشام الحق کاندھلوی۔ ناشر۔ ادارہ اسلامیات۔ ۱۹۰۔ انار کلی۔ لاہور۔ مطبوعہ ۱۹۷۸ء۔

(۷۹) غوث اعظم قدس سرہ۔ از قاضی برخوردار ملتانی محشی نبراس۔ ناشر۔ کتب خانہ خضر منزل۔ ملتان شہر۔ مطبوعہ ۱۳۷۴ھ۔

(۸۰) فتاویٰ رشیدیہ کامل۔ از مولوی رشید احمد گنگوہی۔ ناشر۔ ایچ۔ ایم سعید کمپنی۔ ادب منزل۔ پاکستان چوک۔ کراچی۔ مطبوعہ ۱۹۹۲ء۔

(۸۱) فوائد السالکین۔ ملفوظات حضرت بختیار کاکی۔ جامع۔ حضرت بابا فریدؒ۔ مترجم ملک فضل الدین۔ ناشر۔ اللہ والے کی قومی دکان کشمیری بازار لاہور۔

(۸۲) فوائد الفؤاد۔ ملفوظات حضرت نظام الدین اولیاء۔ جامع۔ امیر حسن علا سجزی۔ ترجمہ پروفیسر محمد سرور۔ ناشر۔ علماء اکیڈمی شعبہ مطبوعات محکمہ اوقاف پنجاب۔ حضوری باغ۔ بادشاہی مسجد لاہور

مطبوعہ ۱۹۹۱ء

(۸۳) فوائد فریدیہ۔ از خواجہ غلام فرید۔ ترجمہ۔ فقیر معینی شاہجمالی۔ ناشر۔ مکتبہ معین الادب۔ جامع مسجد شریف۔ ڈیرہ غازی خان۔

(۸۴) قصیدہ در شانِ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ۔ از حضرت بہاء الدین ملتانیؒ۔ ناشر۔ کلیم آرٹ ایجنسی۔ قدیر آباد۔ ملتان

(۸۵) قلائد الجواہر۔ از محمد یحیٰی تادفیؒ۔ ترجمہ زبیر افضل عثمانی۔ ناشر۔ مدینہ پبلشنگ کمپنی۔ محمد علی جناح روڈ۔ کراچی نمبرا۔ مطبوعہ ۱۹۷۹ء۔

(۸۶) کلام اولیاء در فی شان سلطان الاولیاء۔ مرتب۔ حافظ برکت علی قادری لاہوری۔ ناشر۔ غوثیہ کتب خانہ۔ ۳۱۰۔ سرکلر روڈ۔ بیرون شاہ عالمی دروازہ۔ لاہور۔

(۸۷) گیارھویں نامہ۔ از خواجہ حسن نظامی۔ شائع در ماہنامہ درویش لاہور جلد ۳ شمارہ نمبر ۱۰ اکتوبر ۱۹۹۲ء۔ ناشر۔ خواجہ عابد نظامی المصطفےٰ ہومیو کلینک ۵۴۰۔ عبدالکریم روڈ۔ لاہور۔ مطبوعہ ۱۹۹۲ء

(۸۸) مبدا و معاد۔ از حضرت مجدد الف ثانیؒ۔ ناشر۔ سنی لٹریری سوسائٹی۔ ۳۹۔ ریلوے روڈ۔ لاہور۔ مطبوعہ ۱۴۱۶ھ۔

(۸۹) مجددی عقائد و نظریات۔ از مولانا عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری ناشر۔ حامد اینڈ کمپنی۔ ۳۸۔ اردو بازار۔ لاہور۔ مطبوعہ ۱۹۹۱ء۔

(۹۰) مخزن چشت۔ از خواجہ امام بخش مہاروی۔ ترجمہ۔ پروفیسر افتخار احمد چشتی۔ ناشر۔ مکتب الفوائد۔ فرحت منزل۔ چنیوٹ بازار فیصل آباد مطبوعہ ۱۹۸۹ء۔

(۹۱) مدحت رسول۔ ترتیب حافظ عطاء الرسول۔ ناشر مکتبہ اویسیہ رضویہ۔ ملتان روڈ۔ بہاولپور۔

(۹۲) مرآۃ الاسرار۔ از شیخ عبدالرحمٰن چشتیؒ۔ ترجمہ۔ واحد بخش سیال ناشر۔ الفیصل ناشران و تاجران کتب۔ غزنی سٹریٹ۔ اردو بازار لاہور

(۹۳) مرآت العاشقین۔ ملفوظات خواجہ شمس الدین سیالوی۔ جامع سید محمد سعید۔ ترجمہ۔ غلام نظام الدین مرولوی۔ ناشر۔ اسلامک بک فاؤنڈیشن۔ ۲۴۹۔ این۔ سمن آباد۔ لاہور۔ مطبوعہ ۱۹۹۱ء

(۹۴) مسالک السالکین فی تذکرۃ الواصلین۔ از مرزا محمد عبدالستار بیگ سہسرامی مجددی۔

(۹۵) مسلکِ شیر ربانیؒ ۔ از خلیل احمد رانا ۔ ناشر ۔ نعمان اکادمی ۔ جہانیاں منڈی ۔ خانیوال ۔ مطبوعہ ۱۹۸۹ء ۔

(۹۶) مظہر جمال مصطفائی ۔ از سید نصیر الدین ہاشمی ۔ ناشر ۔ سید نصیر الدین ہاشمی ۱۶۰۰ ۔ دلکش پارک ۔ راج گڑھ ۔ لاہور مطبوعہ ۱۹۹۷ء

(۹۷) معارف عنایتیہ ترجمہ مقاماتِ ارشادیہ ۔ مصنف مولانا محمد عنایت اللہ خان رامپوری ۔ مترجم ۔ مولانا حامد علی خان ۔ ناشر آفتاب عالم معرفت محمد عثمان اسٹیشنرز ۔ نکھنیا بازار ۔ کانپور ۔

(۹۸) مقالاتِ کاظمی ۔ از امام اہل سنت سید احمد سعید کاظمیؒ ۔ ناشر ۔ بزم سعید ۔ جامعہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم ۔ نیو ملتان ۔ ملتان ۔

(۹۹) مقیاس حنفیت ۔ از مولانا محمد عمر اچھروی ۔ ناشر ۔ المقیاس پبلشرز ۔ ۴۰ ۔ دربار مارکیٹ ۔ لاہور ۔ مطبوعہ ۱۴۱۳ھ ۔

(۱۰۰) مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ مع اخبار الاخیار ۔ ناشر ۔ مکتبہ نوریہ رضویہ ۔ سکھر ۔

(۱۰۱) مکتوبات حضرت مجدد الف ثانیؒ

(۱۰۲) مکتوبات خواجہ امام بخش مہارویؒ

(۱۰۳) ملفوظات اعلیٰ حضرت بریلوی ۔ جامع ۔ مولانا مصطفیٰ رضا خان ناشر ۔ مدینہ پبلشنگ کمپنی ۔ ایم اے جناح روڈ ۔ لاہور ۔

(۱۰۴) ملفوظاتِ خواجہ سلیمان تونسویؒ ۔ جامع ۔ مولوی غلام حیدر صاحب غیر مطبوعہ و قلمی ۔ مملوکہ جناب اسد نظامی صاحب ۔

(۱۰۵) مناقب المحبوبین ۔ از حاجی نجم الدین سلیمانی ۔ ترجمہ ۔ پروفیسر افتخار احمد چشتی ۔ ناشر ۔ اسلامک بک فاؤنڈیشن ۔ ۲۴۹ ۔ این سمن آباد لاہور ۔ مطبوعہ ۱۹۷۹ء

(۱۰۶) مہرِ منیر ۔ از مولانا فیض احمد فیضی ۔ ناشر ۔ آستانہ عالیہ گولڑہ شریف ۔ راولپنڈی ۔

(۱۰۷) مے خانۂ عرفان ۔ از جناب سکندر لکھنوی ۔ ناشر ۔ خلیل بک ڈپو ۔ ۳/۲۳۴ ۔ لیاقت آباد ۔ کراچی ۱۹ ۔ مطبوعہ ۱۹۸۳ء ۔

(۱۰۸) نام ونسب ۔ از سید نصیر الدین گیلانی ۔ ناشر ۔ مکتبہ مہریہ ۔ درگاہ گولڑہ شریف ۔ اسلام آباد ۔ مطبوعہ ۱۹۸۹ء ۔

(۱۰۹) نزہۃ الخاطر الفاتر ۔ از ملّا علی قاری ۔ ترجمہ ۔ علامہ اقبال احمد فاروقی ۔ ناشر ۔ بزمِ چشتی دار الاشاعت علویہ رضویہ ۔ ڈجکوٹ روڈ ۔ لائل پور ۔

(۱۱۰) نظام الدین (مجلہ ۔ ملتان) سلسلہ تبلیغ ۵۵ ۔ تحقیقی مقالہ از علامہ مشتاق احمد چشتی ۔ ناشر ۔ مرکزی انجمن غلامانِ نظام ۔ ن شاہ روڈ ملتان ۔ مطبوعہ فروری ۱۹۷۵ء ۔

(۱۱۱) نظام الدین (مجلہ ۔ ملتان) سلسلہ تبلیغ ۵۸ ۔ ۵۸ ۔ خاتمہ بحث از علامہ مشتاق احمد چشتی ۔ ناشر ۔ مرکزی انجمن غلامانِ نظام ۔ ملتان ۔ مطبوعہ اپریل مئی ۱۹۷۵ء ۔

(۱۱۲) نغمۂ حبیب ۔ مرتب ۔ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی ۔ ناشر ۔ مدینہ پبلشنگ کمپنی ۔ بندر روڈ ۔ کراچی ۔

(۱۱۳) نفحات الانس ۔ از مولانا عبدالرحمٰن جامی ۔ ترجمہ ۔ شمس بریلوی ۔ ناشر ۔ مدینہ پبلشنگ کمپنی ۔ ایم اے جناح روڈ ۔ کراچی ۔

(۱۱۴) نفحات المحبوب فی احیاء القلوب (ملفوظات حیدری) جامع صوفی نور عالم ۔ ترجمہ ڈاکٹر عبدالغنی ۔ ناشر ۔ التمر یک کارپوریشن گنج بخش روڈ ۔ لاہور ۲ ۔ مطبوعہ ۱۴۰۴ھ ۔

(۱۱۵) نورِ ربانی مدح المحبوب السبحانی۔ از مولانا غلام قادر بھیروی۔ ناشر: حامد اینڈ کمپنی۔ مدینہ منزل۔ ۳۸۔ اردو بازار۔ لاہور۔

(۱۱۶) نور و نکہت۔ از علامہ سید محمد خلیل کاظمی محدث امروہوی۔ ناشر: طلباء بزم سعید۔ مدرسہ انوار العلوم۔ کچہری روڈ۔ ملتان۔

(۱۱۷) ہدایت المسلمین۔ از میاں محمد بخش صاحبؒ۔ ناشر: مکتبہ فریدیہ۔ جناح روڈ۔ ساہیوال۔

(۱۱۸) زیارات مقامات مقدسہ۔ بانی خان بشیر احمد خان۔ مرتب: شیخ سردار محمد ہوشیارپوری۔ ۹۔ جوبلی مینشن۔ بارنس سٹریٹ۔ کراچی۔

(۱۱۹) مقابیس المجالس (اشارات فریدی)۔ ملفوظات خواجہ غلام فرید چشتیؒ۔ جامع: رکن الدین۔ مترجم: واحد بخش سیال۔ ناشر: بزم اتحاد المسلمین۔ ۸۰/بی۔ طارق روڈ۔ لاہور کینٹ۔ مطبوعہ ۱۴۱۱ھ۔

(۱۲۰) سیف الملوک۔ از میاں محمد بخش۔ ناشر: جہانگیر بک ڈپو۔ اردو بازار۔ لاہور۔ مطبوعہ ۱۹۹۸ء۔

(۱۲۱) مخزن اسرار۔ از مولانا نور محمد کلاچوی۔ ناشر: صاحبزادہ عبدالرشید خان۔ عرفان منزل۔ کلاچی۔ ڈیرہ اسماعیل خان۔ مطبوعہ ۱۹۷۵ء۔

(۱۲۲) ماہنامہ نور اسلام۔ ج ۳۷۔ ش ۱۰۔ اکتوبر ۱۹۹۲ء۔ ناشر: دفتر ماہنامہ نور اسلام۔ جامع مسجد قادریہ شیر ربانی۔ ۲۱۔ ایجرٹن سکیم۔ نیو مزنگ سمن آباد۔ لاہور۔

(۱۲۳) مرآۃ غوثیہ۔ از محمد صدیق بیگ کادری۔ ناشر: نوری بک ڈپو۔ امین بازار۔ فیصل آباد۔ مطبوعہ ۱۹۸۲ء۔

(۱۲۴) مکاتیب شریفہ۔ از شاہ غلام علی دہلوی۔ ناشر: مکتبہ الحقیقہ۔ شارع دار الشفقۃ۔ فاتح ۵۷۔ استنبول۔

ترکی ۔ مطبوعہ ۱۹۹۲ء ۔

(۱۲۵) دوام العیش فی الائمۃ من قریش ۔ از مولانا احمد رضا خان
مکتبہ رضویہ ۱۱۱ ۔ اچنٹ گڑھ ۔ انجمن رشیدیہ ۔ لاہور ۔

حرفِ تشکر

فراہمی کتب اور علمی تعاون کے سلسلے میں میں مندرجہ ذیل حضرات کا صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتا ہوں

(۱) جناب شیخ .. اسد نظامی صاحب
(۲) جناب اعجاز حسین شاہ صاحب
(۳) جناب جاوید اقبال خاں صاحب
(۴) جناب غضنفر نوشاہی صاحب
(۵) جناب خلیل احمد راناصاحب
(۶) جناب ذوالفقار حامدی صاحب
(۷) جناب فاروق اعجاز چیمہ صاحب
(۸) جناب علامہ محمد اشرف چشتی گولڑوی صاحب جہانیاں
(۹) جناب علامہ مفتی محمد اقبال سعیدی صاحب ملتان
(۱۰) جناب مولانا محمد زمان چشتی صاحب رحیم شاہ
(۱۱) جناب شیخ محمد سعید صاحب
(۱۲) جناب مولانا محمد شفیع قادری صاحب وہنی وال
(۱۳) جناب حاجی محمد صدیق آفاقی صاحب خانیوال
(۱۴) جناب مولانا محمد ضیاء اللہ گولڑوی صاحب
(۱۵) جناب علامہ محمد فیض احمد اویسی صاحب بہاولپور

محترم جناب میاں صاحب

سلام مسنون۔ جناب نے وہی رسالہ تعریب شدہ پھر ارسال فرمادیا میرے خط کا کوئی جواب نہ دیا کہ آپ کے مافی الضمیر کا اظہار ہو سکتا۔ فقیر کی تالیف "کلام الاولیاء الاکابر" تفریح الخاطر طرد الافاعی بہجۃ الاسرار جمال مصطفائی مخزن اسرار مہر منیر نام و نسب وغیرہ ھائی کتابوں اور رسالوں کے جواب میں لکھی گئی ہے اور میں نے براہ راست ہر ولی اللہ کی اپنی تصنیف سے حوالہ جات پیش کئے ہیں جنہیں دکھانے کا میں ذمہ دار ہوں۔ میرے حوالہ جات کا کوئی جواب ہے تو پیش فرماویں پرانے گھسے پٹے رسائل شائع کرنے کا کیا فائدہ۔ نام و نسب کا متوالد تو حضرت سیدنا امیر معاویہ کا سخت مخالف ہے اور علی الرغم اعلحضرۃ قوالی کا بھی شوقین اور اس مسئلہ پر نسلی تعصب کا شکار ہے۔ ان کتابوں میں جتنے حوالہ جات ہیں سب قادری علماء کی کتابوں کے ہیں اور قادری علماء اس میں سخت ترین تعصب کا شاہکار ہیں۔

نکات الاسرار اسرار السالکین لطائف الغرائب فوز المطالب آپ دکھا سکتے ہیں؟ میاں صاحب یہ سب خود ساختہ ہوائی نام ہیں ان کا اس دنیا میں کوئی وجود نہیں ایک نظم غالی قادری حضرۃ خواجہ بزرگ اجمیری قدس سرہ کی طرف منسوب کرتے ہیں مگر میں نے بہت قادریوں کو چیلنج دیا ہے کہ اس کا کوئی حوالہ پیش کرو مگر آج تک کوئی نہیں کر سکا۔ اگر آپ ہمت کر سکتے ہیں تو کر دکھائیں۔ فضلنا کم علی العالمین میں تخصیص و تقیید ہو سکتی ہے تو قدمی میں کیوں نہیں ہو سکتی مخزن اسرار غالی قادری کی بنائی ہوئی ہے جو انبیاء کی گردنوں پر بھی آپ کے قدم کا قائل ہے یہ بھی ایک پورا ٹولہ ہے جو یہ عقیدہ رکھتا ہے۔ درحقیقت اس دور میں قادریت ہر فتنے کی آماجگاہ بنی

ہوئی ہے اور منھم تخرج الفتن و فیھم تعود کی مظہر ہے اس پر تفصیلی گفتگو پھر کسی مجلس میں ہوگی۔ ہاں تو ہمارے لئے حجت قادریوں کی کتب نہیں ہو سکتیں ہمت ہے تو اکابر مشائخ چشت اہل بہشت میں سے کسی ایک کا فرمان خود ان کی اپنی تصنیف یا ملفوظ سے پیش کر دکھائیں جس میں یہ صراحت ہو کہ اولین آخرین کی گردن پر آپ کا قدم ہے۔ امام شافعی امام جلیل القدر اور مجتہد ہیں مگر ان کا قول ہم احناف کے سامنے پیش کیا جائے گا تو ہم اسے تسلیم نہیں کریں گے اور کہیں گے کہ ہمارے لئے امام اعظم ابو حنیفہ کا قول حجت ہے وہ پیش کرو۔

چلو چھوڑو ہم آپ سے بہت زیادہ نرمی کا معاملہ کرتے ہیں آپ کسی چشتی بزرگ کا فرمان پیش نہیں کر سکتے تو کسی قادری مسلم بزرگ کا قول صریح ان کی اپنی تصنیف سے پیش کر دکھاؤ جس میں یہ صراحت ہو کہ قطبیت اصلیہ آپ پر منحصر ہے

قاری شطنوفی کی ہر بات حرف آخر نہیں ہو سکتی وہ تو یہ بھی لکھتے کہ حضرۃ شیخ جیلانی قدس سرہ کے زمانہ میں کوئی حنفی ولی اللہ نہیں کیا آپ اسے تسلیم کرتے ہیں نیز لکھتے ہیں کہ حضرۃ شیخ الشیوخ سہروردی رضی اللہ عنہ نے اس قول کو امر قرار دیا ہے مگر خود حضرۃ سہروردی اس کو سکر کہہ رہے ہیں دیکھو عوارف المعارف

قاری شطنوفی قرأت کے امام اوحد ہو سکتے ہیں نہ کہ ولایت کے۔ اور حضرت شیخ قدس سرہ کے بارے متعصب تھے امام ذہبی نے بھی شہادت دے دی کہ کان ذا غرام۔

ہم آپ کی خدمت میں اکابر اولیاء امت کی صریح اور واضح نصوص پیش کرتے ہیں خود ان کی تصنیفات سے یا ملفوظات سے چوں حضرۃ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ بحالت استغراق قدمی الخ مے فرمودند اولیاء عصر یعنی مریدان وخاندانوشاگرداں ایں جملہ اش مے شنیدند و سر خود خم کردند بدیں معلوم شد کہ فرمان عالی برائے معاصرین مختص بود۔ من گفتم مشائخ متقدمین و متاخرین ازیں قول خارج اند حضرت

خواجہ غلام فرید قدس سرہ ملفوظات

باید دانست کہ ایں حکم مخصوص باولیاء آں وقت است اولیاء ماتقدم و ما تاخر ازین حکم خارج اند مجدد الف ثانی مکتوبات

و کل مانقل من ذلک القبیل من المشائخ لبقایا السکر عندھم (۳) فیکون من ذلک کلمات مؤذنۃ بالعجب کقول بعضھم من تحت خضراء السماء مثلی و قول بعضھم قدمی ھذہ الخ (۳) اشارۃ منہ فی ذلک الی تفردہ فی وقتہ۔ شیخ الشیوخ سہروردی قدس سرہ عوارف

معلوم ہوا کہ آپ کا یہ قول امر الہی الہامی سے نہ تھا بوجہ سکر سرزد ہوا اور اس وقت کے ساتھ ہی مخصوص ہے۔

ایں ارشاد برائے حاضرین محفل بود نہ کہ برائے متقدمین و متاخرین۔ ملفوظات شمس العارفین سیالوی

اعلان قدمی ے فرمودند چوں معاصرین ایں آواز ے شنیدند سر خم کردند شیخ عبدالحق زبدۃ

اطلاق قدمی الخ بر معاصرین تلامیذ و مریداں ے شود از حکم قدمی متقدمین و متاخرین خارج اند ملفوظات علامہ عبدالعزیز پرہاروی مصنف نبراس

پس مخصوص بر گردن ہائے اولیاء زمانہ ایشاں بود کہ مریداں و خلفاء و تلامذہ بودند۔ (فخریہ النظام ملفوظات حضرت خواجہ فخر جہاں دہلوی)

ازیں دو قول اکابر (شیخ حماد و حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ عنہما) معلوم شد کہ قدم ایشاں بر گردن اولیاء آں وقت بودہ وبعد آں نہ شیخ عبدالنبی شامی

لو کان ذلک بأمر من اللہ ما وقع منہ ندم (۳) و ندم و استغفر امام شعرانی حضرت علی الخواص الجواہر والدرر

میاں صاحب کسی قادری کو فرمایئے اس طرح کی کوئی ایک صریح عبارت پیش
کرے حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر خود فرماتے ہیں شربتم فضلتي من بعد سكري مگر
یہ لوگ نہیں مانتے حضرت شیخ اکبر ابن عربی قادری فرماتے ہیں ومنهم من تغلب
عليه الشطحات كعبد القادر فتوحات جلد ۳ اس سے واضح ہے کہ آپ کے دعاوی
شطحات تھے یعنی بلا امر الٰہی كان الشيخ محي الدين (ابن عربی) رضي الله عنه يقول
الشيخ أبو السعود عندي أكمل من الشيخ عبدالقادر الجواہر والدر امام شعرانی قول
حضرت ابن عربی

كان أكمل من الشيخ عبدالقادر امام شعرانی حضرت علی الخواص الیواقیت
و الجواهر

كان صاحب الحال مؤثرة ربانية مدة حياته لم يكن صاحب مقام
فتوحات

فإن الشطح نقص فتوحات فكل من شطح فعن غفلة شطح فتوحات

فشهد على نفسه بأن مقام الادلال الذي كان فيه نقص خود حضرة جیلی
قدس سرہ کی اپنے خلاف شہادت الجواہر والدرر۔ یہ سب اکابر نہیں سمجھ سکے اور
صرف چودھویں صدی کے ملا سمجھے

اعلیحضرت معصوم نہیں ہیں کہ ان سے کوئی لغزش واقع نہیں ہو سکتی اگر وہ اکابر
متقدمین سے دلیل کے تحت اختلاف کر سکتے ہیں تو ہمیں یہ حق کیوں حاصل نہیں

نیز میں پہلا اختلاف کرنے والا بھی نہیں ہوں قوالی خضاب سیاہ اور کئی دیگر
مسائل میں علماء اہل سنت نے آپ سے اختلاف کیا ہے مثلاً پیر صاحب گولڑوی علامہ
عبدالغفور ہزاروی علامہ، بندیالوی حضرت شیخ الاسلام سیالوی علامہ کاظمی علامہ غلام محمد
گھوٹوی علامہ ابوالخیر محمد زبیر حضرت علامہ محمد اشرف سیالوی وغیرہم ہم لوگ اگر

قادریوں کے سامنے بہجۃ الاسرار وغیرہ قادری اکابر کی لکھی ہوئی کتابوں کا حوالہ پیش کریں تو یہ حوالہ قادری حضرات پر حجت ہوگا۔ مثلاً بہجۃ کے اندر تقریباً ہر روایت میں وقت کی قید موجود ہے تو یہ ہماری دلیل ہے۔

جادو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے۔ قادریوں کی دیگر کتب میں بھی وقت اور زمانہ کی قید ہے قاری شطنوفی صاحب بہجۃ نے تو یہ بھی لکھا کہ آپ سے آگے قطبیت فلاں کی طرف منتقل ہوئی مگر قادری نہیں مانتے آخر کیوں ہے؟

ایک روایت جسے خانصاحب اور مؤلف نام و نسب نے دلیل بنایا وہ دلیل نہیں بنتی بعض ارواح کا مجلس میں آ جانا اور بات ہے یوں تو بعض انبیاء کی ارواح طیبات بھی تشریف لاتی ہیں یہ فیض دینے کے لئے تشریف لاتی ہیں نہ کہ لینے کے لئے نیز یہ معاملہ ہر قطب کے ساتھ اسی طرح پیش آتا ہے حق تعالیٰ اس کے قلب پر تجلی فرماتے ہیں نبی پاک خلعت عطاء فرماتے ہیں اور جملہ عالم اس کے تصرف میں آ جاتا ہے سب اولیاء وقت ماسوائے افراد کے اس کے ماتحت ہوتے ہیں (فتوحات ابن عربی قادری) لیکن یہ بات ان حضرات کے ساتھ ہی خاص ہوتی ہے جو زندہ موجود ہوں اسی وجہ سے فی الارض کی قید بہجۃ میں بھی موجود ہے نفحات میں جامی علیہ الرحمہ نے بعض ارواح کی تصریح فرمائی ہے۔ ایک مثال سمجھئے مولوی صاحبان جلسے کرتے ہیں نئے فارغ ہونے والوں کو جبے اور عمامے پہنائے جاتے ہیں تو اس تقریب میں سابقہ علماء و فضلا بھی شامل ہوتے ہیں لیکن اسکا یہ مطلب تو نہیں ہوتا کہ یہ نئے سب سابقین سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ ان اکابرین کی شمولیت نئے فضلاء کی حوصلہ افزائی کے لیے ہوتی ہے انبیاء کی ارواح طیبات کے بارے آپ کیا تصور رکھیں گے؟

ملا علی قاری قادری (جو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کریمین کو کافر قرار دیتے ہیں) کی یہ روایت کہ "ہمیں اکابر سے پہنچا کہ قطب اکبر اول امام حسن اور

اوسط شیخ جیلی اور آخر امام مھدی ہیں" کوئی دلیل ہے اکابر میں سے کس نے یہ کہا ہے بھلا
ایسی مجہول روایت بھی قابل اعتبار و استناد ہو سکتی ہے ایسے استدلالات پر تو
قادریوں کے سر شرم سے جھک جانے چاہیے تھے نیز یہ بات عقلاو نقلا
کسی طرح بھی درست نہیں ہو سکتی خلافت عن اللہ قطبیت تو حضرت آدم علیہ السلام
سے شروع ہوئی نہ کہ امام حسن سے إني جاعل في الأرض خليفة نص صریح
ہے پھر یہ خلافت وقطبیت مسلسل انبیاء ورسل میں چلتی رہی یہاں تک کہ خاتم الرسل
تشریف لائے تو آپ اپنے وقت کے قطب تھے آپ کے بعد حسب تصریح حضرت ابن
عربی قادری حضرت ابوبکر عمر عثمان علی حسن حسین معاویہ بن یزید عمر بن عبدالعزیز
متوکل احمد بن ھارون الرشید سبطی بایزید بسطامی اور دیگر کئی حضرات قطب اکبر اور غوث
اعظم ہوئے اور یہ خلافت حق مسلسل تاقیامت جاری ہے

اس موضوع پر جتنا بڑا جھوٹ ہو اتنا ہی جلدی اور خوش ہو کر قادری حضرات
اسے قبول اور پسند کرتے ہیں۔ اور اس طرح بڑے بڑے محققین کی تحقیق کا بھانڈا
عین چوراہے میں ٹوٹ پھوٹ جاتا ہے حتی کہ اعلیحضرت نے بھی جھوٹ کے پلندے
تفریح الخاطر کے حوالہ سے گریز نہیں کیا حالانکہ یہ مجموعہ اکاذیب ہے

اس کا مطلب یہ ہے کہ قادری سیدنا امام عالی مقام امام حسین کو بھی اصلی قطب
نہیں مانتے حدیث پاک میں ہے من عادى لي وليا فقد آذنته بالحرب اور یہ سب کے
ہی منکر اور مخالف ہیں انہیں خوف خدا نہیں آتا

اقبال فاروقی نے زبدۃ الآثار کے ترجمہ میں تحریف کی ہے اصل عبارت وہ
ہے جو پہلے درج کی جا چکی ہے کیا یہ بھی قادری حضرات کی دیانت وامانت کا نمونہ ہے۔
اگر اصل میں متقدمین کا ذکر ہے تو مجھے زبدۃ فارسی کی فوٹو کا ارسال فرمادو تاکہ قادریوں

کا صدق ثابت ہو سکے

والسلام مع الاکرام

اگر اسکو امر الٰہی الہامی تسلیم کر بھی لیا جائے تو بھی یہ بات مسلم ہے کہ الہام حجت نہیں ہوتا لہذا جن حضرات نے سر جھکایا محض احتراما جھکایا انپر جھکانا فرض یا واجب نہ تھا اگر یوں کہا جائے کہ آپ پر امر الٰہی نازل ہوا جس کی وجہ سے آپ پر یہ کہنا فرض اور واجب ہو گیا تو پھر تو اس امر سے نئی شریعت کا اجراء ہو گیا کہ حضرت شیخ جیلی پر ایک نیا فرض ثابت ہو گیا جو پہلے شریعت محمدیہ میں قرآن و سنت میں کہیں مذکور نہیں نیز ساری امت پر سر جھکانا فرض اور واجب ہو گیا حتیٰ کہ جو ابھی پیدا ہی نہیں ہوئے یا جو فوت ہو چکے ان پر بھی اس فرض پر عمل پیرا ہونا ضروری و لازمی ہو گیا ایسا عظیم فرض تو نہ نماز ہے نہ روزہ شیخ جیلی کی نئی شریعت تو پھر محمد عربی علیہ السلام سے بھی بڑی قوی اور مضبوط ہے

حاشا وکلا حضرت شیخ قدس سرہ کا ایسے ہذیانات سے کوئی تعلق نہیں یہ صرف جھوٹے اور غالی محبت کے دعویٰ داروں کی خود ساختہ باتیں ہیں جو افتراء علی اللہ ہیں او قد خاب من افتری

اللہ کریم ہدایت دے

نیز حضرت ابن عربی نے صراحت فرمائی ہے کہ اپنے مرتبہ کا بیان و اظہار خاصہ انبیاء ہے انہیں امر حقیقی یعنی وحی ہوتی ہے دوسرے لوگ ایسا کریں تو یہ جنبت اعلیٰ تر مقام کے نقص ہے اگر حالت سکر ہے تو وہ معذور ہے ورنہ عذر بھی باقی نہ رہے گا ابن عربی فرماتے ہیں کسی کو امر محسوس بھی ہو تو وہ بھی مکر خفی ہے فتوحات

("شمس الفقہا" صاحب کے خط کا عکس آئندہ صفحات پر ملاحظہ فرمائیں)

مخدومی جناب بیان الحق صاحب

سلام مسنون ۔ جناب کا رسالہ شوق بخش [illegible] رسالہ ارسال فرمایا [illegible] خط کا کوئی جواب
نہ دیا کہ [illegible] فقیر کا اظہار ہو سکتا ۔ فقیر کی تالیف [illegible] [illegible]
فردا فردا [illegible] اور حال ہی میں [illegible] مخزن الاسرار [illegible] تمام و کمال [illegible]
رسالہ کا جواب [illegible] اور جیسا کہ [illegible] اپنی تصنیف
سوالات [illegible] جواب [illegible]
[illegible] رسالہ [illegible] تمام و کمال [illegible]
[illegible] اور [illegible]
[illegible] سوالات [illegible]
[illegible]
نکات الاسرار [illegible] آپ [illegible]
بیان الحق [illegible] ہیں ان کا [illegible] نہیں
[illegible]
[illegible]
[illegible] تفسیر [illegible]
[illegible]
[illegible] ۔ در حقیقت
[illegible]
[illegible] قادریوں
کی کتب [illegible] اہل سنت [illegible]
ایک [illegible] تصنیف [illegible]
[illegible]
[illegible]
اور [illegible] امام ابو حنیفہ کا قول [illegible]
[illegible]
[illegible] اپنی تصنیف
پیش [illegible]
قادری [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

یہ ایک حقیقت ہے کہ اکابر اولیاء امت کی طرح اور واقعی لفظوں میں اپنے بارے میں خود ہی
تصنیف سے منقول ہے

چونکہ حضرت سید شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ بحالت استغراق قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ فرمودند و اولیاء
عصر یعنی حاضران و معاصران و شاگردان این ندا ازیشاں شنیدند و سر خود فرود آوردند
شدند گردن خود عالی برائے معاصرین مختص بود - من گفتم مشائخ متقدمین و متاخرین
ازیں قول خارج اند   حضرت خواجہ معین فرید قدس سرہ   ملفوظات

باید دانست کہ این حکم مخصوص باولیاء آن وقت است اولیاء ما تقدم و ما تاخر ازین
حکم خارج اند   مجدد الف ثانی مکتوبات

وکلا بالقول من ذلک القبیل من الفاظ تجری لہم بالسکر عندہم (ت) فیکون من ذلک
مؤذنۃ بالعجب کقول بعضہم من تحت خضراء السماء مثلی وقول بعضہم قدمی ہذہ
(ت) اشارۃ منہ بذلک الی القدم فی وقتہ - شیخ الشیوخ سہروردی عوارف
معنی یہ کہ آپ کا یہ قول امر الٰہی سے [illegible] بوجہ سکر کے صادر ہوا اور اپنے وقت
کے ساتھ ہی مخصوص ہے -

این ارشاد برائے حاضرین مخصوص بود نہ برائے متقدمین و متاخرین - شیخ [illegible]
ملفوظات

اہل وقت [illegible] فرمودند چوں معاصرین این آواز را شنیدند سر خم کردند شیخ عبدالحق زبدۃ
الاقران قدمی ہذہ بر معاصرین [illegible] در میان [illegible] از حکم قدمی متقدمین و متاخرین
خارج اند   ملفوظات [illegible] عبدالعزیز [illegible]

پس مخصوص بزرگان [illegible] کہ اولیاء زمانہ ایشاں بودند کہ در میدان [illegible] بودند
[illegible] ملفوظات حضرت خواجہ فرید گنج شکر

ازیں ورد قول اکابر (شیخ عبدالقادر و حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رضی اللہ عنہما) مخصوص شد کہ قدم ایشاں
بر گردن اولیاء آن وقت بود و بعد آن نہ   شیخ عبدالحق [illegible]

لو کان ذلک بامر من اللہ ما وقع منہ ندم (ت) ندم و استغفر   امام شعرانی [illegible]
یہاں ہے کسی [illegible] کو فرمانے [illegible] اس طرح کا کوئی ایک [illegible]

حضرت سید شیخ عبدالقادر خود فرماتے [illegible] پیش [illegible]
[illegible] حضرت شیخ اکبر [illegible]
لعبد القادر [illegible] منہم من تقدمت [illegible]
کان الشیخ محی الدین (ابن عربی) رضی اللہ عنہ یقول الشیخ ابو السعود [illegible]
الشیخ عبدالقادر [illegible] امام شعرانی قول حضرت ابن عربی
[illegible] الشیخ عبدالقادر [illegible] امام شعرانی [illegible]
کان [illegible] صاحب مقام [illegible] فتوحات
[illegible] الشیخ [illegible] فتوحات

اعلیحضرت معصوم نہیں ہیں کہ ان سے کوئی لغزش واقع نہیں ہو سکتی اگر وہ اظہار حقیقت میں
بعد دلیل کے حق اختلاف کر سکتے ہیں تو ہمیں یہ حق کیوں حاصل نہیں

نیز میں ہی اختلاف کرنے والا میں ہی نہیں ہوں قول امام اعظم اور کئی دیگر مسائل میں ۱۲ [illegible]

[illegible]

اتنا ناظر و قبہ سے زیدہ لال آثار کے ترجمہ میں تحریف کی ہے اور یہ عبارت
... جو ... درج کی ... ہے کیا یہ ... تحریر ... کی ... [illegible]
... [illegible] ... ان میں مقدمین کا ذکر ہے تو یہ ابو
... کی قوت کا ... اور ... کا ... ثابت ہو سکے

درس سجدہ اولیٰ عظیم

اگر سکو اور الٰہی اب ہی بخش قیم میں دیکھا تو یہ بات مسلم ہے کہ امام حجت الیمین ہو
اس امر حضرات نے سر جھکانا محض اقتدا میں جھکایا اور سر جھکانا فرض یا واجب تھا
اگر یہ لکھا کہ آپ پر امر الٰہی نازل ہوا جس کی وجہ سے آپ پر
یہ امر فرض اور واجب ہو گیا تو پھر تو اس امر سے نئی شریعت
کا اجرا ہو گیا کہ حضرت شیخ جیلی پر ایک نیا فرض ثابت ہو گیا
جو پہلی شریعت محمدیہ میں قرآن و سنت میں کہیں مذکور نہیں
نیز ساری امت پر سر جھکانا فرض اور واجب ہو گیا حتیٰ کہ جو
ابھی پیدا ہی نہیں ہوئے یا جو فوت ہو چکے ان پر سر جھکانا فرض
ہو گیا ... پیدا ہونا فوری و لازمی ہو گیا اب علیم فرض تو نہ نماز
نہ روزہ شیخ جیلی کی شریعت تو پھر بھی نبی علیہ السلام سے
بھی بڑی قوی اور مضبوط ہے

حاشا و کلا حضرت شیخ قدس سرہ کا ایسے بیہودہ بات سے
کوئی تعلق نہیں یہ صرف جھوٹ اور غالی عقیدت مندوں کی
کی خود ساختہ باتیں جو افترا علی اللہ ہیں وقد خاب من افترا
اللہ کریم ہدایت دے

[illegible]

حضرت شاہ نیاز احمد بریلوی چشتی نظامی

خلیفہ حضرت فخر الدین فخر جہاں دہلوی

بدہ دستِ یقیں اے دل بدستِ شاہ جیلانی — کہ دستِ اُو بود اندر حقیقت دستِ یزدانی

ترجمہ۔ اے دل، اپنا دستِ ارادت حضرت غوثِ پاکؒ کے دستِ پاک میں دے کہ آپ کا ہاتھ حقیقت میں دستِ الٰہی ہے۔

امیرے، دستگیرے، غوثِ اعظم، قطبِ ربانی — حبیب، سیدِ عالم، زہے محبوبِ سبحانی

ترجمہ۔ آپ امیرِ ولایت، دستگیرِ خلق، غوثِ اعظم اور قطبِ ربانی ہیں۔ آپ کا کیا کہنا! آپ محبوبِ سبحانی، سردارِ عالم اور حبیبِ مصطفےٰ ہیں۔

نشانِ شانِ بے چُونی، بیانِ سرِّ مکنونی — بہ سیرت مثلِ پیغمبر، بصورت مرتضیٰ ثانی

ترجمہ۔ آپ بے مثال ذات کی شان کے نمائندہ ہیں، آپ سے اسرارِ باطن کا ظہور ہوا ہے، سیرت میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے مظہر اور با اعتبارِ صورت ثانی حیدرِ کرارؓ ہیں۔

سراپا جلوۂ حُسنی، تمامی ماہِ تابانی — کند یعقوب پیش گر باشد اخیب ماہِ کنعانی

ترجمہ۔ آپ حُسن کی تجلیات کے سراپا اور ہمہ تن چودھویں رات کے چاند ہیں۔ آپ اُس مقامِ زیبائی پر فائز ہیں کہ اگر وہاں ماہِ کنعاں بھی ہو تو وہ سیدنا یعقوب علیہ السلام کی طرح آپ پر وارفتگی کا اظہار کرے۔

شبِ بختِ سیہ را ذرۂ مہرش کند روشن — فروزد لمعۂ لطفش رُخِ شامِ غریبانی

ترجمہ۔ آپ کے آفتابِ ولایت کا ایک ذرہ سیاہ بختی کی رات کو فروزاں کر دیتا ہے۔ بے کسوں کی شام کے چہرے کو آپ کے عنایات کی روشنی چمکا دیتی ہے۔

زپائے پاکِ اُو فخر نیست دوشِ پاکبازاں را — حیاتِ تازہ بگرفتہ از و دینِ مسلمانی

ترجمہ۔ پاکبازانِ طریقت کے کندھوں کو یہ فخر حاصل ہے کہ اُن پر حضرت غوثِ پاکؒ کا قدمِ مبارک ہے، آپ کی برکت سے دینِ اسلام کو حیاتِ نو میسر آئی۔

نیاز آند رجنابِ پاکِ اُو از قدسیاں بلشد — کہ آید جبرئیلؑ از بہرِ کار و بارِ دربانی

ترجمہ۔ قُدسی آپ کی بارگاہِ ناز میں اظہارِ نیازمندی کرتے ہیں، یہاں تک کہ جناب جبرئیل علیہ السلام بھی فریضۂ دربانی کی انجام دہی کے لئے تشریف لاتے ہیں۔

سر حلقہ سلسلۂ نقشبندیہ

حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند

بادشاہ ہر دو عالم شیخ عبد القادر است
سرور اولاد آدم شیخ عبد القادر است
آفتاب و ماہتاب و عرش و کرسی و قلم
نور قلب از نور اعظم شیخ عبد القادر است



جناب شمس الفقہاء مولوی محمد احمد صاحب بالقابہ ھداک اللہ

سلام مسنون!

آپ کے دو عدد مکتوب نظر سے گزرے۔ ان کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلا کہ آپ واقعی شمس الفقہاء ہیں۔

☆ آپ نے خط اول صفحہ ۴۳ پر تیرہ بزرگوں کے نام لکھ کر دعویٰ کیا ہے کہ "یہ سب اس وقت سے مقید مانتے ہیں اور اس قول کو سکر شطح قرار دیتے ہیں"۔ مولوی صاحب! بتلایئے کہ بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، خواجہ فخر جہاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کونسی کتابوں میں اس قول کو سکر شطح قرار دیا ہے؟ نیز بتایئے کہ حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت علی خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کون کونسی کتابوں میں قدمی کے دعویٰ کو اس وقت کے اولیائے معاصرین کے لئے مخصوص و مقید کیا ہے؟ نیز بتایا جائے کہ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کونسی کتابوں میں اس قدمی کے دعویٰ کو اس وقت کے اولیائے معاصرین سے مقید کیا ہے؟ اور انہوں نے کون سی کتابوں میں اس کے برعکس اس دعویٰ کو محض سکر شطح قرار دیا ہے؟ ایک ہی سانس میں گیارہ جھوٹ بولتے ہوئے ذرا بھی نہ سوچا۔ پھر دوسرے خط صفحہ ۲۵۱ میں یہ دعویٰ بھی کر دیا کہ "میں نے براہ راست ہر ولی اللہ کی اپنی تصنیف سے حوالہ جات پیش کئے ہیں جنہیں دکھانے کا میں ذمہ دار ہوں"۔۔۔ اگر سچے ہو تو اوپر کے دعوے ان کی کتب سے پیش کرو۔ آپ نے دوسرے خط صفحہ ۲۵۱ میں یہ جھوٹا دعویٰ کیا کہ "مخزن اسرار غالی قادری کی بنائی ہوئی ہے جو انبیاء ہم

اسلام کی گردنوں پر بھی آپ کے قدم کا قائل ہے"۔ حالانکہ یہ بات مخزن اسرار پر بہتان تراشی ہے۔ باقی جھوٹ فی الحال نظر انداز کرتا ہوں۔

☆ آپ نے خط دوم صفحہ ۲۵۲ پر حضرت خواجہ فخر جہاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالوں سے لکھا ہے کہ سیدنا جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اولیائے معاصرین یا تو آپ کے مرید تھے یا خلیفہ۔ ورنہ کم از کم شاگرد تھے۔ گویا ان کے سوا آپ کے معاصرین میں اور کوئی اولیاء نہ تھے۔ رہا روئے زمین پر صرف ایک حنفی ولی اللہ کا قول تو وہ من کل الوجوہ حنفی ہونے پر محمول ہے اور کامل ترین ولایت پر محمول ہے۔ مزید شرح ہماری کتاب صفحہ ۶۔۱۸۵ میں ہے۔

☆ آپ نے خط دوم صفحہ ۲۵۱ پر نکات الاسرار، اسرار السالکین، لطائف الغرائب، فوز المطالب کے نایاب ہونے پر بغلیں جاتی ہیں۔ اور ان کو خود ساختہ ہوائی نام قرار دیا ہے۔ مولوی صاحب یہ غیر علمی طریقہ ہے۔ صدہا کتابیں ائمہ دین نے لکھیں آج ان کا نشان نہیں ملتا۔ مگر تذکروں اور تاریخوں میں نام لکھا رہ گیا۔ نایاب کتابوں سے پرانے علماء نے جو باتیں نقل کیں ہمیں ان پر اعتماد کرنا پڑے گا۔ چنانچہ حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ اے جابر! سب سے پہلے اللہ نے تیرے نبی کا نور تخلیق کیا۔ مصنف عبدالرزاق کے حوالہ سے سابقہ علماء نے لکھی۔ اب ناقص نسخہ ہاتھ لگا وہ چھاپا گیا مگر حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غائب ہے۔ وہابیہ اصل کتاب سے ثبوت مانگتے ہیں مگر ہمارے علماء سابقہ علماء کی چشم دید گواہی پیش کرتے ہیں۔ اسی طرح ہم بھی مولوی محمد احمد صاحب آپ کو سابقہ علماء کی چشم دید گواہی پیش کرتے ہیں۔ اور اللہ قادر ہے کہ ان کتابوں کو ایک ایک کر کے

پرانے ذخیروں سے منظر عام پر لائے۔

☆ مولوی صاحب! آپ نے ارواح اولیائے اولین و آخرین کی قدسی کی محفل میں حاضری تسلیم کی ہے۔ پھر زمین کے سب اولیاء کے سر جھکنا بھی تسلیم کیا ہے۔ ساتھ ہی آپ نے دستار بندی کی مثال دی۔ مگر یہ بھول گئے کہ دستار بندی کے وقت کسی فاضل کی تمام حاضرین پر برتری کا قول نہیں کیا جاتا اور نہ ہی سب کے سر جھکائے جاتے ہیں۔ یہ قیاس مع الفارق ہے۔ ([illegible] صفحہ ۲۵۳)

☆ مولوی صاحب! حدیث کا لغوی اور اصطلاحی معنی مختلف ہے۔ ہر جگہ اصطلاحی معنی لیتے رہے تو پھر قرآن پاک کی آیات بھی زد میں آجائیں گی۔ ومن الناس من يشتري لهو الحديث (لقمان: ٦) حتى يخوضوا في حديث غيره (النساء: ١٤٠، الانعام: ٦٨)۔ مولوی صاحب! آپ کی سخن فہمی اور حدیث فہمی پر یہ آیت یاد آجاتی ہے۔ فمال هؤلاء القوم لا يكادون يفقهون حديثا۔ (النساء: ٧٨)

گزارش کا خلاصہ فقط یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے طرد الافاعی میں حدیث کا لفظ لغوی معنی میں لکھا ہے۔ (جلد اول ص ۲۰۵)

☆ مولوی صاحب! آپ نے ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر اپنی کتاب میں اعتماد کیا تھا۔ اب اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب میں اس کا حوالہ دیکھا ہے تو علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وہ فتویٰ بھی یاد آگیا ہے جس سے ان کی توبہ منقول ہے۔ توبہ کے بعد بھی ان کو الزام دینا درست نہیں ہے۔ مولوی صاحب! عقل سے کام لو۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بعض لوگوں سے بات نقل نہیں کی کہ آپ

مجہولین کا نعرہ لگائیں۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کو انکار قرار دے کر ان سے بات نقل کی کہ ان تین افراد کو قطبیت کبریٰ ملنے کی وجہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ترک خلافت کرنا ہے۔ اس عبارت میں باقی حضرات کی قطبیت کبریٰ کی نفی نہیں ہے۔ ہاں باقی حضرات کی قطبیت کبریٰ کی وجہ یہ نہیں ہے۔ حصر اضافی ہے اور امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ترک خلافت سے ملنے والی قطبیت کبریٰ ان تین حضرات میں منحصر ہے۔ اور یہ بات حضرت غلام قادر بھیروی چشتی نظامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اپنی کتاب نور ربانی فی مدح المحبوب السبحانی میں لکھی ہے۔ اب خطوں میں اور کوئی خاص اعتراض یا نکتہ باقی نہیں رہا۔ ([illegible] ص ۲۵۳، [illegible] ص ۴۳)

دعا گو

الطاف حسین سعیدی

۱۱ ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ

۷۸۶
۹۲

جناب شمس الفقہاء مولوی محمد احمد صاحب بالقابہٖ ہداک اللہ

مسنون!

آپ کے دو عدد مکتوب نظر سے گزرے۔ اُن کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلا کہ آپ واقعی شمس الفقہاء ہیں۔

آپ نے خط اول صؔ۲۴۳ پر تیرہ بزرگوں کے نام لکھ کر دعویٰ کیا ہے کہ "یہ سب اُس وقت سے مقید مانتے ہیں اور اس قول کو شکر شیطٰی قرار دیتے ہیں" مولوی صاحب! بتلایئے کہ بابا فرید گنج شکرؒ، خواجہ فخر جہانؒ، خواجہ سلیمان تونسویؒ، خواجہ شمس الدین سیالویؒ نے اپنی کونسی کتابوں میں اس قول کو شکر شیطٰی قرار دیا ہے؟ نیز بتایئے کہ حضرت ابن عربیؒ، حضرت علی خواصؒ اور حضرت امام شعرانیؒ نے اپنی کون کونسی کتابوں میں قدمی کے دعویٰ کو اُس وقت کے اولیائے معاصرین کے لئے مخصوص و مقید کیا ہے؟ نیز بتایا جائے کہ حضرت خواجہ غریب نوازؒ اور حضرت محبوب الٰہیؒ نے اپنی کونسی کتابوں میں اس قدمی کے دعویٰ کو اُس وقت کے اولیائے معاصرین سے مقید کیا ہے؛ اور انہوں نے کونسی کتابوں میں اس کے برعکس اس دعویٰ کو محض شکر شیطٰی قرار دیا ہے؟ ایک ہی سانس میں گیارہ جھوٹ بولتے ہوئے ذرا بھی نہ سوچا۔

پھر دُوسرے خط صؔ۲۵۱ میں یہ دعویٰ بھی کر دیا کہ "میں نے براہِ راست پروی اللہ کی اپنی تصنیف سے حوالہ جات پیش کئے ہیں جنہیں دکھانے کا میں ذمہ دار ہُوں" ____ اگر سچے ہو تو اُوپر کے دعوے اُن کی کتب سے پیش کرو۔ آپ نے دوسرے خط صؔ۲۵۱ میں یہ جھُوٹا دعویٰ کیا کہ "مخزن اسرار عالی قادری کی بنائی ہوئی ہے جو انبیاء کی گردنوں پر بھی آپ کے قدم کا قائل ہے" حالانکہ یہ بات مخزن اسرار پر بہتان تراشی ہے۔ باقی جھُوٹ فی الحال نظر انداز کرتا ہُوں۔

- آپ نے خط دوم صؔ۲۵۲ پر حضرت خواجہ فخر جہانؒ اور حضرت خواجہ غلام فریدؒ کے حوالوں سے لکھا ہے کہ سیدنا جیلانیؒ کے اولیائے معاصرین یا تو اُن کے مرید تھے یا خلیفہ۔ ورنہ کم از کم شاگرد تھے گویا ان کے سوا آپ کے معاصرین میں کوئی اولیاء نہ تھے۔ رہا روئے زمین پر صرف ایک حنفی ولی اللہ کا قول تو وہ من کل الوجوہ حنفی ہونے پر محمول ہے اور کامل ترین ولایت پر محمول ہے۔ مزید شرح ہماری کتاب صؔ۱۸۱ میں ہے۔
- آپ نے خط دوم صؔ۲۵۱ پر نکات الاسرار اسرار السالکین لطائف الغرائب فوز المطالب کے نایاب ہونے

پر بھلیں بجاتی ہیں۔ اور ان کو خود ساختہ ہوائی نام قرار دیا ہے۔ مولوی صاحب یہ غیر علمی طریقہ ہے۔ صدہا کتابیں المؤدین نے لکھیں آج اُن کا نشان نہیں ملتا۔ مگر تذکروں اور تاریخوں میں نام لکھا رہ گیا۔ نایاب کتابوں سے پچھلے علماء نے جو باتیں نقل کی ہیں اُن پر اعتماد کرنا پڑے گا۔ چنانچہ حدیث جابرؓ کہ اے جابرؓ! سب سے پہلے اللہ نے تیرے نبی کا نور تخلیق کیا۔ مصنف عبد الرزاقؒ کے حوالہ سے سابقہ علماء نے لکھی۔ اب ناقص نسخہ مطبوعہ ملا وہ چھپا دیا گیا مگر حدیث جابرؓ غائب ہے۔ وہابیہ اصل کتاب ثبوت مانگتے ہیں مگر ہمارے علماء سابقہ علماء کی تحریر گواہی پیش کرتے ہیں اسی طرح ہم بھی مولوی محمد احمد صاحب کو سابقہ علماء کی تحریر بطور گواہی پیش کرتے ہیں۔ اور اللہ قادر ہے کہ ان کتابوں کو ایک ایک کر کے پرانے ذخیروں سے منظر عام پر لائے۔

- مولوی صاحب آپ نے ارواح اولیائے اولین و آخرین کی قدسی کی محفل میں، بہ انداز تسلیم کی بجائے بطور تجھکانے سب اولیاء کے سر جھکانا بھی تسلیم کیا ہے مگر آپ نے دستار بندی کی مثال دی مگر یہ بھول گئے کہ دستار بندی کے وقت کسی فاضل کی تمام حاضرین پر برتری کا قول نہیں کیا جاتا اور نہ ہی سب کے سر جھکائے جاتے ہیں۔ یہ قیاس مع الفارق ہے۔

- مولوی صاحب! حدیث کا لغوی اور اصطلاحی معنی مختلف ہے۔ ہر جگہ اصطلاحی معنی لیتے رہے تو پھر قرآن پاک کی آیات بھی زد میں آ جائیں گی۔ ومن الناس من یشتری لھو الحدیث (لقمان: ۶) حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ (النساء: ۱۴۰ - الانعام: ۶۸)۔ مولوی صاحب! آپ کی سخن فہمی اور حدیث فہمی پر یہ آیت یاد آ جاتی ہے۔ فمال ھؤلاء القوم لا یکادون یفقھون حدیثا (النساء: ۷۸)۔ گذارش کا خلاصہ فقط یہ ہے کہ اعلیٰ حضرتؒ نے طرد الافاعی میں حدیث کا لفظ لغوی معنی میں لکھا ہے۔

- مولوی صاحب نے ملا علی قاریؒ پر اپنی کتاب میں اعتماد کیا تھا۔ اب اعلیٰ حضرتؒ کی کتاب میں اُس کا حوالہ دیکھا ہے تو ملا علی قاریؒ کا فتویٰ بھی یاد آ گیا ہے جس سے اُن کی توبہ منقول ہے۔ توبہ کے بعد بھی الزام دینا درست نہیں ہے۔ مولوی صاحب متعلقہ کلام ملا علی قاریؒ نے بعض لوگوں سے بات نقل نہیں کی کہ آپ مجہولین کا شوشہ لگائیں۔ علامہ علی قاریؒ نے اُن کو اکابر قرار دے کر اُن سے بات نقل کی کہ تین افراد کو قطبیت کبریٰ ملنے کی وجہ امام حسنؓ کا ترک خلافت ہے۔ اس عبارت میں باقی حضرات کی قطبیت کبریٰ کی نفی نہیں ہے۔ ان باقی حضرات کی قطبیت کبریٰ کی وجہ یہ نہیں ہے امام حسنؓ کی ترک خلافت سے ملنے والی قطبیت کبریٰ اُن تین حضرات میں منحصر ہے۔ اور یہ بات حضرت غلام قادر بھیروی چشتی نظامیؒ نے بھی اپنی کتاب نور ربانی فی مدح المحبوب السبحانی میں لکھی ہے اور کوئی خاص اعتراض یا نکتہ نہیں ملا۔ دعاگو۔

(دستخط)

۱۱ ذوالحجہ ۱۴۱۹ھ

اندوہناک اور روح فرسا خبر

سید محمد اخلاق صاحب معرفت طارق اکرام صاحب یہ روح فرسا اور کربناک خبر پڑھی کہ سرکار سید المرسلین ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ بنت وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر منور کو منہدم کر دیا گیا ہے اور ابواء شریف کی پہاڑی کی چوٹی جس پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر انور تھی، کو کاٹ کر ایک جانب دھکیل کر گرا دیا گیا ہے۔ اس اندوہناک سانحہ کی اور اس کے ذمہ دار حضرات افراد کی پر زور مذمت کی جاتی ہے۔

حضور فخر کون و مکاں، رحمت عالمیاں، شفیع عاصیاں، رحمۃ للعالمین، سید المرسلین ﷺ جب صلح حدیبیہ کے موقع پر مقام ابواء شریف سے گزرے تو اپنی والدہ محترمہ جناب سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تربت پر تشریف لے گئے، اپنے دست اقدس سے اسے درست فرمایا اور بے اختیار چشم ہائے مبارک سے آنسو رواں ہو گئے۔ استفسار پر فرمایا "ان کی ممتا مجھے یاد آ گئی اور میں رو دیا"۔ (حوالہ حضور کی رشتہ دار خواتین صفحہ ۲۰-۲۱)

اسی کتاب میں یہ واقعہ بھی موجود ہے کہ غزوہ احد کے موقع پر کفار کے لشکر میں سے بعض نے ابواء کے مقام پر حضور ﷺ کی والدہ ماجدہ کی قبر مبارک کو اکھاڑنے کا منصوبہ بنایا تھا، لیکن لشکر کفار کے قائدین نے اس پر عمل ملتوی کر دیا تھا۔ آپ ﷺ کے زمانے میں جو کام کفار کرنے سے باز رہے، اس کو عصر حاضر کے وہابی عقیدہ کے حامل نام نہاد مسلمانوں نے کر دیا۔ اس طرح ان لوگوں نے سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر انور کی بے حرمتی کر کے جناب سرکار رسالتمآب ﷺ کو کتنی تکلیف پہنچائی ہے اور اس کے نتیجے میں وہ غضب خدا کے مستحق قرار پائے ہیں۔ تمام مسلمان زعماء، ادیبوں، دانشوروں کو اس روح فرسا واقعہ کے خلاف آواز اٹھانی چاہیے اور سخت احتجاج کرنا چاہیے۔

خاک پائے دار سیدہ آمنہ بنت وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہا
میاں نذیر احمد علوی نقشبندی قادری ضیائی
۱۳ مارچ ۱۹۹۹ء، [illegible]

قارئین کرام! جب یہ کتاب چھپ کر بائینڈنگ کے مراحل میں تھی اور اس کی ڈمی مؤلف کتاب ہذا جناب ڈاکٹر الطاف حسین سعیدی صاحب کو ارسال کی گئی تو انہوں نے فوراً فون پر بائینڈنگ روک دینے کے لئے فرمایا اور مزید مواد بھیجنے کے لئے کہا حالانکہ آدھی کتاب کو پن لگ چکی تھی۔ لہٰذا ان کے مرسلہ (مواد) مکتوب بنام مولوی محمد احمد صاحب شامل کیا جارہا ہے۔

اسی دوران یہ خوش گوار خبریں ملیں کہ مولوی محمد احمد صاحب کی لغویات و خرافات کا نوٹس غلامان اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے خوب لیا ہے۔ جہلم سے جناب طارق مجاہد کی کتاب "سید الاولیاء" شائع ہو گئی ہے۔ علامہ مولانا محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی کی کتاب "تحقیق الاکابر فی قدم الشیخ عبدالقادر" کی کمپوزنگ بھی جناب صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری مدظلہ نے بھیر پور سے ارسال کر دی ہے۔ علاوہ ازیں جناب اسرار الحسنین صاحب کی تصنیف لطیف بھی تکمیل کے مراحل میں ہے۔

اتنے رد تو مولوی موصوف کے ہمارے علم میں ہیں۔ اس سلسلے میں مزید کام جاری ہے۔ فقیر جب مولانا اویسی صاحب کا کمپوز شدہ مسودہ دیکھ رہا تھا تو اور باتوں کے علاوہ ایک بات دل کو لگی، فرماتے ہیں:

"کتاب میں چند اسماء گنائے ہیں جو مصنف کے سرپرست ہیں۔ مجھے وہ بھیڑ یاد آئی جو چھت پر کھڑی شیر کو گالی دے رہی تھی، شیر نے کہا: مجھے تو نہیں چھت گالی دے رہی ہے۔ میں نے بھی کتاب پڑھ کر کہا کہ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے عقیدت مندوں کو تو یہی نہیں اس کے سرپرست گالی دے رہے ہیں"۔

لیکن طرفہ تماشا دیکھئے کہ مولوی محمد احمد صاحب کے سرپرستوں میں ایک نام میاں جمیل احمد شرقپوری کا ہے۔ ان کے بارے شنید ہے کہ تین صد کتب موصوف مذکور سے لے کر تقسیم کرنے کا اعزاز حاصل کر چکے ہیں۔ میاں صاحب اپنے سلسلہ

عالیہ نقشبندیہ کے سرخیل حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ تعالیٰ کو بھی مولوی صاحب کی دست برد سے نہ بچا سکے۔ العیاذ باللہ۔ موصوف کی کتاب کے صفحہ ۱۵۱ پر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے پاکیزہ دامن کو داغدار کرنے کی ناپاک جسارت سے بھی دریغ نہیں کیا گیا۔ اولیاء کرام کی ایک کثیر تعداد آپ سے وابستہ ہے جن میں حضرت میاں شیر محمد شرقپوری علیہ الرحمۃ بھی شامل ہیں۔ موصوف نے مذکورہ بالا صفحہ پر آپ کے اس مکتوب گرامی جس میں حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی افضلیت ثابت ہوتی ہے اسے جعلی گمان کرتے ہوئے حضرت مجدد صاحب علیہ الرحمہ کو خارج از مذہب اہل سنت قرار دینے کی بھرپور کوشش فرمائی ہے۔

میاں صاحب! کہیں ایسا نہ ہو کہ حضرت مجدد صاحب کی رگ فاروقی حرکت میں آجائے اور پناہ کا بھی کوئی ٹھکانا ڈھونڈے سے نہ ملے۔ وقت رجوع ہے غنیمت سمجھیں۔

مہ ۵ زبیر احمد علوی گنج بخشی نوری ضیائی عفی عنہ

حضرت لاہور

نوٹ:

دشمن اولیاء و علم مولوی محمد احمد صاحب غالباً اس حقیقت سے ناآشنا ہیں کہ "نکات الاسرار" کے متعدد خطی نسخے لاہور، اسلام آباد اور پشاور میں موجود ہیں۔ اہل علم اور ریسرچ سکالرز ان سے استفادہ کرتے رہتے ہیں۔

ناشر